حیاتِ فقیہِ زماں

مؤلف

حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی

مکتبہ اعلیٰ حضرت

Marfat.com

مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی

پہلی، تحقیقی، مستند اور جامع سوانح

حیاتِ فقیہ زماں

مؤلف

مکتبہ اعلیٰ حضرت

دربار مارکیٹ لاہور

042-7247301

Marfat.com

111362

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب	حیاتِ فقیہ زماں
مؤلف	الحاج حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی
	ایم اے اسلامیات، ایم اے ایجوکیشن، ڈپلومہ عربی
صفحات	161
تعداد	1100
کمپوزنگ	ابونعمان- سبحان گرافکس اینڈ کمپوزنگ سنٹر
پروف ریڈنگ	حاجی عبدالغنی چشتی قادری
سنِ اشاعت	ذی الحجہ 1428ھ
	بمطابق دسمبر 2007ء
ہدیہ	
ناشر	مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

انتباہ:

اس کتاب یا اس کا کوئی حصہ مصنف کی اجازت کے بغیر شائع کرنے کی اجازت نہیں

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
9	انتساب
10	عرضِ ناشر
12	تقریظ (مولانا علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق)
14	تقریظ (مولانا علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی
15	تقریظ (صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری)
18	تقریظ (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی)
19	دعا نامہ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)
20	پیش لفظ
	باب 1 ابتدائی حالات
23	ولادت
23	خاندان
24	تعلیم و تربیت
26	مرکزِ علم و عرفان بریلی شریف حاضری
27	دارالعلوم منظرِ اسلام میں داخلہ
27	ٹونک کا سفر
28	مدرسہ عالیہ رامپور میں داخلہ
28	والد ماجد کا سانحۂ ارتحال
29	تدریس کا آغاز
30	امام احمد رضا سے بیعت و خلافت
31	مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف آمد
32	مکھڈ شریف تشریف آوری

Marfat.com

	شہیلیہ میں عہدۂ قضا	32
	حاضری مدینہ طیبہ وحج بیت اللہ شریف کا عزم	33
	دارالعلوم نعمانیہ، لاہور تشریف آوری	33
باب2	**حج وزیارت**	
	اثنائے سفر بزرگ سے ملاقات	36
	بحری سفر کے مسائل	39
	جدہ شریف	40
	حضرت حوا کے مزار اقدس پر حاضری	41
	مکہ شریف روانگی	42
	مقدس مقامات کی زیارت	44
	عرفات شریف حاضری	44
	منیٰ شریف حاضری	45
	مسجدِ خیف	46
	بیت اللہ شریف میں داخلہ	47
	بیت اللہ شریف کی اندرونی کیفیت	48
	شکرِ خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے	51
	حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو	53
	جنت البقیع کی حاضری	55
	اہلِ مدینہ کا حسنِ اخلاق	57
	مدینہ منورہ کا ریلوے اسٹیشن	59
	ابنِ سعود کا حملہ	59
	مدینہ طیبہ سے رخصتی	60
باب3	**تصنیفات**	
	نور العینین فی سفر الحرمین کی خصوصیات	64

Marfat.com

	القول الحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط	67
	جواز تلقین اذان علی القبر وتعدد جمعہ فی مساجد مصر	68
	فتاویٰ غلامیہ	70
	نغمۂ شہادت	71
	دیوانِ غلامیہ	71
	سیفِ رحمانی علیٰ رأس القادیانی	72
	تذکرۂ غلامیہ	72
باب4	**نمونۂ کلام**	
	الٰہی دعا میری کر تو قبول	74
	کرو مجھ پر عنایت کی نظر ہر بار یا حضرت	78
	یارسول اللہ کرم کر دیجیے	79
	نبی کے در پر پڑا رہوں گا	80
	ان کی طرف ہم جائیں گے	81
	تنویر کس کی تھی	81
	تصور میں ترے رہنا	82
	قطعۂ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی	83
	اشک ہائے غم بر وفات والدہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ	85
	قطعۂ تاریخِ وفات اہلیۂ محترمہ	86
باب5	**اخلاق وعادات**	
	ذوقِ عبادت	90
	عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	90
	اتباعِ سنت	91
	دینی غیرت وحمیت	92
	رمضان المبارک کا احترام	93

Marfat.com

فقہ حنفی سے محبت 94
عاجزی وانکساری 94
صلہ رحمی 94
غریب پروری 95
قناعت 95
مقبولیت 95
قومی خدمت 96
معمولاتِ روز وشب 94

باب 6 بیعت وخلافت

امام احمد رضا بریلوی سے بیعت 98
دیگر اولیائے کرام سے اکتسابِ فیض 99
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری سے عقیدت ومحبت 99
شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کی خدمت میں حاضری 100
ایک صاحبِ کشف درویش کی زیارت 102
سلسلہ بیعت وارشاد 102
ضروری ہدایات 103
مفتی صاحب کے مریدین کی حمیتِ دینی 106
شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ 108

باب 7 اساتذہ ومشائخ

اساتذہ کرام 112
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی 113
حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی 118
استاذ العلماء مولانا ظہور الحسن فاروقی 123

Marfat.com

باب8 سفرِ آخرت

وراثت کی تقسیم	126
وصال باکمال	127
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے	127
محافلِ ایصالِ ثواب	127
حضرت مفتیٔ اعظم کا تعزیتی مکتوب	128
حضرت محدثِ اعظم کا اظہارِ تعزیت	129
قطعۂ تاریخِ وصال و مادہ ہائے تاریخ	129
کون کہتا ہے کہ اولیاء مر گئے؟	131
سالانہ عرس مبارک	132
پیا ہے جب سے پیمانہ غلامِ جان رضوی کا	133
آباد رہے تیرا میخانہ غلامِ جان	134

باب9 باقیاتِ صالحات

اولادِ امجاد	137
مولانا صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی	138
تعلیم و تربیت	138
تدریس	139
خطابت	139
بیعت و خلافت	140
ملی و سیاسی خدمات	141
تحریک ختمِ نبوت میں شرکت	141
اردو میں نماز کے خلاف احتجاج	142
تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	142
سنی کانفرنس	142

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس 143

سنی تنظیمات کی سرپرستی 143

سنی ایکشن کمیٹی 144

اخلاق وعادات 144

مولانا قاری محمد اشرف فاروقی 144

غلام صابر 145

غلام مصطفیٰ 145

اسمائے گرامی مشائخ قادریہ رضویہ 146

باب10 نوادرات

سند التکمیل لمن اکمل التحصیل 149

القول المحتاط فی جواز الحیلة والاسقاط 150

فتوٰی جواز تلقین و اذان علی القبر 151

تقریظ فقیہِ زماں بر رسالہ مفتی اعظم ہند 152

مکتوب گرامی فقیہ زمان بنام قاضی محمد مظفر اقبال رضوی 153

تہنیت عید الفطر از مفتی صدر الاسلام پونچھ 154

اخبارِ وصالِ فقیہِ زماں 155

مآخذ ومراجع 156

قطعۂ تاریخِ طباعت 159

Marfat.com

انتساب

استاذ العلماء، مخدومِ ملّت

حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ)

کے نام

طالبِ دُعا

محمد عطاء الرحمن قادری رضوی عفی عنہ

Marfat.com

عرضِ ناشر

میرے گھر کے قریب میانی صاحب کے نام سے ایک عظیم قبرستان ہے۔ جس میں ہزاروں قبور مسلمین کے ساتھ ساتھ سینکڑوں علماء اور اولیاء کے مزارات بھی ہیں۔ جس میں حضرت سیدنا طاہر بندگی، حضرت مہر محمد صوبہ، حضرت مفتی اعجاز ولی خان، حضرت مولانا غلام محمد ترنم، حضرت غازی علم الدین شہید (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ ان قبور کی زیارت اور مزارات سے فیض و برکت حاصل کرنے کے لئے اکثر قبرستان میانی صاحب جانا ہوتا رہتا ہے۔

چند برس قبل حسب معمول جب قبرستان میانی صاحب حاضری ہوئی تو مجاہد ناموسِ رسالت حضرت غازی علم الدین شہید علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کی جنوبی جانب ایک قبر کی تختی پر نظر پڑی تو وہاں ''خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمۃ'' کے الفاظ پڑھ کر قدم بے اختیار قبر مبارک کی جانب جانے والی سیڑھیوں کی طرف اٹھے اور اس طرح حاضری ہوئی۔ یہ واقعہ غالباً اس وقت کا ہے جب میں نے ''مکتبہ'' بنایا بھی نہ تھا اور کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ آج جس کے مزار پر حاضری دے رہا ہوں، کبھی ان کی سوانح حیات شائع کروں گا۔ اس پر میں صرف یہ ہی کہہ سکتا ہوں:

خدا کی خدا ہی جانے

میں خصوصی طور پر ممنون ہوں حضرت مولانا حافظ محمد عطاالرحمٰن زید مجدہ کا کہ انہوں نے پہلے کی طرح اپنی اس کتاب کی اشاعت کے لیے بھی ہمارے ادارے کا انتخاب فرمایا۔ اللہ عزوجل ان کے علم و عمل فضل و کمال میں برکتیں عطا فرمائے اور بالخصوص شکرگزار ہوں شہزادہ فقیہ الزماں حضرت مولانا مفتی محمد مظفر اقبال رضوی صاحب مدظلہ العالی کا کہ انہوں نے بڑے عرصۂ دراز کے بعد اس طرف توجہ فرما کر کتاب کی تیاری کے لیے مواد قبلہ حافظ صاحب کے سپرد فرمایا۔

Marfat.com

رضویات سے متعلق کتب شائع کرنا مکتبہ اعلیٰ حضرت کی ترجیحات میں شامل ہے۔اس سے قبل خلیفہ اعلیٰ حضرت، صاحب بہار شریعت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے حالات زندگی پر حافظ صاحب ہی کی تحریر کردہ کتاب ''سیرت صدر الشریعہ'' ہم نے شائع کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ مستقبل میں بھی ہم ایسی کتب شائع کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں۔ قارئین کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے وسیلہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ﷻ ہمارے ادارے کو خدمتِ دین کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم العلم والعلماء

محمد اجمل

Marfat.com

تقریظ

پیر طریقت، رہبرِ شریعت، سرمایۂ اہلِ سنت، پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت،
نمونۂ اسلاف حضرت علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی مدظلہ

اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت امام احمد، رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے فیضانِ نظر کی برکت سے آپ کے خلفاء وتلامذہ نے مسلکِ اہلِ سنت کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہی جلیل القدر خلفائے کرام میں سے ایک فقیہ زماں حضرت مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی علیہ الرحمۃ بھی ہیں جنہوں نے ہزارہ جیسے دورافتادہ علاقے سے سینکڑوں میل کا سفر کر کے علمِ دین حاصل کیا۔ بریلی شریف میں دورۂ حدیث کر کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ کے دستِ مبارک سے دستارِ فضیلت اور اجازت وخلافت کی دولت حاصل کی۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مفتی صاحب نے سینکڑوں فتاویٰ تحریر فرمائے۔ کئی کتب لکھیں۔ دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کے فرائض لمبے عرصے تک انجام دیئے۔ یہ سب فضائل اپنی جگہ لیکن ان کی شخصیت کا یہ پہلو متاثر کن اور حیران کن ہے کہ آپ سرکارِ دو عالم نور مجسم، شفیع معظم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کا انکار کرنے والے گستاخوں بے ادبوں سے میل جول تو کجا انہیں اپنی مسجد میں داخل بھی نہ ہونے دیتے تھے۔ دینی حمیت اور مذہبی غیرت کا عالم یہ تھا کہ رمضان المبارک میں کسی کو سرعام کھانے پینے نہ دیتے تھے اگر کسی کو کھاتے پیتے یا روزہ کے اوقات میں اشیائے خورد ونوش فروخت کرتا دیکھتے تو سخت سزا دیتے تھے۔

آج کے پُرفتن ماحول اور آزادروی کے اس دور میں حضرت فقیہ زماں علیہ الرحمۃ کے نورانی حالات وواقعات قابل مطالعہ اور لائق تقلید ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کا بے حد وبے شمار شکر ہے کہ اس نے عزیزم مولانا محمد عطاء الرحمٰن (سلمہ الرحمٰن) کو اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے وسیلۂ جلیلہ سے حضرت مفتی صاحب کی یادگار سوانح حیات تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

Marfat.com

الحمد للہ تذکرۂ اعلیٰ حضرت، سیرتِ صدر الشریعہ، حیاتِ محدثِ اعظم (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) اور شانِ صدیقِ اکبر بزبانِ فاتحِ خیبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد یہ ان کی پانچویں کتاب ہے، جس کے پڑھنے سے خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفتی محمد غلام جان ہزاروی کی جامع الصفات شخصیت پوری آب و تاب اور جاہ و جلال کے ساتھ قارئین کرام کے پیشِ نظر ہوگی۔

دعا گو ہوں مولائے کریم بطفیل حبیب کریم علیہ التحیۃ و التسلیم اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے اور اسے قارئین کے لیے نافع بنائے۔ عزیز گرامی مولانا محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی کی عمر و صحت، علم و عمل، تقریر و تحریر اور جذبۂ خدمتِ دین میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

(والسلام)

ابو داؤد محمد صادق

زینت المساجد گوجرانوالہ

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

Marfat.com

تقریظ

پیرِ طریقت، شرفِ ملت، محسنِ اہلِ سنت، صاحب تصانیفِ کثیرہ

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری برکاتی

صالح اور فاضل نوجوان مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن حفظہ الملک الدیان کو اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت عطا کی ہے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہیں کرتے، بلکہ کسی نہ کسی بامقصد کام میں صرف کرتے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت صدر الشریعہ مولانا علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ (صاحبِ بہارِ شریعت) اور محدثِ اعظم پاکستان مولانا علامہ محمد سردار احمد چشتی قادری (فیصل آباد) رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات و دینی خدمات پر قابلِ قدر اور وقیع کتابیں لکھ کر اہلِ علم سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

حال ہی میں انہوں نے اپنے دور کے عظیم عالم اور محقق فاضل حضرت مولانا مفتی غلام جان ہزاروی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ، خلیفۂ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کا تذکرہ ''حیاتِ فقیہِ زماں'' کے نام سے مرتب کیا ہے، وہ طویل عرصہ تک لاہور کے قدیمی دار العلوم جامعہ نعمانیہ میں درس و تدریس اور افتاء کی مسند پر فائز رہے نیز جامعہ کے انتظامی امور میں بھی اپنی صلاحیتیں صرف کرتے رہے۔ نیز وہ ٹکسالی دروازہ لاہور کے اندر بیری والی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جہاں اس وقت اُن کے صاحبزادے، فاضلِ جلیل، غیرتِ دینی و ایمانی اور صلابتِ مسلک کے پیکر، مولانا علامہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی مدظلہ العالی، امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور جمعہ کا خطبہ اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ میں دیتے ہیں۔

مفتی صاحب کا وصال 1959ء میں ہوا۔ تقریباً نصف صدی کے بعد حافظ عطاء الرحمٰن نے ان کی یاد تازہ کر دی ہے۔ انکی حیات و خدمات سے بندگانِ خدا کو روشناس کرانے کی قابلِ صد ستائش کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علم و قلم کی جولانیوں کو سلامت رکھے۔ آمین

۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ — محمد عبدالحکیم شرف قادری

۱۴ اپریل ۲۰۰۷ء — بانی مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

منزلِ حافظ کنوں بارگہ کبریا است

فخرِ سادات، ماہر و ناشر رضویات،
حضرت مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی مدظلہ
صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

''ادب اے نکتہ چیں یہ تذکرہ ہے پاک بندوں کا''

عزیز گرامی! صالح اور فاضل نوجوان مولانا حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی حفظہ اللہ المنان نے حال ہی میں محقق وقت اور فقیہ زمان حضرت مولانا علامہ مفتی غلام جان ہزاروی قادری رضوی علیہ الرحمۃ (خلیفۂ مجاز امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ السامی) کا تذکرہ ''حیاتِ فقیہ زمان'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب میں مؤلف ممدوح نے اپنے ذوقِ فکر اور تحقیقی مزاج کے حوالے سے حضرت فقیہ زماں کی حیات کے نئے نئے گوشے بڑی تلاش و جستجو کے بعد جمع کئے ہیں۔ درآں حالیکہ انکے وصال (۱۹۵۹ء) سے لے کر اب تک تقریباً انچاس سال گذر گئے لیکن ان کی حیات اور کارناموں پر ایک کتابچہ بھی شائع نہ ہو سکا۔ آپ کے بہت سے حالات، کارنامے، نگارشات، پردۂ خفا میں چلے گئے۔ محبی و عزیزی مولانا حافظ عطاء الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ الملک الدیان نے نہایت جدوجہد اور حبِ اسلاف کے جذبۂ صادق اور علمِ نافع کے فروغ کی لگن کے تحت نہ جانے کن کن تہہ خانوں، بوسیدہ الماریوں اور صاحب تذکرہ کے رفقاء، تلامذہ، خلفاء اور پس ماندگان کے خانوادوں کی لائبریریوں کے فراموش شدہ گوشوں سے اصل مراجع و مآخذ جمع کر کے زیر نظر تذکرہ کو تحقیق و تدقیق کے اصول و ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھ کر مکمل کیا ہے اور کتابی صورت میں اہلِ علم و نظر کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

فقیہ زمان حضرت علامہ مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمۃ و الرضوان کا شمار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ السامی کے اجل خلفائے کرام میں ہوتا ہے۔ مولانا عطاء الرحمٰن زید مجدہ نے یہ تذکرہ لکھ کر فقیہ زماں علیہ الرحمۃ کے نہ صرف کارناموں کو زندہ کیا ہے بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کی روشنی میں کہ

Marfat.com

"جس نے کسی مومن کا تذکرہ لکھا گویا اس نے اسے زندہ کیا اور جس نے کسی کا تذکرہ پڑھا گویا اس کی زیارت کی اور جس نے تذکروں کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی" (الاعلان بالتوبیخ، ص ۷۰) خود کو بھی زندۂ جاوید بنا دیا۔

ایں سعادت بزور نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ممدوحِ محترم حافظ عطاء الرحمٰن صاحب کی ذات جس طرح شریعت و طریقت کی مجمع البحرین ہے۔ اسی طرح آپ کی تحریرات فکری پاکیزگی اور شعور کی بلندی کی غماز ہیں اور نوکِ قلم سے نکلے ہوئے الفاظ لباسِ تقویٰ سے مزین اور صدق و صفا کے آئینہ دار نظر آتے ہیں۔

مرتب محترم اپنے سن و سال اور نگارشاتِ حیات کے حوالے سے گو کم عمر ہیں لیکن اپنے اندازِ نظر، طرزِ تحریر اور اسلوبِ نگارش کی پختگی اور دقتِ نظری کے اعتبار سے دورِ حاضر کے کہنہ مشق اور سن رسیدہ تجربہ کار اہلِ قلم کی صف میں جگہ بناتے نظر آتے ہیں۔ سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ جو ان کا طرزِ تحریر اور اسلوبِ نگارش ہے وہ ہی ان کا اندازِ نظر اور اسلوبِ حیات بھی۔ گویا صالح ادب کی تخلیق ان کا مقصدِ حیات ہے اور وہ لکھنے لکھانے کا عمل مشغلہ کے طور پر نہیں بلکہ عبادت کے طور پر کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کی تحریر میں سچائی اور روحانیت کا عنصر غالب ہے۔

ایک ذی مطالعہ قاری کی حیثیت سے راقم کو یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حافظ صاحب اپنی تعمیری، تخلیقی و فکری صلاحیتوں کی بدولت آج شعور کی اس منزل تک پہنچ سکے ہیں۔ بحمد اللہ فیاضِ ازل سے مزاج تحقیقی، تدقیقی اور تنقیدی پایا ہے۔ ساتھ ہی روایت کے علمبردار بھی ہیں۔ قلم رواں، زبان سلیس اور بیان دلنشین ہے۔ پانچ سال کا عرصہ کسی بھی اہلِ قلم کے واسطے قابلِ قدر قلمی تخلیقات پیش کر کے دنیائے علم و ادب میں اپنا مقام پیدا کرنے کے لئے نہایت مختصر مدت ہے۔ لیکن حافظ صاحب اسی قلیل عرصہ میں تذکرہ و سیرت پر پانچ مایۂ ناز درج ذیل کتب تحریر کر کے اہلِ علم اور طالبانِ ادبِ صالح سے خراجِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ:

۱: شانِ صدیق اکبر بزبانِ فاتح خیبر رضی اللہ عنہما

۲: تذکرۂ اعلیٰ حضرت

Marfat.com

۳: سیرت صدر الشریعہ

۴: حیاتِ محدث اعظم پاکستان

۵: احوالِ صادق

اور اب ''حیاتِ فقیہ زمان'' ماشاء اللہ ان کی چھٹی قابل قدر تالیف ہے۔ اس کتاب میں موصوف نے اپنے اسلوبِ تحریر اور انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے حضرت علامہ مولانا غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ کی حیات کے چند حیرت انگیز پہلو پیش کئے ہیں۔ اور صاحب تذکرہ کے نجی حالات اور کارناموں پر کسی قسم کی تحریر یا اشارے مفقود ہونے کے باوجود ان کے مذہبی، ملی، علمی اور فکری و تبلیغی، اصلاحی، سیاسی اور تنظیمی خدمات کے بارے میں اس قدر مواد جمع کر دیا ہے کہ قاری ان کی تحقیق، تلاش و جستجو علمی کاوش کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور اس کتاب کو ان کے علم و عمل میں مزید اضافہ کا باعث بنائے۔ ع

ایں نقش ماند از قلمت یادگارِ عمر

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

یکے از خوشہ چینِ حافظ

سید وجاہت رسول قادری نوری رضوی

صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ / ۵/ جون ۲۰۰۷ء

Marfat.com

تقریظ

صاحبِ طرز ادیب، نگراں مرکزی مجلسِ رضا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ایڈیٹر جہانِ رضا، نائب صدر دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔

حضرت مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہلسنت میں نامور شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک عرصہ تک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی میں پڑھاتے رہے۔ لاہور تشریف لائے تو دارالعلوم نعمانیہ کے تدریسی اور انتظامی امور کی نگرانی کرنے لگے۔ یہ دارالعلوم چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں چل رہا تھا۔ مفتی غلام جان ہزاروی نے اس کے مختلف امور کو سنبھالا دیا۔ آپ دارالعلوم کے منصرم رہے۔ لائبریری کے انچارج رہے۔ اور تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

دارالعلوم نعمانیہ کے ریکارڈ میں ان کی خدمات کا تذکرہ نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ انکے سینکڑوں شاگرد آج تک ان کے تدریسی کارناموں کو یاد کرتے ہیں۔

ہمارے فاضل دوست علامہ محمد عطاء الرحمٰن قادری نے آپ کے سوانحی حالات کو ''حیات فقیہ زمان'' کے نام سے مرتب کیا ہے اور نہایت تحقیق سے ان کی علمی اور اعتقادی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے رضویات پر گراں قدر کتب تحریر فرمائی ہیں۔ خدا ان کے علم و قلم میں مزید وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

اقبال احمد فاروقی

Marfat.com

دعا نامہ

از ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ

یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمۃ کی حیات پر کام کر رہے ہیں اور اقبال کی اس ہدایت پر عمل کر رہے ہیں۔

ضبط کن تاریخ را زندہ شو
از نفس ہائے رمیدہ پائندہ شو (1)

مولیٰ تعالیٰ آپ کے وقت اور قلم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔
یہ معلوم ہو کر مسرت ہوئی کہ ''حیاتِ فقیہِ زمان'' طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔
اللہ تعالیٰ اس کو قبولِ عام عطا فرما کر آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ (2)

---

(1) مکتوب گرامی بنام مؤلف محررہ 23 جنوری 2007ء

(2) مکتوب گرامی بنام مؤلف محررہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ والوں کے حالات میں عظیم خیر و برکت اور عجیب جذب و کشش پائی جاتی ہے۔ پڑھنے والا پڑھتا جاتا ہے اور مزید جاننے کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔ کچھ یہی کیفیت راقم الحروف کو اس وقت پیش آئی جب خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہ زماں حضرت مفتی غلام جان ہزاروی کے متعلق چند مضامین مطالعہ میں آئے۔ حضرت فقیہ زماں کے مفصل حالات جاننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ تلاش بسیار کے بعد علم ہوا کہ آپ کی کوئی سوانح حیات مرتب نہیں کی گئی۔ حیرانگی بھی ہوئی کہ وصال شریف کو اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود کسی نے اس جانب توجہ نہیں کی۔ ایک مفتی صاحب ہی کیا، بیسیوں جلیل القدر علمائے اہلِ سنت کے حالات ہماری غفلت کی وجہ سے طاقِ نسیاں کی نذر ہو چکے ہیں۔

اسی کمی کے ازالے کیلئے احقر راقم الحروف نے اپنی بساط کے مطابق ''سیرتِ صدر الشریعہ'' اور ''تذکرۂ اعلیٰ حضرت'' تحریر کی تھیں، جو بفضلہٖ تعالیٰ پاک و ہند ہی نہیں عالمِ اسلام میں قبولیت کا شرف پا چکی ہیں۔

''حیاتِ فقیہ زماں'' جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، کی تحریر کا سبب یہ ہوا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں جمادی الاخری ۱۴۲۳ھ کی ایک شام استاذ الاساتذہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمتہ نے فرمائش کی کہ اعلیٰ حضرت کے مخلص مُرید و خلیفہ، حضرت مفتی غلام جان ہزاروی کی سوانح حیات ترتیب دی جائے۔ احقر نے اس راہ میں جو مشکلات تھیں ان کا تذکرہ کر کے معذرت چاہی لیکن حضرت مفتی صاحب نے جب اصرار فرمایا تو مجھے اقرار کرنا ہی پڑا۔

تقریباً نصف صدی کا عرصہ گزرنے، تلامذہ و مُریدین کی کثیر تعداد دنیا سے رخصت ہونے کے بعد سوانح مرتب کرنا کتنا دشوار ہے، اس کا اندازہ صرف وہی کر سکتا ہے جس نے کبھی اس دشتِ خارزار کی سیاحت کی ہو، سوانحی مواد کی کمیابی کی وجہ سے یہ کام ادھورا چھوڑا اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کی ہی خواہش پر ان کے شیخ طریقت اور استاذِ محترم حضرت محدثِ اعظم مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی کی سوانح حیات بعنوان ''حیاتِ محدثِ اعظم'' مرتب کی جسے بفضلہٖ تعالیٰ رضا فاؤنڈیشن نے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

Marfat.com

اس دوران شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے فقیہ زماں مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمتہ کی سوانح حیات مرتب کرنے کے لیے بار بار یاددہانی کروائی۔ ان بزرگوں کے حکم پر احقر نے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا پختہ عزم کرلیا۔

خوش قسمتی سے مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی ابن مفتی غلام جان ہزاروی بھی تعاون پر آمادہ ہوگئے اور انہوں نے الماریوں، ڈبوں اور صندوقوں میں دبے ہوئے سوانحی مواد کو چھانٹ کر احقر کے حوالے کیا۔ اس محنت وعنایت پر احقر ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

حضرت فقیہ زماں کی حیاتِ طیبہ میں سب سے زیادہ جس نے دلچسپی لی وہ فدایانِ ختمِ نبوت پنجاب کے امیر مولانا حافظ خادم حسین رضوی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہیں۔ مواد کی عدم دستیابی پر احقر جب بھی مایوس ہوکر بیٹھ جاتا تو وہ حوصلہ دیتے اور میں نئے جذبے سے سرشار ہو کر کام شروع کردیتا۔ تحریر سے طباعت تک ان کا یہ مخلصانہ تعاون میسر رہا۔

انتہائی ناسپاسی ہوگی اگر میں شکریہ ادا نہ کروں۔ شیخ طریقت نمونۂ اسلاف عالمِ باعمل حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی کا، جن کی دعاؤں سے یہ کام ممکن ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، مولانا حافظ محمد ضیاء الرحمٰن قادری کا شکر گزار ہوں جن کے مخلصانہ مشورے کتاب کو سنوارنے میں مددگار ثابت ہوئے۔

آخر میں قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ احقر کے لیے دعا کریں، بلکہ تمام اہلِ سنت کے لیے دعا کریں کہ مولائے کریم اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اخلاص وللہیت کے ساتھ دین کی خدمت انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ | دعا گو ودعا جو

(0333) 4731307 | محمد عطاء الرحمن قادری رضوی

۲۲۱، جنت ٹاؤن، نزد حسین آباد
ڈاکخانہ ٹھوکر نیاز بیگ، رائے ونڈ روڈ لاہور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا
رَحْمَتَكَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

اے خدا اے مہرباں مولائے منٌ
اے انیسِ خلوتِ شب ہائے من

اے کریم و کارساز و بے نیاز
دائم الاحساں شہ بندہ نواز

اے کہ نامت راحتِ جان و دِلم
اے کہ فضلِ تو کفیلِ مشکلم

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

111362

Marfat.com

باب 1

ابتدائی حالات

ولادت

صوبہ سرحد کا ضلع ہزارہ بڑا مردم خیز علاقہ ہے۔ بیسیوں علماء، فقہاء، صوفیاء یہاں پیدا ہوئے۔ انہی میں سے ایک فقیہِ زماں ابوالمظفر مفتی غلام جان ہزاروی بھی ہیں۔ آپ قصبہ ''اوگرہ'' میں ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ اوگرہ ضلع ہزارہ کے مشہور شہر مانسہرہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔[1]

خاندان

مفتی صاحب کا شجرۂ نسب حضرت محمد بن حنفیہ[2] کے توسط سے حضرت سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، آپ کے اجداد میں میر قطب شاہ نامی ایک بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ہندوستان پر حملے کے وقت سلطان محمود غزنوی کی امداد فرمائی تھی۔ فتح ہند کے بعد سلطان نے آپ کو سرحد اور پنجاب کا کچھ علاقہ بطور نذر پیش کیا۔ جسے آپ نے اپنے پانچوں لڑکوں میں تقسیم کر دیا اور خود غزنی تشریف لے گئے۔

مفتی صاحب کے والد محترم مولانا احمد جی اور دادا حضرت مولانا محمد عالم، جید عالم دین اور صاحبِ درد بزرگ تھے۔ لوگ ان کے علم و فضل کے قدردان تھے۔ اپنے تنازعات میں آپ کے فیصلے دل و جان سے تسلیم کرتے تھے۔

مفتی صاحب کے چار بھائی تھے۔ مولانا عزیز الرحمٰن اور خلیل الرحمٰن آپ سے بڑے

---

(1) محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص ۱۹۶

(2) حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کی تمام اولاد سے افضل ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس ہے، تمام زندگی حضرت علی کے ساتھ رہے۔ بوقت وصال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسنین کریمین کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی تھی۔

Marfat.com

اور وسیع اللہ اور سید رسول چھوٹے تھے۔ سید رسول صاحب کا رجحان شروع سے تجارت کی جانب تھا انہوں نے ملائیشیا جا کر ٹرانسپورٹ کا کاروبار شروع کر دیا اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ان کا انتقال بھی وہیں ہوا۔ بقیہ تین بھائیوں نے علم دین میں بلند مقام حاصل کیا لیکن ہمارے ممدوح حضرت مفتی غلام جان ہزاروی ان سب پر سبقت لے گئے۔ (1)

تعلیم و تربیت

آپ نے قرآن شریف اور فارسی نظم کی کتابیں اپنے والدِ گرامی سے پڑھیں۔ پھر دس برس کی عمر میں والدِ گرامی نے برادرِ اکبر مولانا عزیز الرحمٰن کے ہمراہ مزید تعلیم کے لیے موضع ٹھن بھیج دیا۔ وہاں آپ کے خالہ زاد بھائی تدریس فرماتے تھے۔ کچھ عرصہ ان سے پڑھنے کے بعد صوابی میرا چلے گئے۔ اس زمانے میں تعلیم کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جس فن کے ماہر عالم کی شہرت سنتے اس کے پاس جا کر وہ فن پڑھتے۔ ایک ہی جگہ تمام علوم وفنون پڑھنے کا رواج نہ تھا اور نہ ہی اکثر جگہ ایسا انتظام تھا۔ لہٰذا مفتی صاحب نے حصولِ علم کے لیے بہت سفر کیا۔ مشکلات برداشت کیں، سفر کی صعوبتیں سہیں۔ بعض جگہ کھانے کا انتظام نہ ہوتا تو کچی سبزیاں کھا کر گزارا کیا۔ آپ نے بانڈہ، بھترال، متوال، سوک، پڑھانہ، میان وال میں مختلف اساتذہ سے علم دین حاصل کیا۔ وہ دور ایسا تھا کہ مدارس میں رہائشی طلبہ کے لیے طعام کا معقول اہتمام بوجہ غربت ممکن نہ ہوتا تھا لیکن صوابی میرا کے استاد صاحب کی طلبہ پر شفقت اور سخاوت کا مفتی صاحب نے اپنی قلمی یادداشت میں یوں ذکر کیا:

"جناب مولوی صاحب فقاہت میں لاثانی، فقیری اور علم وعمل میں بے نظیر تھے۔ نہایت ہی شفقت ومحبت سے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ ان کی فقیری کا حال یہ تھا کہ تعلیم فی سبیل اللہ کے علاوہ دوسرا کوئی شغل نہ تھا۔ مہمان دوست ایسے تھے کہ اگر رات بارہ بجے سو مہمان آجاتے تو فوراً اسی وقت کھانا تیار ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ میں کم از کم دس بارہ من گندم پیسی جاتی تھی۔" (2) حضرت مولانا صاحب کے اخلاصِ نیت اور توکل علی اللہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں مالا مال فرمایا تھا۔

---

(1) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت، ص 1

(2) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تذکرہ غلامیہ، ص ۲۱

Marfat.com

موضع انھی ضلع گجرات کے مشہور ماہر معقولات مولانا غلام رسول سے ''حمد اللہ'' اور ''میر زاہد'' کا سبق لیا۔ اثنائے تعلیم حضرت خواجہ عبدالرحمان چھوہروی ☆ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علم میں برکت کے لیے دعا کی درخواست کی۔ خواجہ صاحب نے محنت کی تلقین کی اور پھر زبان فیض ترجمان سے کلماتِ دعائیہ ارشاد فرمائے۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے مفتی صاحب کو علم دین کے ساتھ ساتھ تصوف وطریقت سے محبت بھی خوب عنایت فرمائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دورانِ تعلیم قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف ☆☆ والوں کی بزرگی کا شہرہ سن کران سے بیعت ہونے کا ارادہ کرلیا۔ یہ نیت لے کر موضع پنجائن ضلع جہلم سے پیدل کھیوڑہ پہنچے۔ کرایہ پاس نہیں تھا لیکن شوقِ زیارت نے ایسا مجبور کیا کہ بے ٹکٹ ریل گاڑی پر سوار ہوگئے۔ جب لالہ موسیٰ اسٹیشن پر اُترے تو دیکھا کہ سپاہی ٹکٹ چیک کر رہے ہیں، بہت گھبرائے اور دل ہی دل میں حضرت قاضی سلطان محمود سے استغاثہ کرتے ہوئے کہا: ''قاضی صاحب چونکہ میں آپ کی ملاقات کے لیے آرہا ہوں لہٰذا اگر پکڑا گیا تو آپ کی ولایت ہرگز نہ مانوں گا۔'' اللہ کے ایک مقبول ولی سے استمداد کی برکت دیکھیے کہ مفتی صاحب سے کسی نے ٹکٹ کا نہ پوچھا۔ پھر بارہ میل پاپیادہ سفر کرتے ہوئے قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب نے خیریت دریافت کرتے ہی فرمایا کہ رستہ میں کوئی تکلیف تو نہیں پیش آئی؟ جواباً مفتی صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی دعا سے بلا تکلیف حاضرِ خدمت ہوا ہوں، مفتی صاحب یہ واقعہ بیان کرکے فرماتے ہیں کہ میں تاڑ گیا کہ میرے سفر کے حالات سے قاضی صاحب قبلہ ضرور واقف ہوئے ہیں۔ (2)

☆ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے۔ علوم عربیہ نہ پڑھنے کے باوجود آپ نے تیس پاروں پر مشتمل عربی میں درود پاک کا مجموعہ لکھا جسے مجموعہ صلوٰۃ الرسول کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ایک مدرسہ آپ نے خانقاہ پر قائم کررکھا تھا جس کے طلبہ کی تمام ضروریات کا خود خیال رکھتے تھے۔ یکم ذوالحجہ ۱۳۴۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزارِ اقدس چھوہر شریف میں مرجع خلائق ہے۔

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تذکرہ غلامیہ، ص ۴۰

(2) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تذکرہ غلامیہ ص ۴۲ ملخصاً

☆☆ حضرت قاضی سلطان محمود قادری، بلند پایہ عالمِ دین اور کامل ولی تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت اخوند عبدالغفور (سیدو شریف) سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت پائی۔ شرح چغمینی اور منطق وفلسفہ کی بعض کتب پر محققانہ حواشی تحریر فرمائے۔ آپ کے تلامذہ وخلفاء میں نامور علماء ومشائخ داخل ہیں۔ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں رحلت فرمائی۔ مزارِ اقدس اعوان شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔ بقول جاوید اقبال، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال، حضرت قاضی صاحب سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔

Marfat.com

رات وہیں قیام کیا۔ پھر حاضری کا مقصد عرض کیا۔ جواباً قاضی صاحب نے فرمایا ''بیٹا اتنے دور دراز سے بیعت ہونے کو آئے ہو بڑا پیر تو علم ہے، اول ظاہری علم حاصل کرو پھر باطنی علم حاصل کرنے کے لیے پیری مُریدی میں قدم رکھنا''۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ میں قاضی صاحب کی کرامت راستہ میں دیکھ آیا تھا لہٰذا پھر اظہارِ محبت کرتے ہوئے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے اپنا غلام بنالیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ فرمایا بیٹا علم پڑھو، بعد تحصیلِ علم جہاں جی چاہے بیعت کر لینا۔''(1)

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب کی عقیدت ومحبت مفتی صاحب کے دل میں ایسی راسخ ہو چکی تھی کہ کچھ عرصہ بعد موضع انھی ضلع گجرات سے دوبارہ قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قاضی صاحب نے بڑے پیار ومحبت سے دو دن اپنے پاس ٹھہرایا پھر رخصت کرتے ہوئے فرمایا ''بیٹا جلدی نہ کرو، ابھی بیعت کا وقت نہیں آیا، کتابیں ختم کرو، ہندوستان جا کر جلدی فارغ ہو کر جہاں دل چاہے بیعت کر لینا۔''(2)

حضرت قاضی صاحب قبلہ کے اس ارشاد میں درحقیقت ایک روحانی اشارہ تھا کہ اب ان کا علمی وروحانی حصہ پنجاب میں نہیں بلکہ ہندوستان میں ہے، حضرت مفتی صاحب نے حسب الارشاد ہندوستان جانے کا پختہ ارادہ کر لیا لیکن اتنے طویل سفر کے لیے والدین کی اجازت حاصل کرنا بہت ضروری تھا لہٰذا گھر جا کر والدین کی قدم بوسی کر کے اجازت حاصل کی اور تن تنہا وطن سے دور ہندوستان کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ مفتی صاحب کی یہ کیفیت اقبال کے اس شعر کی آئینہ دار ہے۔

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شرابِ علم کی لذت کشاں کشاں مجھ کو

مرکزِ علم وعرفان، بریلی شریف حاضری

سہارنپور، رام پور، دہلی، مینڈو، آگرہ، گلاوٹی وامروہہ کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مرکزِ علم وعرفان منبع فیوض وبرکات بریلی شریف پہنچ گئے جہاں امامِ اہلِ سنت، اعلیٰ

---

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص ۶، قلمی

(2) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص ۷، قلمی

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا علمی وروحانی فیض جاری تھا۔ اپنے دور کے اس عظیم عالم اور ولی کامل کی پہلی زیارت سے ہی دل کی کیفیت کیسے بدلی، اسے خود مفتی صاحب ہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے، فرماتے ہیں: ''میں نے سن رکھا تھا کہ مولانا احمد رضا خان علمائے دیوبند کی تکفیر فرماتے ہیں جس سے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اتنے بڑے علماء کی تکفیر کیوں کرتے ہیں۔ دیوبند تو علم کا مرکز ہے۔

چنانچہ اس خیال سے جب میں بریلی پہنچا تو اعلیٰ حضرت اس وقت ظہر کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں تشریف لا رہے تھے۔ جیسے ہی میری نگاہ اعلیٰ حضرت کے چہرے پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ یہ شخص جو کہتا ہے درست کہتا ہے۔ چنانچہ نماز کی ادائیگی کے بعد دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔[1]

دار العلوم منظرِ اسلام میں داخلہ

دار العلوم منظر اسلام محلہ سوداگراں بریلی شریف میں داخلے کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر طالب علم سے عقائد کا امتحان لیا جاتا تھا۔ چنانچہ مفتی صاحب کو بھی امتحان لینے کے بعد داخل کیا گیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبد الحق خیر آبادی کے شاگرد خاص حضرت مولانا ظہور الحسن رامپوری صدر مدرس تھے جبکہ مصنف بہارِ شریعت حضرت علامہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی بھی وہیں تدریس فرماتے تھے۔ حضرت مولانا ظہور الحسن سے قاضی مبارک، صدرا، شمس بازغہ، توضیح تلویح وصحاح ستہ کا درس لیا۔[2] جبکہ حضرت صدر الشریعہ سے بھی چند کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۳۷ھ کے جلسہ دستار بندی میں امامِ اہل سنت نے دستار باندھی اور سندِ فضیلت عطا فرمائی۔[3] مفتی برہان الحق جبل پوری کی دستار بندی بھی اسی جلسہ میں ہوئی۔

ٹونک کا سفر

حضرت مفتی صاحب علم دین سے سچی محبت رکھتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ عاشق

---

(۱) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت ص ۷

(۲) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، قلمی، ص ۷

(۳) ماہنامہ اعلیٰ حضرت، صد سالہ منظرِ اسلام نمبر، ص ۲۴۴

Marfat.com

تھے۔اسی عشق ومحبت کا ہی نتیجہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے، دستارِ فضیلت باندھنے اور سندِ فراغت حاصل ہونے کے باوجود پھر تحصیل علم کا شوق چرایا اور حضرت مولانا عبدالحق خیرآبادی کے شاگردِ رشید مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی کی خدمت میں "حمد اللہ" دوبارہ پڑھنے کے لیے حاضر ہو گئے۔ حکیم صاحب نے بڑی آؤ بھگت کی۔ بعدازاں معذرت کرتے ہوئے فرمایا: بنگالی طلبہ کی شرارت کی وجہ سے نواب صاحب نے وقتی طور پر مدرسہ بند کر دیا ہے، کسی طالب علم کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں۔"

مدرسہ عالیہ رامپور میں داخلہ

ٹونک سے واپس بریلی تشریف لائے۔ پھر رام پور کے مشہور دینی ادارے، مدرسہ عالیہ رام پور کے درجہ تکمیل میں داخلہ لیا۔[1] رامپور میں قیام کے دوران سراج الاصفیاء حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری[2] کی خدمتِ اقدس میں حاضری آپ کے معمولات میں شامل تھی اور وہ بھی آپ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔[3]

والد ماجد کا سانحۂ ارتحال

مدرسۂ عالیہ رام پور سے درجہ تکمیل پاس کرنے کے بعد ابھی مفتی صاحب رام پور میں ہی تھے کہ گھر سے تار موصول ہوا کہ "آپ کے والد صاحب بے حد علیل ہیں، اگر ملاقات کے خواہشمند ہیں تو فوراً آ جائیں۔" اسی دن مفتی صاحب نے افتاں وخیزاں رختِ سفر باندھا اور ریل

---

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص۹ (قلمی)

☆ مولانا محمود احمد قادری نے مدرسہ عالیہ رامپور سے سنِ فراغت ۱۳۳۵ھ تحریر کیا ہے، جو کہ درست نہیں چونکہ خود حضرت مفتی صاحب کی اپنی تحریر سے ظاہر ہے کہ رام پور میں بریلی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد گئے تھے۔ اس لیے مدرسہ عالیہ سے سنِ فراغت ۱۳۳۸ھ قرینِ قیاس ہے۔

(2) حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری، عالمِ باعمل، متوکل اور نہایت خوددار بزرگ تھے۔ حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری کے شاگرد اور انہی کے مُرید وخلیفہ تھے۔ تصنیفات میں اعلام الاذکیاء اور بلوغ المرام مشہور ہیں۔ ۱۳۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔

(3) محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص۱۰

Marfat.com

گاڑی کے ذریعے سے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ یہ اندوہناک خبر ملی کہ آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا احمد جی رحلت فرما گئے ہیں۔ یہ سن کر دل پرغم والم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ تاخیر سے تار موصول ہونے کی وجہ سے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ دو ماہ وطن میں قیام کے بعد رام پور لوٹے یہاں سے اپنا سامان اور کتابیں وغیرہ لے کر بریلی آ گئے۔

تدریس کا آغاز

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ مفتی صاحب کو علمِ دین سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ اسی جذبے کی تسکین کے لیے دور دراز کے سفر کئے۔ یونہی آپ کو علمِ دین کی تدریس اور نشرواشاعت سے بھی بے پناہ محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ نچلے درجے کے طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ فراغت کے بعد باقاعدہ تدریس کا آغاز دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی سے کیا۔ یہاں بھی آپ زمانۂ طالب علمی میں تدریس فرما چکے تھے۔ ہوایوں کہ مفتی صاحب دورۂ حدیث شریف کے درجے میں تھے کہ درجۂ ششم کے مدرس معزول کر دیئے گئے۔ مہتمم صاحب نے حضرت مولانا ظہور الحسن رام پوری سے کہا کہ اس درجہ کے اسباق مدرس دستیاب ہونے تک حدیث شریف کے طلبہ پر تقسیم کر دیں۔ چنانچہ طلبہ پر وہ اسباق تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت مفتی صاحب کو ''کنزالدقائق'' دی گئی۔ مفتی صاحب نے استاذِ محترم سے ''شرح ملا جامی'' کی تدریس کی اجازت مانگی۔ انہوں نے فرمایا کہ ''وہ تو اکبر خان کو دے دی گئی ہے۔''

اکبر خاں رام پوری کو منطق میں بڑی مہارت حاصل تھی لیکن طلبہ ان کی تدریس سے مطمئن نہ تھے لہٰذا شکایت کی۔ مہتمم صاحب نے طلبہ کی یہ شکایت رفع کرنے کے لیے حضرت مولانا ظہور الحسن رامپوری سے کہا: حضرت مولانا رامپوری نے یہ مسئلہ یوں حل کیا کہ ''کنزالدقائق'' اکبر خان رامپوری کے ذمے لگا دی اور ''شرح ملا جامی'' کی تدریس مفتی صاحب کے حسب خواہش ان کے سپرد کر دی۔

پہلے ہی روز مفتی صاحب کی تدریسی مہارت کا سکہ کیسے جما اس کی روداد خود مفتی صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے: جب میں شرح جامی پڑھانے بیٹھا تو اکبر خان نے ایک طالب علم کو سکھایا کہ ''تم اس درجہ میں جا کر بیٹھو اور شرح جامی پڑھتے وقت خوب اعتراض کرو، میں

Marfat.com

بھی آتا ہوں۔'' میں بھی تاڑ گیا۔ جس طالب علم کی قرأت کی باری تھی میں نے اس سے کہا عبارت پڑھو۔ اس نے عبارت پڑھی۔ "ویخفض بلام الاستغاثہ" کی تقریر میں نے پنجابی طریقے سے خوب کرّ وفر کے ساتھ کی اور جو کچھ مالہ وماعلیہ تھا وہ بیان کرنے کے بعد ترجمہ کروایا۔ طلبہ سبق پڑھ کر اٹھ گئے مگر اکبر خان اور اس کے ساتھی کو اعتراض کی جرأت نہ پڑی چپکے سے اٹھ کر چلے گئے۔''(1)

اس تدریس کا ایسا شہرہ ہوا کہ علم نحو میں مفتی صاحب کی مہارت کا چرچا ہو گیا۔ یہاں تک کہ خود مہتمم صاحب نے آپ سے کہا ''دوسرا مدرس بلانے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ درجہ آپ ہی پڑھائیں'' لیکن چونکہ مفتی صاحب ابھی خود زیرِ تعلیم تھے لہٰذا انہوں نے استاذِ محترم مولانا ظہور الحسن رام پوری سے مشورہ لیا، استاذ صاحب نے فرمایا: ''غلام جان! تدریس کا خیال نہ کرو، فراغت کے بعد ملازمت کی کیا کمی ہے اسی مدرسہ میں تجھے ملازمت مل جائے گی۔''(2)

چنانچہ استاذ صاحب کے ارشاد کے مطابق پہلے آپ نے تعلیم مکمل کی۔ فراغت کے بعد بعمر ۲۲ سال اپنی مادرِ علمی دار العلوم منظرِ اسلام سے تدریس کا آغاز فرمایا۔

امام احمد رضا بریلوی سے بیعت وخلافت

بریلی شریف میں قیام کے دوران حضرت مفتی صاحب نے امامِ اہلِ سنت، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کی علمی عظمت، عبقریت اور تقویٰ وطہارت کا نہایت قریب سے مشاہدہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ جس مُرشدِ کامل کی تلاش میں وہ بچپن سے سرگردان ہیں اور جن کی طرف حضرت خواجہ قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف والوں نے روحانی اشارہ بھی دیا تھا۔ وہ شیخِ کامل اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی ذاتِ اقدس ہے لہٰذا امام احمد رضا بریلوی کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔ دوسری جانب امام احمد رضا بریلوی بھی اپنے عاشقِ صادق اور مخلص مُرید کی سچی عقیدت، علمی مہارت اور تصوف وطریقت سے دلچسپی سے آگاہ تھے لہٰذا آپ نے مفتی صاحب کو صحاحِ ستہ اور دیگر کتب حدیث وفقہ کی اجازت اور تمام سلاسلِ

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی تذکرہ غلامیہ، ص ۹۰

(2) مصدر سابق، ص ۸۹

Marfat.com

طریقت میں خلافت کا اعزاز عنایت فرمایا۔

مُرشدِ کامل سے حضرت مفتی صاحب کو کیسی محبت تھی اور ان کے دل میں شیخِ کامل کا کتنا احترام تھا اس کا اندازہ مفتی صاحب کی قلمی یادداشت میں شیخِ کامل کے نام مبارک کے ساتھ لکھے ہوئے القاب وآداب سے ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں: اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، پیرِ بے نظیر، مجدد مائۃ حاضرہ، مئوید ملتِ طاہرہ، صاحب تصانیفِ کثیرہ، امام العلماء، قدوۃ الفقہاء، رأس الاتقیاء، محب الغرباء والفضلاء، عالم تمام، سیفِ بے نیام، منبعِ احسان، مولانا ومرشدنا مولوی احمد رضا خاں صاحب طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ[1]

کتابوں کی ایک الماری پر آپ نے ایک شعر لکھوا رکھا تھا جسے وقتاً وقتاً پڑھا کرتے تھے۔ اس شعر سے اپنے شیخ کامل سے گہری عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے شعر یہ ہے:

سگِ درگاہ رضا خاں شو چوں خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ رضا خانی

آپ کے صاحبزادے مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی بیان کرتے ہیں کہ والدِ گرامی یہ شعر ہمیں تختیوں پر لکھوایا کرتے تھے۔

دارالعلوم منظرِ اسلام میں تدریس کے ساتھ ساتھ مفتی صاحب بریلی شریف کی مشہور مسجد بی بی جی میں امام اہلِ سنت کے حکم پر امامت اور خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

مدرسہ سلیمانیہ تونسہ شریف آمد

تونسہ شریف سلسلہ عالیہ چشتیہ کی مرکزی خانقاہوں میں سے ایک ہے۔ اس خانقاہ کے بانی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کو علم سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ لہٰذا انہوں نے خانقاہ کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ بعد میں اس درس گاہ کو مدرسہ سلیمانیہ کے نام سے پکارا گیا۔ مفتی صاحب کو مدرسہ سلیمانیہ تدریس کی دعوت دی گئی۔ آپ اگرچہ دیارِ

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی تذکرہ غلامیہ، ص ۸۶

Marfat.com

مرشد بریلی شریف چھوڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن سجادہ نشین تونسہ شریف حضرت خواجہ حافظ محمود علیہ الرحمۃ کے پرزور اصرار پر آپ یہاں تشریف لے آئے اور کچھ عرصہ یہاں آپ نے تدریس فرمائی۔

مکھڈ شریف تشریف آوری

حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے خلیفۂ اجل مولانا محمد علی مکھڈوی ☆ نے مکھڈ شریف میں ایک عظیم الشان درس گاہ قائم فرمائی تھی۔ اس مدرسہ میں تدریس کے لیے فخر الاولیاء مولانا غلام محی الدین سجادہ نشین مکھڈ شریف نے بہت اصرار کیا اور مدرس نہ ہونے کی وجہ سے فوری طور پر تشریف لانے کے لیے کہا۔ مفتی صاحب مولانا غلام ربانی سے مشورے کے بعد مکھڈ شریف تشریف لے آئے۔ یہاں ایک سال آپ نے تدریس فرمائی۔

شہلیہ میں عہدۂ قضا

خان محمد امیر خان رئیس شہلیہ ضلع ہزارہ نے آپ کو اپنے علاقہ میں قاضی مقرر کر دیا۔ یہاں آپ مقدمات کا شرعی فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ امیر خان کے بھتیجے عبداللطیف کو پڑھاتے تھے [1] جب تدریس کا سلسلہ شروع ہوا تو دیگر طلبہ بھی استفادہ کے لیے حاضر ہو گئے۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مرد ماں مرغ و مور گرد آئند

یہاں آپ نے تین برس تدریس وقضا، امامت اور خدمتِ افتاء انجام دی۔ [2]

☆ مولانا محمد علی مکھڈوی جید عالم دین، کہنہ مشق مدرس اور ولی کامل تھے۔ فارسی، پنجابی اور ہندی میں شعر بھی کہتے تھے۔ علماء و مشائخ کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کا نام آپ کے تلامذہ میں سر فہرست ہے۔ ۱۲۵۳/ ۱۸۳۷ء میں انتقال فرمایا۔ مزارِ اقدس مکھڈ شریف میں مرجع خلائق ہے۔
(رضائے مصطفیٰ، نومبر 1983 ص ۲۱)

1. محمد غلام جان ہزاروی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص، د

2. ایضاً، صفحہ ۱۱

☆ مولانا محمود احمد کانپوری نے شہلیہ کی مدتِ قیام چند دن لکھی ہے، جو درست نہیں۔ یہاں تین سال مدتِ تدریس و افتاء و قضا خود مفتی صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

حاضریٔ مدینہ طیبہ وحجِ بیت اللہ کا عزم

شہلیہ کے جناب کرامت اللہ صاحب حجِ بیت اللہ کے لیے جا رہے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی مفتی صاحب کے شوقِ زیارت نے بھی انگڑائی لی۔ درحقیقت مفتی صاحب بچپن ہی سے حاضریٔ مدینہ طیبہ کی آرزو لیے ہوئے تھے۔ کرامت اللہ صاحب کی باتیں سُن کر دل ہی دل میں آپ نے بھی ارادہ کر لیا۔ ہر سال شعبان المعظم کے مہینے میں مفتی صاحب بریلی شریف حاضری دیا کرتے تھے۔

سو اس سال بھی یعنی ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں آپ بریلی شریف حسب معمول حاضر ہوئے لیکن امسال گھر واپس جانے کی بجائے مدینہ طیبہ حاضری کی نیت کیے ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے مزارِ اقدس پر حاضری کے بعد آپ نے اپنے خاص احبابِ بریلی، جناب محمد بخش اور حافظ میاں رحمت علی سابق انسپکٹر پولیس پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

ہر دو حضرات نے کچھ توقف کے بعد سفرِ سعید ملتوی کرنے کا مشورہ دیا اور استخارہ کرنے کے لیے عرض کیا۔ انہی دنوں مفتی صاحب نے اخبار ''الخلافت'' بمبئی ملاحظہ فرمایا جس میں لکھا تھا کہ شریفِ مکہ نے گذشتہ سال بھی حاجیوں کو مدینہ طیبہ نہ جانے دیا تھا اور امسال بھی نہ جانے دے گا۔ استخارہ کیا تو اس میں بھی گھر واپسی کا اشارہ ملا۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں ''ہمارا مقصود بالذات تو مدینہ منورہ ہی جانا ہے۔ حج تو بالتبع وبالعرض ہے کیونکہ ہم پر حج فرض نہیں ☆۔ (1)

چنانچہ بصد حزن وملال گھر واپس گئے چونکہ شہلیہ کے دیہاتی ماحول میں آپ کا دل نہ لگتا تھا لہٰذا وہاں بھی دوبارہ تشریف نہ لے گئے۔ (2)

دار العلوم نعمانیہ تشریف آوری

دار العلوم نعمانیہ اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور اس دور میں اہل سنت وجماعت حنفیوں کا

---

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص ا

☆ یعنی صاحب استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے ہم پر حج فرض نہیں۔

(2) ایضاً ص ۱۱

Marfat.com

عظیم علمی مرکز تھا۔ دور دور سے آئے ہوئے طلبہ یہاں زیرِ تعلیم تھے۔ اس دارالعلوم کا انتظام و انصرام انجمن نعمانیہ کے سپرد تھا۔ انجمن کے زیرِ اہتمام ایک سالانہ جلسہ بھی منعقد ہوتا تھا جس میں جید علماء و مشائخ جلوہ افروز ہوتے تھے۔ اراکینِ انجمن اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ غالباً یہی عقیدت خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی غلام جان ہزاروی سے رابطے کا سبب بنی۔ اراکین انجمن کی پرخلوص دعوت پر آپ ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء میں دارالعلوم نعمانیہ تشریف لے آئے۔ یہاں تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ [1]

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا بیان ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ کی تاریخ لکھتے ہوئے جب سالانہ کارکردگی کے رجسٹر دیکھے تو ان میں جگہ جگہ حضرت مفتی صاحب کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ پایا۔ ان رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تدریس و افتاء کے ساتھ ساتھ انتظامی ذمہ داریاں بھی آپ سے متعلق تھیں۔

مفتی صاحب نے طویل عرصہ دارالعلوم نعمانیہ میں نمایاں خدماتِ دینیہ انجام دیں۔

1۔ اقبال احمد فاروقی، پیرزادہ، تذکرہ علمائے اہلسنت، لاہور، ص ۳۱۳

Marfat.com

حج وزیارت

Marfat.com

باب 2

حج و زیارت

حاضریٔ مدینہ منورہ اور حجِ بیت اللہ، ہر سچے مسلمانِ کی دلی تمناؤں میں سے ایک عظیم تمنا ہے۔ ہر عاشقِ مصطفیٰ اس سعادت کے حصول کے لیے بے چین و بے قرار رہتا ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے   بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے
لے رضا سب چلے مدینے کو   میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

حضرت مفتی غلام جان ہزاروی تو اوائل عمری سے ہی حاضری کے لیے مضطرب رہتے تھے۔ کبھی کہتے کہ کب وہ مبارک ساعت ہوگی جب یہ گناہگار مدینۃ الرسول حاضر ہوگا اور کبھی کہتے کہ کاش اگر پر ہوں تو اڑ کر چلا جاؤں جو خوش نصیب اس مبارک سفر کے لیے روانہ ہوتا اسے الوداع کہنے کے لیے دور تک ساتھ جاتے اور بارگاہِ رسالت میں عاجزی سے غلامانہ سلام عرض کرنے کے لیے کہتے۔ اسی طرح جب حجاج کرام واپس لوٹتے تو ان سے حرمین شریفین کے حالات بکمال ذوق و محبت سنتے اور آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہاتے۔

صاحب استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے آپ پر حج فرض نہیں تھا لیکن زیارت کی تڑپ اور ہجر و فراق کی کسک آپ کو کسی پل چین نہ لینے دیتی تھی۔

آخر وہ جذبہ جس میں سچی تڑپ تھی، کام آیا اور ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء کا سال نویدِ حج و زیارت لایا۔ شعبان المعظم میں طلبہ کے امتحانات کے بعد دار العلوم نعمانیہ میں تعطیلات شروع ہوئیں تو آپ نے صرف ۲۹ برس کی عمر میں اس عظیم سفر کا آغاز فرمایا۔ پہلے دیارِ مُرشد بریلی شریف حاضری کا ارادہ کیا۔

اثنائے سفر بزرگ سے ملاقات

آپ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان المبارک بریلی شریف گزارتے تھے۔ اس سال

Marfat.com

معمول کی حاضری کے ساتھ زیارتِ مقبول اور حج مبرور کی دعا بھی کرتا تھی لہٰذا ٹرین پر بریلی شریف جانے کے لئے سوار ہوئے۔ سہارنپور سے ٹرین بدلنا پڑتی ہے۔ اس لیے یہاں اُترے اور قریبی مسجد میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد ایک ضعیف العمر بزرگ مفتی صاحب کے لیے بستر اور کھانا لائے۔ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ ان بزرگ سے کوئی واقفیت نہ تھی لیکن جیسے وہ مفتی صاحب پر مہربان ہوئے، انہیں نصیحتیں فرمائیں۔ وہ ایک حیران کن واقعہ ہے، جس کی تفصیلات مفتی صاحب کی زبانی ملاحظہ فرمائیں: ''کھانے کے بعد میں نے بڑے میاں سے کہا کہ رات کو یہاں کوئی خطرہ تو نہیں، کہا کوئی خطرہ نہیں اور اگر کچھ خوف محسوس کرتے ہو تو میں یہاں تمہارے پاس رہوں؟

میں نے کہا نہیں، یونہیں پوچھا تھا.......... صبح کو فجر کی نماز کے بعد وہی بڑے میاں بڑا پر تکلف کھانا پکا کر لائے۔ میں نے کہا بڑے میاں آپ نے کیوں تکلیف کی، میں ہوٹل سے کھانا کھالیتا، بولے اجی واہ! کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے، زہے قسمت کہ آپ کو کھانا کھلانا میسر ہوگیا بھلا ہماری کہاں ایسی قسمت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے والوں کو کھانا کھلاسکیں۔ کھانے کے بعد کہنے لگے: مولوی صاحب حج کو روانہ ہوتے وقت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب کے مزار سے فاتحہ پڑھ کر روانہ ہونا۔ میں نے حیران ہو کر دل میں کہا: اس کو کس نے بتادیا کہ میں حج کو جارہا ہوں اور میرے پیر و مرشد مولانا احمد رضا خاں صاحب کو یہ کیسے پہچانتا ہے اور جب میں نے اس کے منہ کی طرف دیکھا تو میرے حواس اڑ گئے۔

صبر رخصت ہوا اک نگاہ کے ساتھ
ہوش جاتی رہی اک آہ کے ساتھ

پھر میں نے عرض کیا بڑے میاں! اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے کیونکر واقفیت ہے؟ بولے ارے بھائی! اس مجدد زمانہ کو کون نہیں جانتا، جس نے تمام وہابیہ، دیوبندیہ ونجدیہ کا قلع قمع کر دیا ہے اور تمام عرب و عجم ان کو جانتا ہے۔ انہوں نے تو بڑے بڑے وہابیوں اور گمراہوں کے سر کچلے، حضور کا دین چمکایا، حنفیت کو روشن کیا۔ باعمل عالم دنیا میں اگر تھا تو وہی تھا یہاں سہارنپور میں گو دیوبندی حشرات الارض کی طرح ہیں تاہم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے غلام بھی بہت ہیں۔'' مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ پھر تو مجھے ہمراہ ملنے سے بہت خوشی ہوئی، محبت و

Marfat.com

شفقت سے دیر تک باتیں کرتے رہے۔

پھر میں نے عرض کیا بڑے میاں یہ تو بتائیں آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں حج کو جا رہا ہوں؟ کہنے لگے اچھا تم یہاں بیٹھو میں گھر میں برتن پہنچا آؤں کہ انتظار کرتے ہونگے۔ میں بارہ بجے تک مسجد میں بیٹھا رہا مگر بڑے میاں کا کوئی پتہ نہیں۔ میں نے ایک آدمی سے پوچھا بھائی کوئی ایسی صورت کے بوڑھے آدمی اس محلہ میں رہتے ہیں، جواب ملا ''نہیں'' میں نے اسے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ کہنے لگا ارے میاں وہ تو کوئی اللہ کا ولی تھا۔

میں نے ہر چند کوشش کی کہ بڑے میاں مل جائیں مگر بڑے میاں پھر کہاں ملتے؟ بڑا صدمہ ہوا، بہت پوچھا مگر پتہ ندارد وہ تو ساغرِ شراب مجھے پلا کر کہیں چلے گئے۔ آخر دل تھام کر اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گیا اور گاڑی پر سوار ہو کر رات دس بجے بریلی پہنچ گیا۔ (۱)

رمضان المبارک بریلی شریف میں گزارا۔ پھر ۱۲ شوال المکرم کو اعلیٰ حضرت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملتِ طاہرہ، امامِ اہلِ سنت و جماعت کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر الوداعی حاضری دی اور اجمیر شریف کے لیے رختِ سفر باندھا۔ اسٹیشن پر الوداع کہنے والوں کا جمِ غفیر تھا۔ سٹی اسٹیشن سے روانگی کے وقت سبھی حاضرین زار و قطار رو رہے تھے۔ حافظ احمد بخش صاحب کاس گنج سٹیشن تک ساتھ آئے جب رخصت ہوئے تو گلے لگ کر خوب روئے۔ شام چھ بجے اجمیر شریف پہنچ گئے۔ دو روز یہاں حاضر رہے۔ والیٔ ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین کے مزارِ اقدس پر خوب دعائیں کیں۔ ان دنوں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف بہارِ شریعت و خلیفۂ اعلیٰ حضرت، دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں صدر مدرس تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔

اجمیر سے بذریعہ ٹرین بمبئی پہنچے۔ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد، رفیق الحرمین جناب مولانا محمد اعظم (بفہ ضلع مانسہرہ) پہلے ہی یہاں پہنچ چکے تھے۔ پندرہ دن بعد مغل کمپنی کے بحری جہاز نے روانہ ہونا تھا۔ دونوں کے ٹکٹ خرید لیے گئے۔ اس عرصہ میں بمبئی کے مدارس اور مزارات پر حاضری دیتے رہے۔

۵ ذی قعدہ کو سامان جہاز میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن مسافر سوار ہوئے تو بحری جہاز جس کا نام شجاع تھا، کے لنگر اٹھا دیئے گئے۔

(۱) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، ص ۲۰ ملخصاً

Marfat.com

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں

حضرت مفتی صاحب نے حرمین شریفین کے اس تاریخی سفر کی روداد ''نور العینین فی سفر الحرمین'' کے عنوان سے قلمبند فرمائی تھی۔ جس کے پڑھنے سے جہاں مفتی صاحب کے عشق و محبت کا نظارہ ہوتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں حج کیسے ہوتا تھا؟ دورانِ سفر کیا کچھ صعوبتیں پیش آتی تھیں۔ مناسب ہے کہ آگے کی روداد اب اسی سفرنامے کے حوالے سے مختصراً مفتی صاحب کی زبانی بیان کی جائے۔

بحری سفر کے مسائل

شام کو جب جہاز تیز رفتاری سے گودی سے باہر نکلا تو بمبئی آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ میں نے چونکہ کبھی بحری سفر نہیں کیا تھا، اس لئے چکر آیا اور صبح تک کوئی ہوش نہ رہا۔ رفیقِ سفر مولانا محمد اعظم کو بھی بہت چکر آئے رات بھر اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ دوسرے روز کچھ طبیعت بحال ہوئی اور تین چار روز کے بعد طبیعت بالکل سکوں پکڑ گئی۔ چھ روز کے بعد عدن کچھ نظر پڑا، چونکہ بہت دور تھا لیکن دیکھنے کو جی چاہتا تھا کیونکہ چھ روز سے سوائے آسمان اور سمندر کے، کچھ نہیں دیکھا تھا۔ عدن کے محاذات میں ایک حاجی صاحب فوت ہو گئے۔ چونکہ کفن ان کے پاس تھا اور واقعی ہر شخص کفن ساتھ لے جاتا ہے چنانچہ ہم دونوں بھی اپنا کفن ساتھ لے گئے تھے۔ ان حاجی صاحب کو غسل دلوایا اور جنازہ پڑھا کر سمندر میں ڈال دیا۔ ایک اور حاجی زین العابدین بھی انتقال فرما گئے، ان کو میں نے غسل دلوایا اور جنازہ پڑھ کر راہی الی اللہ اور سپردِ سمندر فی سبیل اللہ کیا۔

یلملم کے مقام پر نیتِ احرام

آٹھویں روز جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ حاجی بھائیو! جس نے احرام نہیں باندھا، اب احرام باندھ لو کہ یلملم پہاڑ آ گیا چنانچہ ہم نے غسل کیا اور خوشبو وغیرہ لگا کر احرام باندھا اور تلبیہ شروع کر دیا۔ میں نے کپتانِ جہاز سے پوچھا یلملم پہاڑ کہاں ہے، اس نے کہا صاحب! وہ پہاڑ سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔

Marfat.com

جزیرہ کامران

نویں صبح قریباً دس بجے جزیرہ کامران میں جہاز پہنچا۔ معلوم ہوا یہاں حاجیوں کو اتارا جائے گا۔ بارہ بجے دوپہر کو جزیرہ پر بھپارہ ہوا۔ یعنی سب حاجیوں کے کپڑے بھٹی میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر سب حاجیوں کو غسل دیا گیا، رات وہیں رہے۔ میں جب عربیوں کو دیکھتا تو بہت خوش ہوتا، عرب کی میٹھی زبان سن کر طبیعت نہایت خوش ہوئی ہم نے کھانا بھی پکایا لیکن زیادہ کھجوریں کھائیں، میں ریت کے ٹیلوں پر جا کران کو بوسے دوں کہ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ملک ہے، نہایت عمدہ آب و ہوا ہے۔ کشتیوں کے ذریعے پھر جہاز پر سوار کیا گیا اور جہاز جدہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔

جدہ شریف

کامران سے روانہ ہو کر تیسرے روز علی الصبح جہاز جدہ شریف کے قریب پہنچا، تو جہاز کے ملازم نے بتایا کہ دیکھو وہ جدہ شریف آ گیا، چونکہ ابھی بہت دور تھا لہٰذا بڑی جدوجہد سے دیکھا۔

صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ
ہوش جاتی رہی اک آہ کے ساتھ

سبحان اللہ! اس وقت کی فرحت و مسرت کیا بیان کروں یعنی اب خوشی و محبت دوگونہ بلکہ سہ گونہ ہوگئی۔ ورنہ اس سے پہلے بمبئی سے جہاز میں سوار ہوتے ہی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے تھے کہ کب جدہ شریف ملکِ عرب، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ملک نظر آئے گا چنانچہ جہاز میں میں نے عرب کی محبت اور عرب والے کی محبت میں چند نعتیں قلم بند کیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

جدہ شریف اب تو قریب آ گیا ہے
ملکِ عرب اب تو قریب آ گیا ہے
حاجیو سر اٹھا کر دیکھ لو
ملکِ عجیب اب تو قریب آ گیا ہے

Marfat.com

جن کی خاطر بن گئے ارض و سما
ان کا ملک اب تو قریب آ گیا ہے
بحر کے طوفان سے پائی نجات
ملکِ نجات اب تو قریب آ گیا ہے
سید الکونین ہیں بحر کرم
ان کا کرم اب تو قریب آ گیا ہے

جہاز ''شجاع'' اپنی شجاعت و بہادری دکھا کر قریب جدہ شریف پہنچا تو قریباً دو میل کے فاصلے پر لنگر ڈال کر جہاز کھڑا کر دیا گیا، سبحان اللہ بڑی خوشی و فرحت سے جدہ شریف کے شہر و مکانات کو اور اماں حوا (رضی اللہ عنہا) کے مزار مبارک کو جہاز میں کھڑے دیکھ رہے تھے۔ جہاز کے ملازم نے بتایا کہ وہ سفیدی دیوار جو جدہ شریف کی مشرقی جانب نظر آتی ہے اماں حوا کی مزار مبارک ہے۔ سبحان اللہ! ایک نور برستا نظر آتا تھا۔ محبت سے آنسو جاری ہو گئے۔

جان غم فرسودہ دارم چوں نالم آہ آہ
آہ درد آلودہ دارم چوں نہ گریم زار زار

تقریباً ایک گھنٹہ بعد بادبان والی سلطانی کشتیاں آئیں۔ کرین کے ذریعے حاجیوں کا سامان اتارا گیا۔ حاجیوں کو کشتیوں میں سوار کرتے کرتے بارہ بج گئے۔ جس وقت کشتی بندرگاہ پہنچی تو ہمارے معلم عبداللہ رمضانی نے سامان بحفاظت اتروا کر گاڑیوں پر لاد کر جدہ شہر پہنچایا۔ کرایہ پر ایک مکان لے کر وہاں ایک دن اور دو راتیں قیام کیا۔

حضرت حوا کے مزارِ اقدس پر حاضری

چونکہ اماں حوا کے مزار مبارک کا بے حد شوق تھا لہٰذا اسی روز عصر کو اپنا سامان ٹھکانہ لگا کر مزار پر حاضر ہوئے۔ قبر بوسی کی۔ دل کی پیاس کو مٹایا۔ مزار پر جو مساکین تھے انہیں حسب توفیق پیسے دیئے۔ معلوم ہوا کہ جنابہ اماں صاحبہ کی قبر پر جو قبے بنے ہوئے تھے وہ نجدیوں نے گرا دیئے۔ ظاہر نقشہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تین قبے بڑے عظیم الشان، بڑے اونچے بلند تھے۔ سنگِ مرمر کے عمدہ پتھر جن پر کلماتِ طیبات و آیات متبرکات لکھی ہوئی تھیں، اکھڑے پڑے تھے۔ دیکھ دیکھ کر ہم

Marfat.com

خون کے آنسو روتے تھے۔ قبر کا طول پانچ سو قدم اور عرض قریباً پانچ قدم ہے۔ دعا و فاتحہ سے فارغ ہو کر مغرب کے قریب ہم واپس ہوئے۔

مولانا محمد اعظم کی خدمت گزاری

جدہ شریف میں پانی کی تنگی ضرور ہے۔ شہر سے ڈیڑھ میل باہر پانی کا خزانہ بنایا گیا ہے، جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ مولانا محمد اعظم جو بڑے بہادر، سعادت مند، جفاکش، مجاہد اور خادم شخص تھے وہ ہی پانی بھر کر لایا کرتے تھے۔ اگر میں ان سے پوشیدہ چلا بھی جاتا تو بہت خفا ہوتے۔ کہتے کہ میں جو آپ کا شاگرد اور غلام موجود ہوں پھر آپ ہمارے سامنے کیوں پانی لائیں۔ روٹی وہ پکائیں، چائے وغیرہ تمام انتظام بلکہ تمام کام کر کے میرے ہاتھ، پیر بھی دبائیں۔ بازار سے خود جا کر ترکاری و آٹا لائیں۔ ہمارے اور اپنے کپڑے دھوئیں الغرض کیا کیا بیان کیا جائے۔ اچھے پاکیزہ نفیس و شریف الطبع آدمی تھے۔

مکہ شریف روانگی

دوسرے روز بعد نمازِ شام قافلہ تیار ہوا۔ فی کس جدہ شریف سے مکہ شریف تک بائیس روپے کرایہ اونٹ ٹھہرا۔ ہمارے احباب میاں عبدالکریم پراچہ پشاوری، ملک صاحب اور خان صاحب نے شغدف کرایہ پر لیے۔ ہم دونوں جدہ شریف سے مکہ مکرمہ پیدل جا کر بیت العتیق کا طواف مجنونانہ انداز میں کرنے کا عزم بالجزم کر چکے تھے۔ اس لیے عبداللہ رمضانی معلم کے کہنے پر سوار تو ہوئے لیکن پیدل چلنے کو پسند کرتے تھے اس لیے اکثر راستہ پیدل ہی طے کیا۔ چاندنی رات، ریگستان، ملک عرب کی پہاڑیاں ایک عجیب نظارہ تھا۔ پہاڑیاں کیا تھیں، مجسم نور ہی نور نظر آتا تھا۔ لا ورب العرش سچ عرض کرتا ہوں کہ جتنا آگے بڑھتے تھے اتنا ہی شوق محبت بڑھتا تھا۔ قریباً گیارہ بجے (شب) کے نزدیک ہم دونوں قافلے سے چار پانچ میل آگے جا کر سو گئے۔ صبح صادق نمودار ہوئی۔ ہم نے چھاگل سے پانی نکال کر وضو کیا اور مطابق و موافق مذہب حنفی نماز ادا کی۔ بعد میں قافلہ بھی آ ملا۔ سبحان اللہ ملکِ عرب رات کو کیا منور معلوم ہوتا تھا صبح کو دوگونہ اور منور معلوم ہونے لگا۔ لبیک کہتے ہوئے، نعرے لگاتے ہوئے بڑے ذوق شوق سے ہم چلے جاتے تھے۔

Marfat.com

مکہ شریف پر نور کی بارش

(دوسرے روز) نمازِ فجر مکہ شریف سے چھ سات میل کے فاصلے پر ادا کی۔ پھر چل پڑے۔ رفتہ رفتہ آٹھ بجے مکہ شریف جا پہنچے۔ میں نے مولوی محمد اعظم صاحب سے کہا کہ مکہ شریف آ گیا اور ذوق و محبت میں آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ سورج بہت چڑھ آیا تھا آسمان بالکل صاف، کہیں ابر کا نام ونشان تک نہ تھا۔ جب میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو موٹی موٹی بارش شہر مکہ مکرمہ پر اتر رہی ہے اور زمین پر بارش کا کوئی اثر نہیں۔ نہایت متحیر ہوا کہ یہ کیا قصہ ہے، آخر خیال آیا کہ ستر ہزار فرشتے صبح کے وقت بیت اللہ شریف اترتے ہیں اور ستر ہزار شام کو دل نے گواہی دی کہ یہ وہ فرشتے ہوں گے ہماری کم بینائی کی وجہ سے اور شکل میں نظر آ رہے ہیں۔ مکہ معظمہ کے مکانات کیا نظر آتے تھے گویا مجسم نور ہی نور نظر آتا تھا۔

مسجد الحرام شریف حاضری

خیال تھا کہ اول مسجد حرام حاضری دیں لیکن معلم عبداللہ رمضانی مکان پر لے گیا۔ حاجیوں کی خوب تواضع کی، کھانا کھلایا۔ سامان ٹھکانے لگایا۔ قریب ہی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان دکھایا، جسے دیکھ کر دل، آنکھیں، اور دین وایمان روشن ہو گیا۔ کچھ آرام کرنے کے بعد معلم رمضانی کی طرف سے اعلان ہوا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تیار ہو جاؤ۔

آگے آگے عبداللہ رمضانی کا بیٹا تکبیریں اور دعائیں پڑھتا جا رہا تھا پیچھے پیچھے ہم سب رفتہ رفتہ مسجد حرام جا پہنچے۔ اول دور سے مسجد حرام کا ایک بڑا عالی شان دروازہ نظر آیا۔ دیکھتے ہی دل منور ہو گیا۔ دروازے سے اندر بیت اللہ شریف دکھائی دیا۔ بے خود ہو کر منہ سے چیخ نکل پڑی، آنسو جاری تھے، دل بے قرار تھا۔ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے، لبیک پکارتے ہوئے مطاف میں جا پہنچے، طواف کیا۔ نوافل پڑھے۔ پھر صفا و مروہ کی سعی کر کے عمرہ سے فارغ ہوئے۔

خان محمد امیر خان رئیس شہیلیہ سے ملاقات

دوسرے روز خان محمد امیر خان رئیس شہیلیہ ملاقات کیلئے آ گئے اور فرمانے لگے ہمارا

Marfat.com

بالکل قطعاً حج کا ارادہ نہیں تھا مگر آپ کا سنا کہ مولانا صاحب لاہور سے بمع مولانا محمد اعظم صاحب حج کو جا رہے ہیں تو یکدم ہم نے بھی عزم کر لیا کہ جب ہم پر حج فرض ہے تو پھر کیوں نہ ادا کریں اور یہ موقع بھی اچھا ہے کہ مولانا صاحب بھی جا رہے ہیں اسی ذریعہ سے ان کے ہمراہ حج سے مشرف ہو جاؤں گا۔"

پھر تقریباً روزانہ ملاقات ہو جاتی۔ بسا اوقات میں اور مولانا محمد اعظم طواف کے لیے بیت اللہ شریف جاتے تو امیر خان صاحب مرحوم آگے طواف اور حجرِ اسود کو بوسے دیتے ہوئے نظر آتے۔ اگرچہ وہ رئیس تھے لیکن درویش دوست اور متواضع شخص تھے۔

مقدس مقامات کی زیارت

حج سے قبل بیس پچیس روز خوب طواف کرتے اور مقدس مقامات کی زیارت کرتے رہے۔ میں کبھی دل میں یہ خیال کر کے کہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہاں تشریف لائے ہونگے، ان پتھروں کو بوسے دیتا۔ اس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہوگا۔ ادھر کو حضور نے چہرہ اقدس کیا ہوگا۔ الغرض طرح طرح کے خیالات کر کے آنسو بہا کر دل کی گرمی کو سرد کرتا۔

مکہ شریف میں ہماری حالت یہ تھی کہ مکان پر گئے، کھانا وغیرہ کھایا اور مسجد حرام کو آئے مگر یہ بات تھی کہ ہم نماز جماعت سے علیحدہ پڑھتے تھے۔ جب یقین ہو گیا کہ امام نجدی عقیدہ کا ہے تو کبھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ ہم خود جو دس بارہ رفیق تھے علیحدہ نماز با جماعت فقہ حنفی کے مطابق ادا کرتے تھے۔ پھر تلاوتِ قرآن پاک کرتے تھے۔ روزانہ چھ یا آٹھ سیپارے تلاوت کر لیتا۔ بالخصوص رکنِ یمانی اور شامی کے درمیان بیٹھ کر قرآن پاک ختم کیا۔ طواف کا لطف جیسا رات کو ایک دو بجے آتا ویسا دن میں نہیں آیا۔ دن میں عموماً آرام کرتے اور رات کا اکثر حصہ مسجد حرام میں گزرتے۔

عرفات شریف حاضری

۹ ذی الحجہ کو بعد طلوعِ آفتاب منٰی سے عرفات پہنچے۔ وہاں جبلِ رحمت پر آذربائیجان کے ایک نوعمر عربی مولوی صاحب شافعی المذہب، نہایت فقیہ، متحمل مزاج، خوش بیان ملے۔ فقہ

Marfat.com

شافعی کے مسائل و جزئیات انہیں بہت یاد تھے۔ باوجود عدم ربط زبانِ عربی کے، میں ان سے بلاتکلف عربی میں گفتگو کرتا رہا۔ دو گھنٹے کی ملاقات میں بے حد محبت پیدا ہوگئی۔ قریب العصر بعد مصافحہ و معانقہ وہ رخصت ہوئے۔ اس نیک سیرت وصورت مولوی صاحب کی ملاقات سے ہمیں بہت فائدہ ہوا۔

سبحان اللہ ہمارا حج کا زمانہ بھی کیا ہی اچھا تھا۔ بوقتِ غروب آفتاب جبلِ رحمت پر کھڑے تھے اور رو بفلک دست بدعا تھے۔ عرفات سے جب ہم واپس ہوئے تو دن بھر کی تھکان کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ مولانا محمد اعظم صاحب چونکہ بہت بہادر اور ذی ہمت آدمی تھے۔ راستہ میں ایک دو جگہ انہوں نے میرے ہاتھ پاؤں دبائے۔ اکثر حاجیوں کے بعد ہم مزدلفہ پہنچے اور مغرب و عشا باجماعت ادا کیں۔ طلوعِ صبح صادق کے بعد نمازِ فجر باجماعت ادا کی۔ کنکریاں چنیں اور وقوف کے بعد جب خوب اجالا ہوگیا تو منٰی شریف روانہ ہوئے۔

منٰی شریف حاضری

تسبیح و تہلیل، دعائیں اور درود شریف پڑھتے ہوئے تقریباً آٹھ بجے صبح منٰی شریف پہنچ گئے۔ سیدھے جمرۂ عقبہ کی طرف جا کر رمی کی۔ پھر قربان گاہ جا کر بکرے خریدے، قربانی کی۔ بوجہ شدتِ گرمی بے حد پیاس لگی لیکن پانی کا کہیں نام ونشان بھی نہ تھا۔ اس گرمی کو گرمی کہنا باعتبار بیان واقعہ کے ہے ورنہ وہ گرمی سراسر رحمتِ الٰہی تھی۔ شدتِ گرمی میں خوفِ ہلاکتِ جان سے سایہ تلاش کیا۔ دوسری کوئی جگہ بغیر مسجد خیف کے امن کی نظر نہ آئی۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مسجد حاجیوں سے لبالب بھری ہوئی ہے۔ آہستہ آہستہ اندر پہنچے۔ بیٹھنے کی جگہ تو نہ ملی بمشکل تمام دیوارِ مسجد سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے۔ پانی فروخت کرنے والا قریب سے گزرا تو ایک کنستر دو روپے میں لے لیا۔ جب اچھی طرح پانی پی کر آرام کرلیا اور عین دوپہر ہوگئی تو چھتریوں پر کپڑے لپیٹ کر طوافِ زیارت کے لیے مکہ شریف روانہ ہوئے چونکہ قربانی کے بعد سر منڈوا دیا تھا، بدیں وجہ شدتِ گرمی سے اور بھی زیادہ گھبرا گئے۔ بہرحال آہستہ آہستہ قریباً دو بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

طوافِ زیارت کیا۔ دو رکعت نماز مقامِ ابراہیم کے پاس ادا کی۔ پھر چاہِ زمزم پر پہنچے۔ خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ نمازِ ظہر ادا کی پھر مصلیٰ حنفی کے پاس آرام کیا۔ عشاء کے وقت پھر منٰی

Marfat.com

شریف لوٹ آئے۔ چونکہ شہر منیٰ میں حاجیوں کا زور تھا اور مسجد خیف بھی بھری ہوئی تھی بدیں وجہ جمرۂ عقبہ کے نزدیک پتھروں پر لیٹ گئے۔ مگر رات کو گرمی اور پتھروں کی حرارت سے پسینوں کے نالے ہمارے بدنوں سے بہہ نکلے۔ علی الصبح نماز کے لیے جب مسجد خیف پہنچے تو کیا دیکھا کہ مسجد کے پاس جو بڑا میدان تھا، لاشوں سے بھرا ہوا ہے، دیکھتے ہی سخت خوفزدہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ گرمی کی وجہ سے یہ لوگ فوت ہو گئے۔ مسجد خیف کے اندر بھی بہت سے آدمی مرے ہوئے دیکھے۔

قریب ہی قبرستان تھا۔ اگر کسی نے اپنے قریبی کو دفن کروانا چاہا تو یوں کہ ساٹھ ستر روپے معلم کو دے کر دفن کروایا۔ دفن کی کیفیت بھی یہ تھی کہ قریباً بالشت بھر قبر کھودی اور میت کو اس میں ڈالا اور اوپر سے کچھ مٹی میت کے پیر بھی نظر آ رہے تھے اور سر کا کچھ حصہ بھی نظر آ رہا تھا۔

مرحومین و مغفورین تو براہِ راست بہشتِ بریں میں پہنچ چکے تھے اور بظاہر دارِ فانی میں بے کسی و بے بسی کی حالت میں پڑے تھے۔ یہ ان کے لیے کیا ہی اچھا ہوا کہ حجِ مبرور سے فارغ ہوتے ہی پاک صاف ہو کر اعلیٰ مراتب حاجیوں کے پا کر احرام باندھے ہوئے رب العزت کے دربار میں حاضر ہو گئے۔ میں ان میتوں سے آخری ملاقات کر کے مسجد کے ایک کونے میں مغموم جا بیٹھا۔

مسجدِ خیف

مسجدِ خیف خوب فراخ اور وسیع ہے۔ صحن بھی کشادہ ہے، باہر کا دروازہ بڑا شاندار ہے۔ مسجد کے صحن میں ایک عالی شان قبہ ہے۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس قبہ کی کرسی صحنِ مسجد سے قدرے بلند ہے، اس قبہ کے سائے میں کم از کم سو ڈیڑھ سو آدمی بیٹھ سکتا ہے۔ اس مسجد کے بائیں طرف مذبحِ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہے اور وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری ماری تھی، شق شدہ پڑا ہے۔

چونکہ مسجد خیف میں بوقتِ دوپہر اژدھام کی وجہ سے بے حد گرمی تھی۔ اس لیے میں اور مولانا محمد اعظم صاحب جمرۂ عقبہ کے قریب پانی کی چھاگل اور گلاس ساتھ لے کر چلے گئے۔ ایک غار کو صاف کر کے وہاں آرام کیا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے رمی جمرات کی اور جمرۂ عقبہ کے نزدیک رات گزاری۔ تیسرے روز زوال کے بعد رمی جمرات کر کے مناسکِ حج سے فارغ ہوئے۔ اللہ کا

Marfat.com

ہزار در ہزار مرتبہ شکر ہے کہ اس نے مناسکِ حج جن کی ادائیگی گرمی کی شدت کی وجہ سے بے حد مشکل معلوم ہوتی تھی، ہمارے لیے اپنے فضل وکرم سے آسان فرمادیے۔

بیت اللہ شریف میں داخلہ

مکہ معظمہ پہنچنے کے تیسرے روز صبح آٹھ بجے مولانا محمد اعظم صاحب نے آ کر بتایا کہ وہ خانہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہو کر بڑے عجائبات دیکھ کر آئے ہیں۔ میں نے کفِ افسوس ملتے ہوئے مولانا سے کہا کہ آپ نے مجھے مطلع کیوں نہیں کیا۔ کہنے لگے معاف فرمانا وجہ یہ ہوئی کہ میں بیت اللہ کے سائے میں غربی جانب تلاوتِ قرآن پاک کر رہا تھا کہ شور معلوم ہوا۔ میں نے حطیم سے گزرتے ہوئے شرقی جانب سے جب آ کر دیکھا تو بیت اللہ شریف کا دروازہ کھلا ہوا تھا، سیڑھی لگی ہوئی تھی جس کے ذریعے لوگ داخل ہو رہے تھے۔ میں بھی کوشش کر کے داخل ہو گیا۔

میں نے بھی کمرِ ہمت باندھی اور تنِ تنہا افتاں وخیزاں مسجد حرام جا پہنچا، دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ مگر انبوہِ مخلوقات کی وجہ سے بیت اللہ شریف تک پہنچنا ہی دشوار ہو گیا تھا۔ بمشکل تمام ایک گھنٹے میں مطاف جا پہنچا۔ وہاں یہ دیکھا کہ جو شخص کچھ دیتا ہے تو اس کو تو نجدی ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کھینچ لیں اور جو کچھ نہ دے اسے سیڑھی کے نزدیک نہ آنے دیں۔ بہر کیف لوگ سیڑھی کے ساتھ چیونٹیوں کی طرح لپٹے ہوئے تھے۔ میں بہت گھبرایا کہ میرے پاس تو کچھ ہے نہیں۔ آخر دھکے کھا کر میں نے بھی سیڑھی پر پاؤں رکھا اور چاہا کہ اوپر چڑھوں۔ مگر لوگ جو چمٹے ہوئے تھے اور ہر ایک سیڑھی پکڑے ہوئے تھا بدیں وجہ سیڑھی پیچھے ہٹ گئی۔ بہت سے لوگ گر پڑے چونکہ میں نے ابھی پہلے درجے پر ہی قدم رکھا تھا اس لیے گرا تو نہیں مگر دھکا ایسا لگا کہ ہٹتے ہٹتے زمزم سے بھی بہت دور چلا گیا۔ بہت افسوس ہوا کہ بیت اللہ شریف کے داخلہ سے محروم رہ گیا۔ اب تو پہنچنا بے حد مشکل ہے۔ مایوس ہو کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر جوش پیدا ہوا اور توکل علی اللہ بیت اللہ شریف کی طرف چلنا شروع کر دیا، قریباً ایک گھنٹہ کے بعد سیڑھی کے پاس جا پہنچا۔ بڑی ہمت کر کے سیڑھی کے پہلے ڈنڈے پر قدم رکھا پھر بڑی مشکل سے دوسرے پر، تیسرے پر، آخر چوتھے پر جب بمشکل پہنچا کیونکہ چار چار پانچ پانچ آدمی ایک ساتھ چڑھتے تھے تو سیڑھی پیچھے ہٹ گئی۔ خیال گزرا کہ اب

Marfat.com

نیچے گرا تو مر جاؤں گا مگر امدادِ ربی ایسی شاملِ حال ہوئی کہ میں کود کر بیت اللہ شریف کی چوکھٹ پر جا پہنچا۔

ایک نجدی سپاہی نے مجھے پکڑ لیا اور ایک نجدی سفید ریش معمر جو کہ دروازہ بیت اللہ شریف کے پاس کرسی بچھائے بیٹھا تھا، کے پاس لے گیا۔ اس نے مجھے کہا "یا شیخ فلوس" (اے شیخ پیسے) میں نے کہا "یا شیخ مافش" یعنی میرے پاس پیسے نہیں۔ آخر سپاہی نے میری تلاشی لی۔ تین "قرش" (سکے) میرے پاس سے نکلے۔ صبح آتے وقت پندرہ روپے مولانا محمد اعظم صاحب کو دے آیا تھا۔ اگر میرے پاس ہوتے تو وہ کب چھوڑتے۔

بیت اللہ شریف کے انوار

بیت اللہ شریف کیا تھا ایک مجسم نور ہی نور تھا۔ وہاں چاروں دیواروں کی طرف منہ کر کے نفل پڑھے۔ بیت اللہ کا خوب دیدار کیا۔ سینہ لگایا، بوسے دیئے۔ حسرتیں مٹائیں۔ اپنی داڑھی سے خانۂ خدا کا خوب جھاڑ و دیا، گڑگڑا کر اپنے لیے اور آباؤ اجداد کے لیے دعائیں مانگیں۔ اپنے چاروں بھائیوں اور ہمشیرہ مرحومہ کی خیر و نجات مانگی بلکہ تمام کنبہ کے لیے دعا کی پھر تمام امتِ محمدیہ کے لیے دعا کی۔ فقیر کو اس وقت ایک نوع تسلی ہوئی کہ یہ میری گناہگار آنکھیں بیت اللہ کو دیکھنے والی، دوزخ میں ہرگز نہ جائیں گی۔

آدھ گھنٹہ کے بعد حکم ہوا کہ نکلو، بہت چاہا کہ آدھ گھنٹہ اور رہنے دیں مگر نجدی سپاہیوں نے "رُح رُح" کہنا شروع کر دیا۔ چاروناچار جدائی کے صدمے سے دل تھام کر اٹھا اور نکلنے کا قصد کیا۔ مگر صدمہ جدائی سے دل پر سانپ لوٹ گئے، آنکھیں اشک آلود ہو گئیں۔

السلام علیکم یا بیت العتیق کہتا ہوا روبقبلہ اترا اگرچہ قریباً پون گھنٹہ اندرون بیت اللہ شریف رہا تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سیکنڈ بھی نہیں ٹھہرا۔

بیت اللہ شریف کی اندرونی کیفیت

بیت اللہ شریف کی کیفیت تو خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانے لیکن بظاہر اندرونی کیفیت یہ ہے کہ فرش مبارک پختہ اور مضبوط ہے۔ سنگِ مرمر و غیرہ نہایت عمدہ عمدہ پتھر لگے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ دیواروں میں خوب صورت پتھر منقش مزین نہایت بیش قیمت کے چسپاں ہیں۔ چھت مبارک میں دوشہتیر نہایت خوبصورت لکڑی، ساگوان یا کسی اور عمدہ عرب کی لکڑی کے لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک شہتیر کے نیچے ایک ایک ستون ہے جیسے شہتیر موٹے اور خوب صورت ہیں اسی طرح چوبیں ستون بھی عمدہ موٹے، گول سراسر نور ہیں۔ ہاں چھت میں کڑیوں کے ساتھ عمدہ قسم کا غلاف بھی چسپاں نظر آتا تھا غالباً وہ بھی بڑے غلاف کے ساتھ مصر سے آتا ہوگا۔

چھت مبارک کافی اونچا ہے۔ جب چھت کی طرف دیکھتے تھے تو نہایت مرعوب ہو جاتے تھے گویا دہشت طاری ہو جاتی تھی۔ بیت اللہ شریف کا حطیم کی جانب جو شرقی کونہ ہے اس میں سے چھت مبارک پر چڑھنے کا زینہ بھی ہے۔ بیت اللہ شریف کی اندرونی طرف جو پتھر دیواروں میں چسپاں ہیں وہ ایک رنگ کے نہیں بلکہ مختلف رنگوں کے ہیں، سفید، سیاہ سبز، خاکی اور بادامی وغیرہ وغیرہ۔

مکہ شریف کے دیگر مقدس مقامات

مولد نبوی حرم شریف کے شرقی جانب ہے جہاں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے حضور تشریف لائے تھے۔ یہ مبارک جگہ زیارت گاہِ ہر خاص وعام ہے لیکن نجدیوں نے اسے گرادیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ مولد مبارک نہایت مزین مکان تھا۔ نہایت عمدہ سنگ مرمر سے آراستہ تھا۔ فرش پر قالین بچھے رہتے تھے۔ زائرین وہاں نوافل ادا کر کے دعائیں کرتے تھے کہ دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔

جنت المعلی مکہ شریف کا قبرستان ہے۔ اس کے شمالی حصے میں حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک پہاڑی کے دامن میں ہے۔ نجدیوں نے قبہ منہدم کر دیا ہے، صرف تھوڑا قدر تعویذ قبر باقی ہے۔ ان کی بائیں جانب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔ قریب ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک ہے اور اولیائے کرام جیسے حضرت شیخ عثمان ہارونی اور محدث نووی کی قبور مبارک بھی یہیں موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا مکان مبارک جہاں قبل از ہجرت آپ کا قیام تھا اور جہاں حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی، جبل ابوقبیس کے متصل ہے۔ اسی جبلِ ابو

Marfat.com

قبیس کے اوپر حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ کی ایک چکی موجود ہے جسے لوگ دیکھنے جاتے ہیں۔ راقم الحروف نے بھی ان گناہگار لبوں سے اس کو بوسہ دیا ہے۔ اس چکی پر زائرین کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جائے ولادت مسجد الحرام کی جنوبی جانب ہے۔ جنوبی جانب ہی حجرۂ ام ہانی کے قریب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مولد مبارک ہے جسے زقاق ابوبکر کہتے ہیں۔ نجدیوں نے ان دونوں مقامات پر تغیر و تبدیل کر دیا ہے۔

جبل ابوقبیس بہت بابرکت پہاڑ ہے۔ اسی پر کھڑے ہو کر سرکار دو عالم ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا تھا۔ اسی پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بحکم خداوندی ساری دنیا کے لوگوں کو حج کی دعوت دی تھی۔ یہ بات بھی مشہور ہے کہ اس جبل ابوقبیس پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کی قبور مبارک ہیں اور یہ بات ایک حد تک صحیح ہے کہ تمام مکہ کے پہاڑوں میں سے یہ پہاڑی بہتر ہے۔

غار حرا دو میل کے فاصلے پر مکہ شریف سے شمال مشرقی جانب واقع ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ اس غار میں عبادت فرماتے تھے۔ نزول قرآن کی ابتدا یہیں ہوئی۔ غار ثور مکہ شریف سے تین میل کے فاصلے رہے۔ یہ وہ غار ہے جہاں سردار دو عالم ﷺ نے بوقت ہجرت بمعیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین شبانہ روز قیام فرمایا تھا۔

مکہ شریف سے رخصتی

معلم عبداللہ رمضانی موٹروں پر چلنے والے رئیسوں اور اونٹوں پر جانے والے لوگوں کو تیار کر کے بھیج رہا تھا جبکہ ہمارا قافلہ مدینہ پاک روانگی کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسی وجہ سے بہت تاخیر ہوگئی۔ لیکن یہ عرصہ ہم نے حرم شریف کی حاضری، طواف، تلاوت کلام پاک میں اور کبھی مدرسہ میں طلبہ سے عربی میں علمی بحث و مباحثہ کرتے گذارا۔ مناسک حج مکمل ہو جانے کی وجہ سے مدینہ منورہ کا شوق بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ ہر وقت یہی خیال رہتا تھا کہ مدینہ منورہ کو کب روانہ ہونگے؟ ہر روز معلم کو جا کر یہ کہتے تھے کہ ہمیں مدینہ کب روانہ کروگے اور مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی پس اس نے مجھ پر ظلم کیا۔'' اس حدیث پاک کو مدنظر

Marfat.com

رکھتے ہوئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے۔ آخر ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ کو بوقت تین بجے روانہ ہوکر مکہ شریف سے تھوڑی دور جا کر قافلہ نے قیام کیا۔ بعد عصر میں، مولانا محمد اعظم اور ایک پٹھان پھر شہر مکہ گئے بیت اللہ شریف کا طواف کیا، حجر اسود کو بوسے دیے اور واپس رات قافلے کے پاس آ کر گذاری دوسرے روز پھر صبح سویرے شہر مکہ مکرمہ آئے طواف بیت اللہ شریف کیا۔ زمزم کا پانی پیٹ بھر کر نوش کیا۔ دعائیں پڑھیں اور روبقبلہ واپس ہوئے۔ جب تک دیواریں یا منارے مسجد حرام کے نظر آتے تھے، الٹے چلتے گئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے قافلے کے پاس پہنچے۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے

۲۷ ذی الحجہ کو قافلہ سوئے مدینہ منورہ روانہ ہوا اور براہ تنعیم ۱۲ بجے شب منزل فاطمہ جا پہنچا۔ میں اور مولانا محمد اعظم حسب معمول قافلے کے آگے آگے پیدل چل رہے تھے۔ ابھی منزل قدیمہ نہیں پہنچے تھے کہ اچانک کیا دیکھا کہ یکدم روشنی ہوگئی اور آسمان میں مکہ معظمہ کی طرف سے ایک ستارا چھوٹا اور مدینہ منورہ کی طرف جا اترا اور اتنی روشنی پیدا ہوئی کہ تمام پہاڑ بلکہ ہر ایک چیز علیحدہ علیحدہ نظر آ گئی۔ نہ معلوم مکہ شریف سے فرشتہ کیا چیز لے کر حضور ﷺ کی طرف چلا۔

جب قافلہ ''رابغ'' پہنچا تو گرمی شدید ہوگئی تھکاوٹ زیادہ محسوس ہونے لگی مگر حضرت مرشدنا و مولانا احمد رضا خان صاحب کی مندرجہ ذیل نعت یاد آ گئی اور صبر کیا:

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے
گرمی ہے، تپ ہے، درد ہے، کلفت سفر کی ہے
ناشکر یہ تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے
ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل

Marfat.com

روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے
بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

یہ منزل رابغ مکہ شریف سے پانچویں منزل ہے۔ ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ کھجوروں کے باغات ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کو دو راستے جاتے ہیں ایک سلطانی راستہ ہے جو پہاڑ سے گزرتا ہے اور دوسرا میدانی راستہ ہے۔ ہم نے میدانی راستہ اختیار کیا۔ ہم قافلے سے تقریباً چھ

Marfat.com

میل آگے چل رہے تھے۔ رات دو بجے کے قریب ایک جنگل میں سو گئے۔ قافلہ گزر گیا۔ ہمیں تین بجے کے قریب خبر ہوئی۔ بڑی تکلیف ہوئی۔ پیچھے سے جا پہنچے اور بارہ بجے شب منزل بئر مستورہ پہنچ گئے۔

مختلف منازل سے ہوتے ہوئے منزل بئر غویہ پہنچے، اس منزل میں زیتون اور بلسان کے درخت بکثرت نظر آتے ہیں۔ یہاں سے بعد نماز ظہر مدینہ منورہ کو قافلہ روانہ ہوا۔ چونکہ زمین پتھریلی تھی بدیں وجہ جوتوں میں پیر زخمی ہو گئے۔ اپنی چادر پھاڑ کر دونوں پیروں پر باندھی لیکن وہ تھوڑی دور تک ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑ گئی۔ چونکہ مدینہ منورہ نزدیک آ گیا تھا لہٰذا یہ تکلیف راحت سے بدل گئی۔ جتنا مدینہ منورہ نزدیک آتا تھا اتنا ہی دل منور ہوتا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے رستے کے پہاڑ مجسم نور ہی نور نظر آتے تھے۔

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

مدینہ منورہ کے نزدیک ایک میل کے فاصلے پر ایک سفید مسجد آئی۔ وہاں وضو کیا اور اشراق کے نوافل پڑھے۔ اس مسجد سے متصل ایک پہاڑی ہے۔ جب اس پر چڑھے تو اول اول گنبد خضرا پر نظر پڑی۔ جب قبہ مبارک نظر آیا تو جو شغدفوں میں سو رہے تھے سب کے سب اتر گئے اول تو ہم دونوں ہی پہاڑی پر بیٹھ کر مدینہ منورہ اور گنبد خضرا کا نظارہ کرتے رہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو پہلے نہایت خوبصورت اسٹیشن دیکھا۔ اس کی شمالی جانب سے گزرتے ہوئے شہر اطہر مدینہ منورہ جا پہنچے۔ واہ کیا خوب صورت شہر ہے۔ کیوں نہ ہو کہ محبوب خدا یہاں موجود ہیں۔ ہم سب نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ ہمارے معلم نے ہمیں مکان کرایہ کر کے دیا۔ ہم نے جلدی سے سامان قرینے سے لگایا۔ کھانا بھی نہ کھایا کہ شوقِ دیدار میں یاد نہ رہا۔ افتاں وخیزاں مسجد نبوی کو چلے۔

محمد کا روضہ قریب آ گیا
بلندی پہ اپنا نصیب آ گیا

Marfat.com

نہ دوزخ کا خوف اور نہ گرمی کا غم
شفاعت کا والی قریب آگیا
میری جان میں جان اب آگئی
کہ دولہا ہمارا قریب آگیا

رفتہ رفتہ درود شریف پڑھتے پڑھتے مسجد نبوی کا دروازہ مبارک نظر آیا۔ سبحان اللہ کیا نور نظر آیا۔ کیا خدا کا ہم پر فضل ہوا کہ اس قابل نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرف فرمایا۔ آقائے نامدار حبیب کردگار، سردار مدینہ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ مبارک واطہر پر پہنچ کر بعد بوسہ جالی مبارک سلام عرض کیا۔

یا رسول خدا سلام علیک
یا حبیب خدا سلام علیک
آیا ہوں ہند سے مدینہ میں
میں ہوں تم پر فدا سلام علیک
میرے ماں باپ اور بھائی سب
تم پہ ہر دم فدا سلام علیک
میرے احباب رشتہ دار جو ہیں
پہنچے ان سے سدا سلام علیک
تیرا ابوبکر، عمر ہر دو جو ہیں
ان کو بھی ہو میرا سلام علیک

بعد کو جو قرآن پاک میں نے مکہ شریف میں ختم کیے تھے، ان کا ثواب حضور کو نذر کیا۔ اپنے گناہ معاف کرانے کی حضور سے درخواست کی۔ دیر تک اپنے قلب محزون سے صدمات کا اظہار کرتے رہے۔ مصائب زمانہ اور کیفیات اپنی ناتوانی کے سب عرض کیے۔

پھر مسجد کی زیارت کی اور نماز پڑھی۔ پھر مزار پرانوار پر دوبارہ حاضری دی اور دیر تک کھڑے رہے تاکہ مدت کے رنج کشیدہ دل کو تسلی ہو اور چین آوے۔

اللہ کا ہزار در ہزار شکر واحسان کہ جس نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی اور غمِ جدائی سے

Marfat.com

نجات دی۔

تو رسیدی در مدینہ اے غلام از سفر ہند
مر ترا حامی رسول اللہ فراواں غم مخور

پھر منبر رسول اللہ ﷺ کے پاس جا بیٹھے وہاں دعائیں مانگیں، استن حنانہ مدفون شدہ کے قریب آ بیٹھے۔ ریاض الجنۃ کی سیر کی۔ حوضِ کوثر کے پانی سے سیراب ہوئے۔ باب جبریل کے پاس بیٹھے۔ پھر اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے۔ کھانا کھایا، آرام کیا۔

نماز عصر کے وقت پھر مسجد نبوی آئے اور نماز عصر باجماعت ادا کی۔ پھر وہیں بیٹھے رہے مسجد و منارے، ستون و قبہ مبارک سب کو دیکھتے رہے۔ شام کی نماز سے پہلے حوض کوثر کا ٹھنڈا پانی جو معلموں نے زمزمیاں بھر رکھی تھیں، تمام حاجیوں کو سفید قلعی شدہ پیالوں میں پلایا۔ وہ مزہ ابھی تک میرے حلقوم سے جاتا نہیں۔ بعد نماز مغرب پھر مزار پرانوار پر حاضری دی اور اپنے حالات عرض کیے۔

رات کو دو بجے کے قریب میں اور مولانا محمد اعظم صاحب بیدار ہو کر حرم شریف میں حضور کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے۔ جب باب السلام پر پہنچے تو بند پایا۔ بلکہ تمام دروازے بند تھے۔ ہم دونوں باب السلام میں باہر کی طرف کواڑوں سے مل کر بیٹھ گئے۔ بہت سویر کی وجہ سے ابھی کوئی حرم شریف میں نہیں آیا تھا۔ جب چار بجے کا وقت ہوا تو دروازے کھل گئے۔ اول حضور کی ''قدمبوسی کی، جالی مبارک کو بوسے دیے، سلام عرض کیا اور دعا کی۔ پھر نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ حاضری دی۔

جنت البقیع کی حاضری

جنت البقیع میں زیارتِ مزارات کے لیے گئے۔ نجدی کی تباہ شدہ جنت البقیع کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ مزارات کے پتھر جن پر کلمات طیبات اور قطعات کھدے ہوئے تھے راستوں میں اکھڑے پڑے تھے۔ یہ صحابہ و شہداء کا مدفن ہے۔ حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا عثمان غنی، بنات النبی، ازواج النبی، حضرت سیدنا امام حسن، حضرت ابراہیم فرزندِ رسول اللہ، امام زین العابدین، امام جعفر صادق، امام محمد باقر (رضی اللہ عنہم اجمعین) یہاں مدفون ہیں۔

Marfat.com

جنت البقیع میں ہی حضرت امام مالک کی قبر مبارک بھی موجود و مشہور ہے۔ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا قبہ مبارک نہایت عالی شان تھا، اب گرایا گیا۔ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کا قبہ مبارک بھی اسی قبرستان میں ہے اور یہ ابھی تک قائم ہے نہ معلوم اس نجدی قرن الشیطان کے ہاتھ سے یہ کیونکر بچ گیا۔

دیگر مقدس مقامات پر حاضری

جبل احد مبارک مدینے کے پہاڑوں میں سے ایک مقدس پہاڑ ہے۔ سردار دو عالم ﷺ کو اس مقدس پہاڑ سے بے حد محبت تھی۔ اسی پہاڑ کے دامن میں جنگ احد ہوئی تھی اور صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ ان کی عالی شان قبور مبارک تھیں لیکن اب بالکل میدان پڑا ہے۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا صرف ایک بالشت بھر تعویذ نظر آتا تھا۔ مسجد امیر حمزہ بھی بالکل اکھڑی ہوئی دیکھی۔ مسجد کے اور مزار کے جنگلے علیحدہ پڑے دیکھے۔ پھر آگے جا کر ایک مسمار شدہ قبہ نظر آیا پوچھنے سے معلوم ہوا کہ یہاں دانت مبارک حضور ﷺ کا جنگ احد میں شہید ہوا تھا۔ پھر جبل احد کے دامن میں گئے وہاں ایک پتھر دیکھا جس کے نیچے جناب رسول اللہ ﷺ کسی وقت بیٹھے تھے اور اٹھتے وقت سر مبارک اوپر پتھر سے لگا اور وہ پتھر اوپر کو ہو گیا اور اس میں اچھا خاصا سر کے برابر ایک گڑھا پڑ گیا۔

مسجد قبا دیکھی، وہ کنواں دیکھا جہاں حضور نے اپنا لعاب ڈالا تھا اور اس کا کھارا پانی میٹھا ہو گیا تھا۔ وہ جگہ دیکھی جہاں ناقہ مبارک حضور کی کھڑی ہوئی تھی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دیکھا۔ غزوہ خندق کے وقت جو خندق کھودی گئی تھی، اس کے آثار دیکھے۔ ام سعد کا کنواں دیکھا جس پر حضرت سعد نے بورڈ لگا دیا تھا کہ ھذہٖ لام سعد یہ کنواں ام سعد کے لیے ہے (یعنی اس کا ثواب ام سعد کے لیے ہے) مدینہ منورہ کے اردگرد فصیل بھی تھی اگرچہ اب سب باقی نہیں تاہم اکثر موجود ہے۔

حوضِ کوثر

مسجد نبوی شریف کے صحن میں ذرا بائیں جانب باب جبریل کے نزدیک ایک چاہ حوض

Marfat.com

کوثر کے نام سے مشہور ہے۔ اس حوض کے گرداگرد کچھ کیاری بھی ہے جس میں کچھ سبزہ نظر آتا ہے۔ وہ سبزہ اسی چاہ مبارک کے زائد پانی سے پرورش پاتا ہے، اسی حوض پر ایک پیڑ کھجور کا بہت خوب صورت ہے جو بے گٹھلی کے ہے اور کچھ اور بھی چھوٹے چھوٹے پیڑ ہیں اور شاید ایک انار کا پیڑ بھی ہے۔ بعد از عصر عموماً زمزمی لوگ حوض کوثر کا پانی پلاتے ہیں سبحان اللہ جس کے پینے سے وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے کہ کیا کہنا۔

مسجد نبوی کی درس گاہ

صفہ کی شرقی جانب جو دالان ہے یہاں ایام حج کے علاوہ درس و تدریس ہوتی ہے۔ اس مدرسہ کا نام مدرسہ اسلامیہ ہے اس میں بہت سے حصے بنے ہوئے ہیں ایک حصہ میں تجوید قرآن پاک ہوتی ہے، ایک حصہ میں فقہ حنفی، ایک حصہ میں فقہ شافعی، ایک حصہ میں علم تفسیر ایک حصہ میں علم حدیث، ایک حصہ میں صرف و نحو، ایک حصہ میں حساب وغیرہ خط و کتابت، اسی مدرسہ کے متصل دروازہ مجیدی ہے جو باب المجیدی کے نام سے مشہور ہے۔ سلطان عبدالمجید خان مرحوم نے ایسا مستحکم عالی شان، خوبصورت بنوایا ہے کہ دور سے گویا ایک مستقل عالی مکان نظر آتا ہے۔

اہل مدینہ کا حسنِ اخلاق

ایک دن میں اور مولانا محمد اعظم مسجد قبلتین دیکھنے کو گئے۔ راستہ میں ایک باغ آیا، پانی پینے کے لیے وہاں گئے۔ چاہ پر اونٹ پھر رہا تھا، پانی سے باغ کو سیراب کیا جا رہا تھا، اگرچہ پانی کھارا تھا مگر پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم پی گئے۔ بعد کو جو لڑکا اونٹ کو ہانک رہا تھا میں نے اس سے کہا اعطنی خرما بقرشین یعنی ہمیں دو آنہ کی کھجوریں دے دو۔ اس لڑکے نے کہا تعال یا شیخ یعنی آجاؤ۔ ہم دونوں اس لڑکے کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ جب باغ میں پہنچے تو لڑکے نے کہا یہاں کھڑے ہو جاؤ۔ ہم نے دیکھا کہ باپ جو پیڑوں کو پانی لگا رہا تھا، کو جا کر کہنے لگا: ابا جان ہندی، کھجوریں مانگتے ہیں۔ باپ کے پاس قریباً پانچ یا چھ سیر کا ایک ٹوکرہ کھجوروں کا بھرا ہوا رکھا تھا۔ بیٹے کو کہنے لگا یہ ٹوکرا اٹھا کر دونوں کو دے دو۔ چنانچہ وہ لڑکا اٹھا لایا اور ساری کھجوریں ہمارے رومال میں ڈال دیں۔ میں متعجب ہوا کہ دو آنہ کی اتنی کھجوریں۔ میں اسے دو آنے دینے لگا تو اس

Marfat.com

نے کہا۔ "لا، قال ابی لا تا خذ منھما الفلوس" ہرگز نہیں میرے باپ نے کہہ دیا ہے کہ ان سے پیسے مت لینا۔ "سبحان اللہ وہ لڑکا کیا تھا، چاند کا ٹکڑا تھا حضور ﷺ نے سچ فرمایا "حسن الصورة تدل علی حسن السیرة" جس کی صورت اچھی ہوتی ہے اس کے اخلاق بھی اچھے ہوتے ہیں۔

یہ کھجوریں سبحان اللہ کیا عمدہ کھجوریں تھیں بغیر گٹھلی کے، مسجد قبلتین کے بالمقابل ایک باڑی خربوزوں کی تھی وہاں سے آواز آئی "یا حاجی حب حب" چنانچہ ہم اس کھیت میں گئے۔ چار قرش کے ہم نے خربوزے لیے اور بجائے چار کے پانچ قرش یعنی پانچ آنے دے دیے وہ انصاری نہایت خوش ہوا اور ہمارے لیے دعا کرنے لگا "یا حاجی مدینہ قبول، حج قبول، ھندی طیب، ھندی طیب" ہم نے خربوزے پیٹ بھر کر کھائے پھر وہ خربوزے اور کھجوریں واپس مدینہ منورہ لا کر احباب کو دیے۔ واہ سبحان اللہ ایسے میٹھے خربوزے ہم نے کبھی نہیں کھائے۔ کیوں نہ میٹھے ہوں۔ والئ دو جہاں کے شہر کے خربوزے ہیں۔ واللہ ابھی تک ان کا ذائقہ ہمارے حلق سے نہیں جاتا۔ مدینہ طیبہ کی کھجوروں کے اوصاف سے تو سبھی آگاہ ہیں لیکن وہاں کے خربوزے اور تربوز بھی نہایت شیریں ہوتے ہیں۔

سبحان اللہ انصارِ مدینہ کتنے اچھے لوگ ہیں، صورت و سیرت میں یکتا ہیں۔ میں نے مولانا محمد اعظم صاحب سے کہا یہ ان انصار کی اولاد ہیں جن کی اطاعت و محبت پر اللہ تعالیٰ نے حضور کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے مثل پروانہ عاشق تھے اور اپنا مال، اولاد، جائیداد، جان سب حضور پر قربان کرتے رہے۔

ایک دن میں مواجہ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک زائر صلوٰۃ و سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ وہ نہایت حسین و جمیل تھے۔ ان کے بدن سے بینظیر خوشبو پھوٹ پھوٹ کر حاضرین دربار کو معطر کر رہی تھی۔ میں نے اپنے معلم عبداللہ رمضانی سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ان صحابی کی اولاد سے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب شریف پیا تھا اور حضور ﷺ نے ان کے اس فعل پر بشارتیں سنائی تھیں۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کا ریلوے اسٹیشن

مدینہ منورہ کی غربی جانب ایک سلطانی اسٹیشن ہے۔ یہ اسٹیشن نہایت خوبصورت قابل دید ہے۔ ترکیوں کے وقت میں ریل گاڑی شہر مدینہ کے بیچ سے گزر کر اسٹیشن پر جاتی تھی۔ ابھی تک انجن و گاڑیاں اندر کھڑی ہیں۔ سلطان عبدالحمید خان کے عہد میں یہ ریل چلتی رہی۔ لیکن جب شریف مکہ نے بغاوت کی تو ریل کی پٹڑیوں کو اکھیڑ ڈالا تا کہ سلطان ترکی کسی قسم کی مدد یہاں نہ پہنچا سکے۔

دراصل شریف مکہ کو انگریزوں نے لالچ دیا تھا کہ تم بغاوت کردو ہم تمہاری امداد کریں گے اور تمام ملک حجاز تمہیں دے دیں گے۔ تم مستقل بادشاہ ہو جاؤ گے۔ شریف مکہ انگریزوں سے دھوکہ کھا گیا اور باغی ہو گیا۔ مکہ شریف میں قلعہ سلطانی اور ترکی فوج جلا دی۔ یوں شریف مکہ مستقل بادشاہ بن گیا۔

پھر انگریزوں نے شریف مکہ کو لکھا کہ جدہ شریف ہمیں دے دو تا کہ مال تجارت یہاں اترے۔ تم کو بھی خوب فائدہ ہوگا۔ شریف مکہ نے کہا کہ بندرگاہ جدہ تو بڑی چیز ہے اگر تم کہو کہ حجاز میں ایک بالشت جگہ دے دو تو وہ بھی نہیں دوں گا۔ پھر انگریزوں نے کہا کہ اچھا مکہ شریف میں ہماری طرف سے ایک شفاخانہ ہونا چاہیے کہ حاجیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے تا کہ کوئی علیل ہو تو اس کا مفت علاج کیا جائے۔

اب شریف مکہ کو پختہ یقین ہو گیا کہ انگریز ملک حجاز میں آنا چاہتے ہیں۔ اس نے پھر خشک جواب دیا اور کہا کہ مکہ میں شفاخانہ کی کوئی ضرورت نہیں یہاں بیماروں کے لیے صرف آب زمزم کافی ہے۔

ابن سعود کا حملہ

اب انگریزوں کو یقین ہو گیا کہ شریف مکہ انہیں حجاز میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ پھر انگریزوں نے یہ چال چلی کہ عبدالعزیز ابن سعود نا مسعود کو ملے اور کہا ہم ملک حجاز تمہیں دلائیں گے تم شریف مکہ کو نکال باہر کرو۔ ہم بھی تمہاری امداد کریں گے۔ انگریزوں کی شہ پر ابن سعود نجد

Marfat.com

سے اٹھا براہ راست فتح کرتا ہوا، مکہ شریف آن پہنچا۔ یہاں قتلِ عام کا بازار گرم کر دیا بالخصوص حنفیوں کو قتل کیا۔ طائف شریف میں بھی قتلِ عام کیا۔ مکہ شریف، مدینہ شریف اور طائف شریف کے تمام مزارات اور آثار شہید کر ڈالے۔

شریف مکہ، اب مکہ شریف سے بھاگ کر جدہ شریف آ گیا۔ وہاں بھی انگریزوں نے دھمکایا کہ یہاں سے جلدی نکل جاؤ ورنہ ابن سعود آئے گا اور تمہیں تباہ کر جائے گا۔ چنانچہ شریف مکہ اور اس کا بیٹا علی اپنے بال بچے لیکر بھاگے اور سمندر کے کسی جزیرے میں جا ٹھہرے۔

چنانچہ اب انگریزوں کے اشارے پر ابن سعود قابض و حاکم حجاز ہے مگر انگریزوں کا محکوم ہے۔ لندن جا کر اس کا بیٹا عہد و پیمان کر آیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی رائے کے بغیر ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔

مدینہ طیبہ سے رخصتی

مدینہ طیبہ میں آٹھ روز رہنے کے بعد حکومت کی طرف سے اعلان ہوا کہ جو حاجی سواری یعنی شغدفوں میں آئے ہیں وہ آٹھویں روز کی شام کو رخصت ہو جائیں ورنہ ایک مجیدی فی اونٹ لی جائے گی اور جو پیدل ہیں وہ دس روز رہ سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے احباب اونٹوں پر آئے تھے اس لئے تیار ہو گئے۔ جبکہ میں اور مولانا محمد اعظم صاحب چونکہ پیدل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس لیے دو روز مزید رہنے کا موقع مل گیا۔ ہم نے بھی نوویں دن جو کچھ تبرکات کھجوریں وغیرہ خریدنی تھی، خرید کر تیار ہو گئے اور دسویں تاریخ علی الصبح روانہ از مدینہ منورہ ہونے کا عزم کر لیا۔

دسویں دن صبح کچھ ناشتہ کر کے چائے وغیرہ پی کر بعد کو حضور شافع یوم النشور کی قدم بوسی کے لئے مسجد نبوی میں گئے۔ راستہ میں دکانداروں اور جن انصاروں سے تعارف پیدا ہو گیا تھا ان سے ملاقات کی۔ مسجد نبوی کے خدام سے ملاقات کی۔ معانقے کیے۔ مسجد کے ستونوں کو بوسے دیے۔ منبر چوما، ہر ہر ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر معانقے کیے۔ چاہ کوثر کا پانی پیا۔ باب جبریل میں گئے سب دروازوں میں جا کر اچھی طرح بوسے دیے۔ صحن مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر گنبد خضرا کو دیکھا، آنسوؤں سے آنکھیں بھر آئیں۔ قبہ مبارک کو دیکھ کر نظر خوب ٹھنڈی ہوئی۔ پھر حضور کے

Marfat.com

مزار مبارک کے پاس جا کر بیٹھے، حاجتوں کو عرض کیا۔ اپنے والدین اور اقرباء کے لیے شفاعت کا سوال کیا۔ جالی کو سینے سے لگایا، بوسہ دیا۔ خوب حسرتیں مٹائیں۔ خاص فضل یہ ہوا کہ حضور شافع یوم النشور کی جالی مبارک کے سامنے اپنی داڑھی سے جھاڑو دیا اور اس خاک پاک کو پانی میں گھول کر نوش کیا۔

جدائی کے خیال سے بے حد ملول و پریشان تھے۔ جی نہیں چاہتا تھا کہ حضور کے قدموں سے اٹھیں گویا جان نکلی جاتی تھی۔ میں اور مولانا محمد اعظم صاحب یہ دعا کر رہے تھے کہ الٰہی تو نے حضور کے صدقے ہمیں یہاں پہنچایا تیرا کس زبان سے شکریہ ادا کریں کوئی ایسے الفاظ نہیں ملتے جن سے تیرا شکر ادا ہو سکے۔ یا رسول اللہ! آپ کی قدم بوسی کے لیے ہم نے جدہ سے مکہ شریف اور وہاں سے مدینہ شریف تک کا سارا سفر پا پیادہ طے کیا۔ یا رسول اللہ! ہم پر حج فرض نہیں تھا ہمارا نصب العین محض آپ کی قدم بوسی تھا۔ آپ ہم سے راضی ہو جائیں اور اپنی شفقت و کرم سے ہمیں رخصت کر دیں۔ کرم فرمائیں تو پھر بلا لیں۔

جدہ شریف روانگی

چونکہ قافلے کے تمام احباب رخصت ہو چکے تھے بدیں وجہ پیدل جدہ شریف تک چلنا دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ ہم اس خیال میں تھے کہ کوئی سواری مل جائے۔ اتفاقاً ایک شغدف خالی مل گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ اس کے سواروں نے مدینہ منورہ سے کربلا معلّٰی و بیت المقدس کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ شغدف ہمیں چالیس روپے کرائے میں جدہ شریف تک مل گیا۔

☆ مندرجہ بالا سفرنامہ حضرت کی کتاب نور العینین فی سفر الحرمین سے تلخیص کر کے اخذ کیا ہے۔ تحریر حضرت کی ہے جسے میں نے اپنے ڈھب کے مطابق ترتیب نو دی ہے لیکن بنیادی معلومات میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ (عطا قادری)

Marfat.com

مولای صلِّ وسلم دائماً ابدا
علی حبیبك خیر الخلق کلهم

محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عربٍ ومن عجم

هو الحبیب الذی ترجی شفاعتهٗ
لکل هولٍ من الاهوال مقتحم

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه
سواك عند حلول الحادثِ العمم

Marfat.com

تصنیفات

Marfat.com

باب 3

تصنیفات

تصنیف وتالیف کی اہمیت سے کوئی بھی عقلمند انکار نہیں کرسکتا۔ آج وہی قومیں زندہ ہیں جن کا لٹریچر عام ہے۔ جس قوم نے تحریر وتصنیف سے غفلت برتی وہ طاقِ نسیاں کی نذر ہوگئی۔ فقیہِ زماں حضرت مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی لٹریچر کی اس اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے اسی لیے آپ نے درس وتدریس، وعظ وتبلیغ کی جانگسل مصروفیات کے باوجود سات گراں قدر تصانیف کا تحفہ قوم کو عنایت فرمایا۔ ان میں سے دو مطبوعہ اور پانچ غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ کی تصنیفات کے موضوعات تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، شعر وادب اور ردِّ مذاہبِ باطلہ ہیں۔ یہاں ان مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف کا اجمالی تعارف پیشِ خدمت ہے:

نور العینین فی سفر الحرمین

۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء میں حضرت مفتی صاحب نے حج بیت اللہ اور حاضری مدینہ طیبہ کی سعادت حاصل کی تھی۔ واپسی پر اپنے تلمیذِ ارشد اور رفیقِ سفر مولانا محمد اعظم کی فرمائش پر چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل سفرِ حرمین شریفین کی روداد قلمبند فرمائی۔ اس تاریخی وعلمی وتحقیقی سفرنامے کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ مفتی صاحب نے تمام مقامات اور واقعات کی اتنے احسن انداز میں منظرکشی فرمائی ہے کہ قاری خود کو اسی ماحول میں چلتا پھرتا محسوس کرتا ہے۔

۲۔ زبان بھی عوامی اور انتہائی سادہ استعمال فرمائی ہے تاکہ کسی کو سمجھنے میں مشکل نہ پیش آئے۔

۳۔ مدینہ منورہ کے فضائل وآدابِ حاضری، مسائل حج وغیرہ جیسے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو سے یہ سفرنامہ عازمین حج وزائرینِ مدینہ منورہ کے لیے رہنما کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

۴۔ یہ سفرنامہ تاریخ کے ایک اہم دور کی عکاسی کرتا ہے، بحری سفر کی مشکلات، پھر ساحلِ

Marfat.com

جدہ سے حرمین شریفین کی جانب زمینی سفر کے مصائب، منیٰ میں شدید گرمی اور سایہ و پانی کی عدم دستیابی جیسے مسائل سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ تفصیلات معلوم کر کے جہاں موجودہ دور کے حجاج اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ انہوں نے نہایت سہولت کے ساتھ فریضۂ حج ادا کیا وہاں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے سبق حاصل کریں گے کہ مفتی صاحب اتنی مشکلات کے باوجود سعادتِ حج سے شرف یاب ہوئے تو انہیں بھی موجودہ دور کے باسہولت حج سے ضرور فیضیاب ہونا چاہیے۔

۵۔ مفتی صاحب جب ساحلِ جدہ سے مکہ شریف، پھر وہاں سے مدینہ شریف کے درمیان تمام منازل کے نام، وہاں کی آبادی حدودِ اربعہ، طرزِ بود و باش وغیرہ کو بیان کرتے ہیں تو ایک ماہر مؤرخ اور تجربہ کار جغرافیہ نگار کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں۔

۶۔ مفتی صاحب نے ایک دیانت دار مؤرخ کی حیثیت سے سرزمینِ عرب پر آنے والے تازہ سیاسی انقلابات سے بھی قاری کو بڑے ماہرانہ انداز میں آگاہ کیا ہے۔ مثلاً آپ بتاتے ہیں کہ انگریزوں نے کیسے خلافتِ عثمانیہ سے شریفِ مکہ کو بغاوت پر آمادہ کیا اور پھر شریفِ مکہ کا تختہ ابنِ مسعود کی مدد سے کیسے الٹا۔

۷۔ مفتی صاحب چونکہ حرمین شریفین پر سعودی نجدی یلغار کے فوراً بعد حاضر ہوئے تھے لہٰذا جہاں آپ نے بچے کھچے آثار و تبرکات ملاحظہ فرمائے وہاں مزارات کی باقیات کو بھی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔ مثلاً آپ نے حضرت حواء کے مزارِ اقدس کے آیاتِ مبارکہ لکھے ہوئے پتھروں کو راستے میں بکھرے ہوئے دیکھا۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے مزارات کے پتھر بکھرے ہوئے دیکھے۔ میدان احد میں حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس کی شہادت کے بعد اور مسجد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے آہنی جنگلوں کو سرِ راہ ملاحظہ فرمایا، مکہ شریف میں مولدِ نبوی پر جہاں خوبصورت سنگ مرمر کی عمارت تھی وہاں آپ نے اونٹ بندھے ہوئے دیکھے۔

۸۔ آپ نے جنت البقیع میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مزارِ اقدس کو بمع گنبد صحیح وسالم دیکھ کر حیرت کا اظہار فرمایا۔ اس بیان سے محسوس ہوتا ہے کہ سعودیوں نجدیوں نے مزاراتِ اقدس کو مرحلہ وار شہید کیا تھا۔

۹۔ مفتی صاحب نے بعض ان مقامات و زیارات کی بھی نشاندہی فرمائی ہے جن کا نام و

Marfat.com

نشان تو کجا تذکرہ بھی کسی کتاب میں کم از کم راقم الحروف کونظر نہیں آیا مثلاً مولدِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، مولد سیدنا علی المرتضیٰ، مولد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا، جبل ابوقبیس پر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کے ہاتھ کی چکی، مدینہ منورہ میں حضرت اُم سعد کا کنواں اور اس پر آویزاں بورڈ کا تذکرہ۔

سب سے زیادہ جس چیز نے راقم الحروف کو حیران کیا وہ مسجد نبوی کے صحن میں بابِ جبریل کے نزدیک حوضِ کوثر کے نام سے ایک کنویں کا تذکرہ ہے۔ مفتی صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کے پانی کا ذائقہ اور خدام مسجد کی جانب سے اس کا میٹھا ٹھنڈا پانی حاجیوں کو پلانے کا تذکرہ کیا ہے، غالباً مسجد نبوی کی پرانی تصاویر میں صحن میں ایک باغیچہ اور کھجور کا جو درخت نظر آتا ہے وہ اسی کنویں کے نزدیک ہے۔

۱۰۔ چونکہ حضرت مفتی صاحب کو خانہ کعبہ کے اندر داخلے کی سعادت بھی حاصل ہوئی تھی لہٰذا آپ نے بڑے احسن انداز میں بیت اللہ شریف کی اندرونی کیفیت کو بھی بیان فرمایا ہے۔

۱۱۔ چونکہ عثمانی سلاطین کے دور میں فقہ حنفی مملکت میں قانون کی حیثیت سے رائج تھا اسی لیے حرمین شریفین میں بھی احناف کا غلبہ و چرچا تھا۔ سعودیوں نجدیوں کے تسلط کے بعد بھی فوراً احناف کا یہ غلبہ ختم نہ کیا جاسکا چنانچہ مفتی صاحب حرم مکی میں چاروں مذاہب فقہ کے مصلوں اور مصلیٰ حنفی کی شان و شوکت اور عظمت و وسعت بیان کرتے ہیں۔ نیز بتاتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا قاضی القضاۃ حنفی ہے۔ مدینہ منورہ کے مدرسہ اسلامیہ میں حنفی فقہ کی تعلیم و تدریس کا بھی آپ نے تذکرہ فرمایا ہے۔

۱۲۔ مفتی صاحب جس مقام کا تعارف تحریر کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ اس کی تاریخی حیثیت اور اسلام میں اس کی عظمت بھی قرآن و حدیث کے حوالوں سے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے سفرنامہ تاریخی کے ساتھ ساتھ ایک تحقیقی و علمی دستاویز کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

۱۳۔ سب سے بڑھ کر مفتی صاحب جب عشقِ رسالت میں اپنی ازخود رفتگی کی کیفیات کو سپردِ قلم کرتے ہیں مکہ شریف سے مدینہ منورہ تک پاپیادہ دیوانہ وار سفر کی حالت بیان کرتے ہیں تو قاری پر بھی رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور اس کے دل میں عشق و محبتِ مصطفیٰ علیہ التحیہ الثناء کا دریا موجزن ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

حج و زیارت کا باب بھی اسی عظیم کتاب سے اخذ و تلخیص شدہ ہے۔ قارئین مزید تعارف کے لیے اس باب کا مطالعہ فرمائیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ گنج گراں مایہ جو غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے قارئین کی نگاہوں سے مخفی ہے جلد از جلد طبع کر کے اہلِ نظر کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا جائے۔

القول المحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط

یہ حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت پر حضرت فقیہ زماں کا ایک تحقیقی فتویٰ ہے۔ حیلہ واسقاط سے مراد میت کے قضا شدہ روزہ و نماز و دیگر حقوق اللہ کا فدیہ، حیلہ شرعی سے ساقط کرنا ہے، حیلہ شرعی قرآن پاک سے ثابت ہے۔ حضرت مفتی صاحب سیدنا ایوب علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سیدنا ایوب علیہ السلام سے رب العزت نے فرمایا تھا کہ اے ایوب تم نے اپنی زوجہ کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ اے بی بی میں تجھے سو لکڑی ماروں گا۔ اب تو ایک سو تنکے کا جھاڑو لے کر مارلے تا کہ اپنی قسم میں حانث نہ ہو، پھر سیدنا ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کما قال اللہ تعالیٰ۔[1] وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ

(ترجمہ) اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر اس سے ماردے اور قسم نہ توڑ

(سورۃ ص، آیت نمبر ۴۴)

پھر فقہ حنفی کی معتبر کتب سے عبارات نقل کر کے آخر میں خلاصے کے طور پر لکھتے ہیں

''تذکرۃ السلوک، شامی و کبیری و عالمگیری و جامع الرموز و فتاویٰ برہنہ و طحطاوی و خلاصہ الفتاویٰ وغیرہ کتب کی عبارتیں جو نقل کی گئیں ہیں ان کا خلاصہ ترجمہ و مطلب یہ ہے کہ اسقاط و حیلہ بدیں ہئیت یعنی نقد و جنس، بمع قرآن پاک تین مرتبہ گھمایا جائے کہ یہ امر خیر میت کے لیے موجب کفارہ صوم و صلوٰۃ ہے۔ مزید بریں اگر میت کی حالتِ علالت میں کچھ نماز روزے فوت ہو گئے اور میت نے اس قدر مال بھی نہ چھوڑا کہ اس کی تہائی سے کفارہ نماز روزہ کا ادا ہو سکے اور میت کفارہ کی وصیت بھی کر مرے تو ولی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسی طرح بعوض نماز وتر کہ آدھا

(۱) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، القول المحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط، ص ۴

Marfat.com

آدھا صاع گیہوں (گندم) فقیروں کو دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہ ہو یا اس نے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا کفارہ دینا چاہے گو اس پر لازم نہیں۔مگر سب نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اس مال کو تین چار بار بقدر ضرورت فقراء میں گھما دے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو، دوسرا تیسرے کو علیٰ ھذا القیاس یہاں تک کہ وہ مال اس کے تمام روزے نماز فوت شدہ کی مقدار کو پہنچ جائے تو موجب ثواب ہے، اور اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کے وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کی وصیت کی تو میت مذکور گناہگار ہے، یہ خلاصہ ہے تمام نصوص مذکورہ کا اور (جامع صغیر للسیوطی) میں ہے عن محمد بن منکدر وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الصدقة جرت علیٰ یدسبعین الف لکان اجر اخرھم مثل اجر اولھم (یعنی اگر صدقہ ستر ہزار آدمیوں کے ہاتھوں سے منتقل ہوتا ہوا کسی آدمی کو ملے، تو آخری شخص کو اتنا ثواب ملے گا جتنا پہلے کو ملے گا)(1)

چونکہ سائل نے جماعت ثانیہ، دعا بعد جنازہ اور کفنی لکھنے کے متعلق بھی سوال کیا تھا تو حضرت مفتی صاحب نے ان تینوں کے جواز کو دلائل کے ساتھ آخر میں ثابت کیا ہے۔ بڑے سائز کے ۲۴ صفحات پر مشتمل اس رسالے کے آخر میں حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات، مولانا علامہ سید ابوالحسنات، حضرت مولانا عبدالعزیز مزنگوی، حضرت مولانا محمد انور، حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی، اور حضرت مولانا محمد عالم کی تصدیقات بھی موجود ہیں، یہ رسالہ ایسا جامع ہے کہ بڑی کتب سے بے نیاز کر دیتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے بار بار شائع کیا جائے۔

جواز تلقین واذان علی القبر و تعدد جمعہ فی مساجد مصر

یہ رسالہ دراصل مولانا محمد ابراہیم خان صاحب انسپکٹر پولیس اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور کے تین سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو انہوں نے بصورتِ استفتاء حضرت فقیہ زماں کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

پہلا سوال بعد تدفین تلقینِ میت کے متعلق ہے جس کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے کتبِ حدیث وفقہ کے بیسیوں حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے کہ تلقین بعد تدفین سنت ہے چنانچہ فتویٰ کے آخر میں خلاصۂ کلام کے طور پر لکھتے ہیں: ''خلاصہ جمیع نصوص متذکرہ بالا کا یہی

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، القول المختاط فی جواز الحیلة والاسقاط، ص ۹

Marfat.com

ہے کہ تلقین علی القبر نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے خواہ نام بمع ولدیت لے کر تلقین کرے یا بغیر نام کے ہر طرح جائز ہے۔"(1)

دوسرا سوال تدفین کے بعد قبر پر اذان پڑھنے سے متعلق ہے جس کے جواب میں کتب حدیث وفقہ کے بیسیوں حوالہ جات سے آپ نے قبر پر اذان کا جائز ہونا ثابت کیا ہے۔ مسندِ امام احمد، طبرانی اور بیہقی کے حوالے سے آپ نے ایک ایمان افروز حدیث شریف نقل کی ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) دفن کیے گئے اور ایک روایت میں یہ زیادہ کیا گیا ہے کہ ڈالی گئی ان کی قبر پر مٹی، تسبیح پڑھی نبی ﷺ نے اور تسبیح پڑھی صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ دیر تک پھر حضور ﷺ نے تکبیر پڑھی دیر تک اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر پڑھی پھر کہا صحابہ کرام نے یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے کیوں تسبیح پڑھی، ایک روایت میں ہے کیوں آپ نے تکبیر پڑھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس مردِ صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا دیا اس سے عذاب۔ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں "یعنی میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر، سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔ اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ خود حضور اقدس ﷺ نے میت پر آسانی کے لیے بعد دفن کے اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہوا۔ غایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو ان کی زیادت نہ معاذ اللہ مضر نہ اس کے منافی بلکہ زیادہ مفید ومؤید مقصود ہے۔(2)

تیسرا سوال شہر میں متعدد جگہوں پر نمازِ جمعہ سے متعلق ہے جس کے جواب میں فقہ حنفی کی متعدد کتب کے بیسیوں حوالہ جات کی مدد سے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ شہر میں متعدد جگہ نمازِ جمعہ کا ادا کرنا جائز و مشروع ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔ چنانچہ فتویٰ کے آخر میں لکھتے ہیں:

جامع مسجد سے علاوہ اور مسجدوں میں ادائے جمعہ جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے...... بحمد اللہ اہلِ سنت کا اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ وحدیث صحیحہ سید المرسلین ﷺ سے ثابت کر دیا ہے کسی مشکک کی تشکیکات بے معنی سے کبھی اس میں تزلزل نہیں آ سکتا۔(3)

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، جواز تلقین واذان علی القبر وتعدد جمعہ فی مساجد المصر ،ص ۵

(2) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، فتویٰ جواز تلقین واذان علی القبر وتعدد جمعہ فی مساجد المصر ،ص ۶

(3) ایضاً ص ۷

Marfat.com

اگر چہ یہ رسالہ آیات، احادیث اور فقہ کے کثیر حوالہ جات پر مشتمل ہے لیکن حضرت مفتی صاحب کا اندازِ تحریر ایسا جامع ہے کہ یہ تمام مضامین بڑے سائز کے سات صفحات میں سما گئے ہیں۔ رسالہ کے آخر میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب نے بدیں الفاظ تصدیق کی ہے: ''ہر سہ جواب صحیح ہیں۔ جواز میں کلام نہیں افضلیت و غیر افضلیت شے دیگر ہے۔'' حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لکھتے ہیں: ''تلقین میت بعد الدفن اور اذان علی القبر اور تعدد جمعہ کے جواز میں کوئی شبہ نہیں تینوں جواب صحیح ہیں اور اس بارہ میں علمائے اہلِ سنت کے رسائل بھی طبع ہو چکے ہیں۔''

ان کے علاوہ حضرت مولانا محمد مہر الدین مدرس حزب الاحناف لاہور، مفتی عبدالقادر مدرس مدرسہ غوثیہ تکیہ سادھواں، مولانا جمال الدین امام مسجد کوچہ کوٹھی داران و مولانا حبیب شاہ امام جامع مسجد شاہ محمد غوث، مولانا عبدالستار ہزاروی، اور مولانا احمد امین کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں۔ یہ رسالہ مولانا کمال الدین چشتی سنی حنفی بلوچستانی کی سعی و کوشش سے مقبولِ عام پریس لاہور سے شائع ہوا۔ سنِ اشاعت مذکور نہیں۔

فتاویٰ غلامیہ

حضرت فقیہ زماں اگر چہ کہنہ مشق مدرس اور بہترین مصنف تھے لیکن آپ کی شہرت مفتی ہونے کے حوالے سے ہوئی۔ آپ ماہر مفتی تھے۔ ساری عمر آپ نے محض دین کی خدمت، مسلکِ اہلِ سنت کی اشاعت اور فقہ حنفی کے فروغ کی خاطر بغیر کسی معاوضہ کے فتاویٰ تحریر فرمائے۔ عوام الناس تو فقہی رہنمائی کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے لیکن علمائے کرام بھی آپ سے رہنمائی لینے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ یونہی بڑے بڑے مفتیان کرام اپنے فتاویٰ پر آپ کے تصدیقی دستخط لیتے تھے۔ چنانچہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے رسالہ ''القسورۃ علی ادوار الحمر الکفرۃ'' پر آپ کے تصدیقی دستخط ہیں۔ یونہی خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب کے سینما بینی کے خلاف فتویٰ کی آپ نے تصدیق فرمائی۔ [1]

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تلقین واذان علی القبر وتعدد جمعہ فی مساجد المصر، ص ۸

Marfat.com

یہ تعین تو مشکل ہے کہ آپ نے پہلا فتویٰ کب جاری فرمایا لیکن یہ طے ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ دارالافتاء کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد تھی۔ دارالعلوم نعمانیہ سے سبکدوش ہونے کے باوجود آپ نے زندگی کے آخری ایام تک افتاء کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کے فتاوٰی کا مجموعہ دو جلدوں میں آپ کے دستِ مبارک سے تحریر شدہ موجود و محفوظ ہے۔

ان فتاوٰی کی راقم الحروف محمد عطاء الرحمٰن قادری نے زیارت کی ہے۔ پہلی جلد کی ضخامت ۵۷۶ صفحات ہیں۔ یہ فل اسکیپ کاغذ پر باریک قلم سے لکھے ہوئے ہیں جبکہ دوسری جلد باریک قلم سے لکھے ہوئے ۳۸۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضرت مفتی صاحب کے فتاوٰی دلائل و حوالہ جات سے معمور ہیں۔ حضرت مفتی صاحب نے سوال کا جواب دیتے ہوئے ہاں یا نہ، جائز یا ناجائز لکھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دلائل و حوالہ جات کا انبار لگا دیا۔

مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ حوالہ جات کی کثرت کے باوجود فتوٰی زیادہ طویل بھی نہیں ہوا۔

دعا ہے کہ یہ مدلل فتاوٰی جلد از جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اہلِ محبت کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنیں۔

نغمۂ شہادت

اس کتاب میں امام عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو موضوع بنایا گیا ہے لیکن ابتداء میں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نورانی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ پھر شہداء کی حیات بیان کی گئی ہے یہ کتاب نامکمل ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔

دیوانِ غلامیہ

یہ مفتی صاحب کے ارشاد فرمودہ نغماتِ توحید و رسالت پر مشتمل ہے۔ اس کلام میں مفتی صاحب نے جابجا عشق و محبت کے پھول کھلائے ہیں۔ رفعتِ تخیل عروج پر ہے۔ دیوانِ

Marfat.com

غلامیہ سے چند نعتیں اور مناقب نمونۂ کلام کے باب میں تحریر کی گئی ہیں۔ یہ دیوان ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

سیف رحمانی علیٰ رأس القادیانی

جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے یہ کتاب مرزا قادیانی کے ردّ میں تحریر کی گئی ہے۔

تذکرۂ غلامیہ

یہ مفتی صاحب کے زمانہ طالب علمی کے چند مشاہدات اور ملفوظات پر مشتمل ہے۔ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

Marfat.com

نمونۂ کلام

Marfat.com

باب 4

نمونۂ کلام

حضرت فقیہ زماں مفتی محمد غلام جان ہزاروی سچے عاشقِ رسول تھے۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہ کے مصداق شب وروز کے اکثر اوقات ذکرِ مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء میں مگن رہتے تھے، انہی جذباتِ عشق کی تسکین کے لیے وقتاً فوقتاً نعتیہ اشعار بھی کہتے تھے۔ آپ کی نعتیں عربی، فارسی اور اردو زبان میں ہیں۔ عربی، فارسی سے محبت اور ان زبانوں میں مہارت کی بدولت اردو کی نسبت ان میں شعر کہتے ہوئے سہولت محسوس کرتے تھے۔ چونکہ اس سلسلۂ حمد ونعت سے مقصود فقط ذکرِ پاک کی سعادت کا حصول تھا اس لیے آپ نے کسی استاد سے اصلاح لینے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ قارئین سے بھی گزارش ہے کہ آپ کے کلام میں ادبی محاسن ڈھونڈنے کی بجائے سچے عشق کی بہاریں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کے مجموعۂ کلام (نامکمل) دیوان غلامیہ سے منتخب کلام پیشِ خدمت ہے۔

الٰہی دعا میری کر تو قبول

(حضرت مفتی صاحب جب بیت اللہ شریف کے اندر داخلے کی سعادت حاصل کر چکے تو پھر ملتزم کے نیچے کھڑے ہو کر مولانا محمد اعظم کی ہمراہی میں یہ مناجات پڑھی)

الٰہی تو خلاقِ ارض و سما
نہیں کوئی خالق تیرے ماسوا
ہیں محتاج سب اور تجھے ہے غنا
فنا ہیں یہ سب اور تجھے ہے بقا
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
طفیل محمد جو مطلوب تو

Marfat.com

محمد سراسر ہے محبوبِ تو
کلام اس کا ہے خاص مرغوبِ تو
جو منکر ہے اس کا وہ مغضوبِ تو
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
الٰہی طفیل محمد شفیق
طفیل ابوبکر یار صدیق
جو ہیں ثانی اثنین غار رفیق
گناہوں سے گردن کو کر دے عتیق
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
طفیل علی شیرِ خیبر شکن
اسی طرح عثمان جو ہیں ذوالمنن
نواسے نبی کے حسین و حسن
تو کر مجھ پہ اپنا فضل اور منن
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
شفاعتِ محمد مجھے ہو نصیب
لوائے حمد بھی مجھے ہو قریب
یہی چاہتا ہوں میں ربّ حبیب
محمد کو کر دے تو میرا طبیب
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

Marfat.com

جواب نکیرین آسان ہو
تنگئ قبر سے امن و آمان ہو
میرا خاتمہ آخر ایمان ہو
اُدھر کا سفر مجھ پہ آسان ہو
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
غریب اور مسکین ہوں بے نوا
نہ فریاد رس کوئی تیرے سوا
تجھی سے ہوں میں ملتمس اے خدا
مجھے علم و عرفان کر دے عطا
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
مجھے باطنی علم محصول ہو
مجھے علم معقول و منقول ہو
اسی پر عمل کرنا معمول ہو
میرا نور سے سینہ مقبول ہو
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
میرے بھائی ماں باپ اور اقرباء
اسی طرح اصحاب احبابِ ما
یہی ہے دعا میری صبح و مسا
محمد پہ کر دے تو ان کو فدا
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

Marfat.com

عزیز[1] و خلیل[2] وہ جو ہیں اخویاں
وسیع[3] سید[4] ہر دو جو ہیں فدویاں
میرے ہر دو ماموں جو خورد و کلاں
سعید[5] و غنی[6] سب کو کر حکمراں
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
بھتیجے میرے مولوی و حبیب
پھر محبوب یہ سب ہیں میرے نقیب
پھر ان کی جو اولاد ان کے قریب
ان سب کو علم اور سخا کر نصیب
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول
میرا حج ہو مقبول مبرور نیز
میرے سب گناہ ہوویں کافور نیز
غلامی سے ہو جاؤں سب کا عزیز
میرا خاتمہ ہووے بالخیر نیز
الٰہی دعا میری کر تو قبول
تیرے در کے نیچے کھڑا ہوں ملول

(۱) مولانا عزیز الرحمن برادرِ اکبر (۲) مولانا خلیل الرحمن برادر اکبر (۳) وسیع اللہ برادرِ اصغر
(۴) سید رسول برادرِ اصغر (۵) سعید اللہ ماموں (۶) محمد غنی ماموں

Marfat.com

کرو مجھ پر عنایت کی نظر ہر بار یا حضرت

(حاضریٔ مدینہ منورہ کے موقع پر یہ نعت مواجہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھی)

کرو مجھ پر عنایت کی نظر ہر بار یا حضرت
وہ کافی ہے نظر مجھ کو میرے سرکار یا حضرت
مجھے دونوں جہاں میں ہے وسیلہ تیری رحمت کا
وہاں بھی اور یہاں بھی ہے یہی درکار یا حضرت
نظر گر خواب میں آئے تمہارا چہرۂ اطہر
تو کشتی پار لگ جائے میرے غمخوار یا حضرت
سبھی روئے زمیں سے طیبہ کو بہتر سمجھتا ہوں
کہ رہتے ہیں وہاں خوش خلق و خوش اطوار یا حضرت
مدینہ کے جو ہیں اطراف سب کو غور سے دیکھا ہے
جو ادنیٰ سے ہے ادنیٰ وہ بھی ہے گلزار یا حضرت
مجھے خار مدینہ ہیں گلِ گلزار سے بہتر
کہ رہتے ہیں وہاں تیرے سبھی انصار یا حضرت
بجائے عرش طیبہ میں بنی سرکار کی تربت
خدا نے بھر دیے اس میں بڑے اسرار یا حضرت
غلام ھندی مزارِ اقدس پہ آیا ہند سے چل کر
غلامی ہو قبول اس کی ملے دیدار یا حضرت

Marfat.com

یارسول اللہ کرم کردیجیے

یا رسول اللہ کرم کر دیجیے
کرم سے دل کو خرم کر دیجیے
دور ہو جائے خودی دل سے میری
دل میرے کو اب نرم کر دیجیے
رحمت للعٰلمین جب آپ ہیں
آپ ہی مجھ پر کرم کر دیجیے
جرم میرے چھوٹے ہیں یا کہ بڑے
ایک دم ان کو عدم کر دیجیے
جو میرے احباب اور شاگرد ہیں
ان کا بھی اونچا علم کر دیجیے
یا رسول اللہ شفیع المذنبیں
ناک میں نجدی کے دم کر دیجیے
جو کہ ہیں اس کے معاون ہند میں
ان کو بھی درہم برہم کر دیجیے
جو کہ ہیں دشمن میرے خوردو کلاں
ان کو بھی زیرِ قدم کر دیجیے
یہ غلام ہے آپ کا ادنیٰ غلام
یہ خیال اس کا بہم کر دیجیے

Marfat.com

نبی کے در پر پڑا رہوں گا......

نبی کے در پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت میری کھلے گی کبھی تو میرا سلام ہو گا
مزارِ اقدس سے روک نہ تو اور رونے سے ٹوک نہ تو
قسم خدا کی یہ سچ ہے ناصح کہ رونے سے ہی کام ہو گا
کریم ہے تو رحیم ہے تو جہاں کی رحمت عظیم ہے تو
نہ جائے گا خالی تیری رحمت سے جو کہ تیرا غلام ہو گا
میں آیا ہوں ہند سے مدینہ میں خالی کشکول لے کر آقا
تیرے کرم سے اگر یہ بھر جائے سارا قصہ تمام ہو گا
کریم تیرے کرم کا چھینٹا اگر پڑا اس غلام اوپر
گناہ ہو جائیں گے صاف اس کے اور حشر میں احترام ہو گا

Marfat.com

ان کی طرف ہم جائیں گے

جب شفاعت پر کمر باندھیں گے حضرت حشر میں
آرزوئے عفو میں ان کی طرف ہم جائیں گے
ہم پیاسوں کے لیے دریا بہادیں گے حضور
دھو کے دامانِ گنہ ان کی طرف ہم جائیں گے
عاشقوں کو اپنا جلوہ جب دکھاتے جائیں گے
جائیں گے، ہاں جائیں گے، ان کی طرف ہم جائیں گے
جرم کھلتے جائیں گے، حضرت چھپاتے جائیں گے
کیوں نہ ان کی عام رحمت کی طرف ہم جائیں گے
جب وہ آئیں مسکراتے ہم غریبوں کی طرف
ہاتھ میں عصیاں لیے ان کی طرف ہم جائیں گے
رحمتہ للعلمین ان کا لقب ہے اے غلام
ہاتھ پھیلائے نہ کیوں ان کی طرف ہم جائیں گے

تنویر کس کی تھی

ازل کے روز ''ارشادِ الست'' حق نے جو فرمایا
تو سب سے اول اس تصدیق میں تقریر کس کی تھی
نہ پیدا گر تمہیں کرتا نہ کرتا سب جہاں پیدا
تو اس قولِ ربانی میں بتا توقیر کس کی تھی

Marfat.com

محمد تھے نبی پیدائشِ آدم سے بھی پہلے
بتا عاشق تم اس تقریر میں تخیر کس کی تھی

قمر کے ہو گئے ٹکڑے، نبی کے ایک اشارے سے
قمر کے دیکھنے وا لے بتا تسخیر کس کی تھی

مہِ طیبہ پہ قرباں ہو غلام اس کو نہ بھول ہرگز
وہ آدم کی جبیں میں تو بتا تنویر کس کی تھی

تصور میں ترے رہنا

تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
خودی سے کوچ کر جانا ریاضت اس کو کہتے ہیں

خیالِ شیخ میں رہنا، اسی میں محو ہو جانا
فنا فی الشیخ ہو جانا سعادت اس کو کہتے ہیں

خیالِ پیر پر رہنا، مقالِ پیر پر چلنا
اسی کی چال پر چلنا لیاقت اس کو کہتے ہیں

غلام ان کی غلامی سے نہ گھبراؤ نہ شرماؤ
انہی کے عشق میں مرنا شہادت اس کو کہتے ہیں

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز

(بزبان فارسی)

زدستِ مرگ با جنات و انساں
کسے را نیست چارہ بُردن جاں
سراپا علم و دانش بُود حضرت
مجدد سرِ حق احمد رضا خاں
بہ تدریسات دین حق و اذکار
ہمیشہ بود شاغل ازدل و جاں
شدہ عاطف بہ مسکیناں یتیماں
نہایت کرد شفقت بر غریباں
بر وجد و حال و قال آں متصف بود
فصاحت داشتے مانند سحباں[1]
منور شد رُخش خورشید مانا[2]
جبیں شُد مثل گل شاداب و خنداں
چو تبیان شریعت را اتم کرد
گذشت از دار فانی سوئے یزداں
گذشتہ بود از صفرالمظفر
بہ[3] بست و پنج روز آدینہ[4] بوداں
ز ہجری بد[5] ہزار و سہ صد و چہل
گزر کردہ بہ سوئے باغ رضواں

Marfat.com

چو رحلت از جہاں کردہ بہ فردوس
بہ استقبالش آمد حور و غلماں
بہ محمودہ مقام آغوش رحمت
بباشد راہی فردوس شاداں
ز مفتی غلام جان خادم
سلامی ہست با احمد رضا خاں

(۱) سحبان...... سحبان وائل نامی مرد فصیح و بلیغ از عرب کہ اس کے باپ کا نام وائل تھا مضاف ہے باپ کی طرف بفک اضافت

(۲) ماناً مانند

(۳) بہ زائد ہے کہ شعری ضرورت کے لحاظ سے اکثر اسم پر زائد آتی ہے۔ مثال ''آن قطرہ ام کہ چرخ بہ دور افگند مرا'' بائے ہوز اس میں طرف اظہار حرکت کے لیے لگا دی جاتی ہے کبھی اسم سے ملا کر بھی لکھی جاتی ہے جیسے ''بدور افگند مرا''

(۴) آدینہ...... جمعہ

(۵) بُد مخفف بود

شاعر موصوف نے تاریخ وفات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں منظومہ قطعے کے متن میں نہایت فنی ترصیعات کے ساتھ قلم بند فرمائی ہے جو از بس قابلِ تحسین و آفرین ہے۔ قاری کے ذہن میں قطعہ پڑھتے ہی تاریخ کا علم ہو جاتا ہے۔ (بے چین رجپوری)

Marfat.com

اشک ہائے غم

بروفات والدہ صاحبہ مرحومہ مغفورہ

اے ز ہجرانت زمین و آسماں بگریستہ
جسم و جاں خوں گشتہ روح رواں بگریستہ
کوچ رحلت کردہ از ما غریباں لا جرم
در فراق تو جہان و ایں مکاں بگریستہ
نے عزیز و نے خلیل و نے وسیع سید و غلام
بلکہ اخوانان تو خورد و کلاں بگریستہ
پاک دامن رفت از دنیا بعقبٰی سربسر
دیدہ ہریک از پے زیب زباں بگریستہ
اہلِ بیت آں دم کہ گریاں انداز بہرشما
سنگِ خارا بردلِ پُردرد شاں بگریستہ
جائے آں دارد کہ بکشاید زدیدہ جوئے خوں
اندریں ماتم کہ ذراتِ جہان بگریستہ

Marfat.com

بروفات اہلیہ محترمہ

چلتے پھرتے اک قیامت آ گئی
کیا کہوں مجھے نہ کچھ بتلا گئی

قبل مرنے کے نہ کچھ مجھ سے کہا
کیوں رفیقا کس سے تو شرما گئی

چاہتی تھی کہنا مجھ سے کچھ کلام
لیکن لکنت منہ تیرے میں آ گئی

سرور و اقبال اشرف ہیں جو تین
کچھ وصیت نہ انہیں فرما گئی

ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھ کو ہر وطن
یہ غریبی ان کے منہ پر چھا گئی

آنکھ میں آنسو ہیں دل میں درد ہے
ہائے ہم کو جب کبھی یاد آ گئی

دارِ فانی میں مکاں کا شوق تھا
قصرِ اعلیٰ اُس جہاں میں پا گئی

خاتمہ تیرا ایماں پہ ہو گیا
ہاتفِ غیبی سے آواز آ گئی

Marfat.com

قطعۂ تاریخ وفات اہلیہ محترمہ

راہیٔ ملکِ بقا ہو گئیں زینت رحمان
یا ہوئیں خلدِ بریں میں وہ خدا کی مہمان
کانپتے کانپتے جس دم پئے تاریخ وفات
توسنِ فکر ہوا راہِ سخن میں جولان
کاٹ کر تب سرِ ہیبت یہ کہا ہاتف نے
"زینت خلد بریں" ہو گئیں زینت رحمان

۵+۱۲۵۸=۱۳۶۳ھ

Marfat.com

مریدی لا تخف اللّٰہ ربی
عطانی رفعة نلت المنال

مریدی لا تخف واش فانی
عزوم قاتل عند القتال

بلاد اللّٰہ ملکی تحت حکمی
ووقتی قبل قلبی قد صفالی

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعا
کخردلة علی حکم اتصال

وکل ولی لہ قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال

(قصیدہ غوثیہ شریف جو حضرت مفتی صاحب کے اوراد میں شامل تھا، کے چند اشعار)

Marfat.com

اخلاق وعادات

Marfat.com

باب5

اخلاق وعادات

عالم اگر اپنے حاصل کردہ علم پر عامل نہ ہوتو علم بجائے نعمت کے زحمت بنتا چلا جاتا ہے۔حضرت فقیہ زماں مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی باعمل عالم دین تھے۔آپ کے اخلاق وعاداتِ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے عین مطابق تھے۔ بلکہ یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ کی حیات طیبہ کے تمام اوقات ذکرِ الٰہی سے مزین اور جملہ افعال سنت نبوی کے آئینہ دار تھے۔آپ کے مقدس معمولات وعادات کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

ذوقِ عبادت

حضرت مفتی صاحب اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھتے تھے۔اسی محبت کی وجہ سے عبادت کے خصوصی ذوق کے حامل تھے۔نماز پنجگانہ پابندی سے پڑھتے تھے۔نوافل بھی ادا فرماتے تھے۔ تہجد کے پابند تھے۔شب بیدار تھے۔آپ کے صاحبزادے حضرت قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کا بیان ہے کہ حضرت مفتی صاحب رات تھوڑی دیر کے لیے سوتے تھے یا یوں کہیے کہ نام کا سونا سوتے تھے۔پھر اٹھ کھڑے ہوتے اور ساری رات نوافل اور ذکر ومناجات میں گزار دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا ایک مخالف جو مفتی صاحب کی علمیت وروحانیت کا قائل نہیں تھا۔تین مرتبہ آدھی رات کے وقت مسجد کی دیوار پھاند کر فقط یہ دیکھنے آیا کہ آپ کی رات کیسے گذرتی ہے۔تینوں مرتبہ اس نے دیکھا کہ مفتی صاحب قبلہ رو بیٹھے وظائف میں مصروف ہیں۔یہ دیکھ کر وہ دل سے آپ کی بزرگی کا قائل ہوگیا اور ساری زندگی اپنے احباب سے یہ واقعہ بیان کرتا رہا۔

عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیة والثناء

اس عقیدے پر پوری اُمت کا قطعی،یقینی اجماع ہے کہ ایمان کی جان عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔تمام رشتوں،ناتوں،دوستیوں اور تعلقات سے بڑھ کر اگر سرکارِ دوعالم ﷺ سے محبت نہیں تو

Marfat.com

ایمان نامکمل ہے۔امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس عقیدے کو اپنے ایمان افروز کلام میں یوں بیان کیا ہے۔

سر تا بقدم اللہ کی شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

حضرت فقیہ زماں کے اخلاق کا سب سے نمایاں وصف سرکارِ دو عالم ﷺ سے عشق و محبت ہے۔ان کے اس وصفِ خاص کا اظہار صرف زبان ہی سے نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ ان کے دل میں رچا ہوا اور رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔شدتِ عشق کی کیفیت یہ تھی کہ جیسے ہی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا نام پاک زبان پر آتا، آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔یونہی اشک باری جاری رہتی یہاں تک کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔

اس سچی محبت ہی کی برکت تھی کہ آپ صرف انتیس سال کی عمر میں حاضری روضۂ اقدس و حج بیت اللہ کے شرف سے مشرف ہوئے۔دوران قیام مدینہ منورہ، قضائے حاجت شہر سے باہر جا کر کرتے۔یہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی عطا کردہ طاقت وقوت ہی تھی کہ راستے کی تمام تر دشواریوں کے باوجود آپ نے جدہ سے مکۃ المکرمہ وہاں سے منیٰ، عرفات اور پھر مدینہ منورہ تمام سفر پیدل طے کیا۔

آپ کی تقریر اگر چہ سادہ الفاظ میں ہوتی تھی لیکن عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے سامعین کے دلوں میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہو جاتی تھی۔محبت کی یہ کشش دور دور سے عوام الناس کو کھینچ کر آپ کی مجلس وعظ میں لے آتی تھی۔انجمن نعمانیہ، لاہور کے سالانہ اجتماع میں آپ کا وعظ ہوتا تھا۔یونہی حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمۃ کے عرس سراپا قدس میں بھی آپ کی تقریر ہوا کرتی تھی۔

اتباع سنت

ان المحبَّ لمن یحب یطیع یعنی محب اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے۔اس کے

Marfat.com

حکم کی تعمیل اپنے لیے لازمی جانتا ہے، حضرت فقیہ زماں سچے عاشقِ رسول تھے۔ تو یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کا کوئی فعل خلاف سنت ہو۔ آپ اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے، کھانے پینے غرض روزمرہ کے تمام امور میں سنت مصطفیٰ ﷺ پر عمل کرتے۔ لباس بھی سنت کے مطابق پہنتے۔ نماز ہمیشہ عمامہ باندھ کر ادا کرتے۔ نماز کے علاوہ بھی سر پر عمامہ سجائے رکھتے۔ گھر میں ٹوپی سر پر رکھتے۔

دینی غیرت وحمیت

آپ چونکہ راسخ العقیدہ صحیح سنی حنفی تھے اس لیے گستاخانِ رسول، گستاخانِ صحابہ و اہلبیت اور گستاخانِ ائمہ واولیاء سے ہمیشہ دور ونفور رہتے تھے۔ اپنی مسجد میں بھی کسی گستاخ بے ادب کو داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ اس اطلاع پر مشتمل ایک بورڈ بھی مسجد کے دروازے پر لگا رکھا تھا کہ ''باتفاق انجمن حنفیہ وبحکم شرع شریف یہ قرار پایا ہے کہ کوئی وھابی، رافضی، دیوبندی، مرزائی، چکڑالوی اس مسجد میں نہ آوے اور خلاف مذہب حنفیہ کوئی بات نہ کہے''۔

اگر کوئی بدمذہب مسجد میں آ جاتا تو اسے سیدھا راستہ دکھاتے، سمجھاتے، سمجھ جاتا تو فبہا وگرنہ اسے مسجد سے فوراً نکال دیتے۔ پھر فرماتے گستاخِ رسول کے داخلے سے مسجد ناپاک ہوگئی ہے لہٰذا مسجد کا فرش دھلواتے۔ (1)

روزہ خوروں کی پٹائی

شریعت کی خلاف ورزی آپ بالکل برداشت نہ کرتے تھے۔ فوراً ٹوک دیتے تھے بلکہ سزا بھی دیتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں گجرات کی ایک مسجد میں امامت بھی فرماتے تھے۔ رمضان شریف کے ایک مبارک دن نماز فجر کے بعد آپ کو اطلاع کی گئی کہ فلاں بیٹھک میں بہت سے آدمی حقہ پی رہے ہیں۔ آپ چار نوجوانوں کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ واقعی تیس چالیس مرد حقہ پی رہے ہیں۔ آپ نے ڈنڈے کے ذریعے ان کی پٹائی شروع کر دی۔ مارتے مارتے جب ڈنڈا ٹوٹ گیا تو ان کے حقہ سے نیچہ کھینچ کر مارنا شروع کر دیا۔ آخر وہ بھی ٹوٹ گیا۔ مگر مرحبا وہ لوگ حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے اور سب آپ کے قدموں پر یہ کہتے ہوئے گر پڑے کہ ''مولوی صاحب! ہم سے غلطی ہوگئی اب برائے خدا معاف کر دیجیے۔ آئندہ کے لیے ہماری توبہ،

(1) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت۔

Marfat.com

ہم آج ہی کپڑے پاک کریں گے اور روزے بھی رکھیں گے۔"[1] چنانچہ ان لوگوں نے باقاعدگی سے روزے رکھے اور وہاں سے مفتی صاحب کے تشریف لانے کے بعد بھی صراط مستقیم پر قائم رہے۔

رمضان المبارک کا احترام

رمضان المبارک کی آمد سے قبل ہی آپ یہ اعلان فرما دیا کرتے تھے کہ رمضان المبارک میں دن کے وقت کوئی شخص نہ کھائے پیئے اور نہ اشیائے خورد ونوش فروخت کرے۔ ایک دفعہ اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور میں آپ کو معلوم ہوا کہ محمد دین نان فروش نے ہوٹل کھول رکھا ہے اور لوگوں کو کھانا کھلا رہا ہے، مفتی صاحب نے بابو محمد یٰسین، مستری فضل الٰہی اور چند طلباء ساتھ لیے اور ہوٹل جا پہنچے۔ دیکھا کہ واقعی روٹیاں دھڑا دھڑ لگائی جا رہی ہیں، سالن پکا ہوا ہے اور خرید و فروخت کا بازار خوب گرم ہے۔ آپ نے سالن کی ہنڈیا تندور میں پھینک دی۔ محمد دین نانبائی کو دو تین تھپڑ رسید کیے اور گینتی سے تندور توڑ پھوڑ دیا۔ محمد دین نے آپ کے قدموں میں گر کر معافی مانگی اور عہد کیا کہ آئندہ کبھی یہ حرکت نہیں کروں گا اور واقعی جب تک وہ زندہ رہا کبھی رمضان المبارک کی بے حرمتی نہ کی۔[2]

یونہی مسجد حنفیہ رضویہ المعروف بیری والی کے بالمقابل دودھ فروش امام بخش کی دودھ دہی کی دکان تھی۔ رمضان شریف میں ایک دن صبح نو بجے مفتی صاحب طلبہ کو پڑھا رہے تھے کہ آپ کو دودھ دہی کی دکان سے لسی بنانے کی آواز آئی۔ آپ نے مسجد کے دروازے سے دیکھا کہ امام بخش لسی بنا کر ایک گاہک کو دے رہا ہے۔ آپ نے وہیں سے للکار کر کہا تمہیں خدا کا خوف نہیں کہ رمضان شریف کی یوں بے حرمتی کر رہے ہو۔ یہ کہہ کر پاس پڑی ہوئی اینٹ اٹھا کر دے ماری جو اس کے دہی کے کونڈے میں جا گری اور وہ ٹوٹ گیا۔ دکاندار اور گاہک سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے پھر دکاندار مغرب کے بعد اہلِ محلہ کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی اور پھر کبھی رمضان المبارک کی بے ادبی نہ کی۔[3]

---

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تذکرہ غلامیہ، ص ۸۰ ملخصاً

(2) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت۔

(3) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت۔

Marfat.com

فقہ حنفی سے محبت

امام اعظم ابوحنیفہ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی۔اسی وجہ سے آپ فقہ حنفی سے بے حد محبت کرتے تھے۔ساری زندگی تحریر وتقریر اور فتویٰ نویسی کے ذریعے اسی کے فروغ کے لیے کوشاں رہے۔اپنی مسجد حنفیہ رضویہ میں کسی کو فقہ حنفی کے خلاف اعتراض نہیں کرنے دیتے تھے اور اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

بندۂ پروردگارم اُمتِ احمد نبی
دوست دارِ چار یارم تابا اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل
خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

عاجزی وانکساری

آپ سادگی پسند اور نہایت ہی منکسر المزاج تھے۔طلبہ ومریدین کی بڑی تعداد حاضرِ خدمت رہنے کے باوجود اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔کسی کو کہتے تک نہ تھے۔صوفی اللہ دین نقشبندی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مفتی صاحب گھر کے لیے لکڑیاں خود اٹھا کر لا رہے تھے۔میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: حضور آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں ہم خدام جو حاضر ہیں۔ہمیں حکم فرما دیا کریں۔یہ کہہ کر جیسے ہی لکڑیاں آپ سے لینے کے لیے آگے بڑھا آپ نے سختی سے منع کیا اور فرمایا یہ میرا کام ہے اس لیے میں خود ہی کروں گا'' مزید فرمایا ''اللہ دین! قیامت کے دن کیا میرا بوجھ اٹھا لو گے؟ میں سن کر بہت حیران ہوا کہ نیک لوگوں کے خیالات کتنے نیک اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔اتنے فاضل عالم ہونے کے باوجود اپنا کام خود کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔''انہی صوفی صاحب کا بیان ہے کہ ''ہمیشہ کا یہ مشاہدہ ہے کہ آپ سنت کے مطابق اپنے گھر کا سامان خود خرید فرماتے تھے''۔

صلہ رحمی

رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال رکھتے تھے۔خاندان کی معاشی بہتری کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ اخروی بہتری کا اہتمام فرماتے تھے۔نماز، روزہ کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔آپ کے اعلیٰ اخلاق اور حسنِ سلوک ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا عزیز الرحمٰن زندگی کے آخری ایام میں آپ کے پاس مقیم ہو گئے تھے۔ان کا انتقال بھی آپ کے گھر میں ہوا۔ان کی نماز جنازہ و تدفین کا تمام اہتمام آپ نے خود کیا۔

غریب پروری

بیواؤں، یتیموں اور فقیروں کی بہت خدمت فرماتے تھے۔ان کے ماہانہ وظائف مقرر کر رکھے تھے۔یہ وظائف خود ان کے گھروں میں جا کر دیا کرتے تھے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے تھے۔آپ کی حیات میں اس نیکی کا کسی کو علم نہ ہوا۔انتقال کے بعد جن لوگوں کو وظائف دیتے تھے ان کے بتانے سے پتہ چلا۔

قناعت

آپ نہایت ہی متوکل اور خدا ترس بزرگ تھے۔قناعت آپ کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ایران میں آپ کے ایک مرید مستری فضل الٰہی رہتے تھے۔انہوں نے وہاں ایک مسجد کی امامت و خطابت کی پیشکش کی اور اچھا خاصہ وظیفہ دینے کا ذکر کیا۔لیکن آپ نے یہ دعوت قبول نہ کی اور تاعمر اپنی تعمیر کردہ مسجد حنفیہ رضویہ ٹھٹھی ملاحاں اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور میں رشد و ہدایت کے انمول موتی بکھیرتے رہے۔یاد رہے مسجد حنفیہ رضویہ ابتداء میں صرف ایک چبوترہ کی صورت میں تھی۔آپ نے خود اپنی گرہ سے مزید جگہ خرید کر اسے تعمیر کیا۔

مقبولیت

آپ کی علمیت و روحانیت کی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ملک و بیرون ملک سے طالبانِ علم نے دارالعلوم نعمانیہ آ کر آپ سے اکتساب فیض کیا۔دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کا سلسلہ ترک کرنے کے بعد آپ نے مسجد حنفیہ رضویہ میں طالبانِ علم کی رہنمائی اور مریدین کی دلجوئی کا سلسلہ جاری رکھا۔آپ بغیر کسی معاوضہ کے تعویذات بھی عطا فرماتے تھے۔اولادِ نرینہ اور گمشدہ کی بازیابی کے لیے آپ کے تعویذات اکسیر کا درجہ رکھتے تھے۔مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ ہندو، سکھ اور عیسائی بھی آپ کی درویشی کا شہرہ سن کر دور دور سے قدمبوسی کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

Marfat.com

قومی خدمت

حضرت مفتی صاحب اگر چہ درس وتدریس اور تحریر وتصنیف کی دنیا کے آدمی تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ قوم کے حالات سے بالکل لاتعلق رہے ہوں۔ آپ قوم کے مصائب کو دور کرنے کی سعی وکوشش کرتے تھے۔ تحریک پاکستان میں آپ نے سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ ہندو مسلم فسادات کے دوران کئی راتیں ہاتھوں میں بلم لیے پہرہ دیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے جس اجلاس میں علمائے اہل سنت کی جانب سے مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کا اعلان کیا گیا تھا اس میں حضرت مفتی صاحب بنفس نفیس شریک تھے۔[1]

یہ اجلاس ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں منعقد ہوا تھا۔ اس میں سات ہزار علمائے کرام، پانچ سو مشائخ عظام اور دو لاکھ سے زائد سنیوں نے شرکت کی تھی۔[2] قیام پاکستان کے بعد ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے قائم کی جانے والی اہل سنت کی ملک گیر تنظیم جمعیت علمائے پاکستان میں آپ شامل ہوئے اور تا عمر اس کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔

معمولات روز وشب

آپ وقت کی بہت قدر فرماتے تھے۔ یوں کہنا چاہیے کہ فارغ وقت گذارنا جانتے ہی نہ تھے۔ معمولات روز وشب کچھ یوں تھے صبح سے لے کر دوپہر تک دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس وفتویٰ نویسی کرتے، جب دارالعلوم سے استعفیٰ دے دیا تو مسجد حنفیہ رضویہ میں دوپہر تک تدریس فرماتے۔ ظہر سے لے کر عشاء تک نمازوں کی امامت اور عقیدت مندوں سے ملاقات فرماتے۔ مریدین کو وعظ ونصیحت فرماتے۔ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سوتے پھر جلد ہی بیدار ہو کر شب بھر عبادت وریاضت میں مصروف رہتے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تمام وظائف ومعمولات باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ قصیدہ غوثیہ تا عمر پڑھتے رہے۔ ایک رات نماز عشاء کے بعد مسجد کے صحن میں باآواز بلند آپ قصیدہ غوثیہ پڑھ رہے تھے کہ ایک سانپ آیا اور تین مرتبہ آپ کے گرد گھوما، پھر واپس چلا گیا۔ قریبی مکان کی چھت پر ایک صاحب یہ تمام منظر دیکھتے رہے اور صبح انہوں نے تمام روداد مفتی صاحب کو سنائی۔ سانپ کا مفتی صاحب کو نقصان پہنچائے بغیر چلا جانا یقیناً قصیدہ غوثیہ کی برکت سے تھا۔

---

(1) محمد جلال الدین قادری، مولانا، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص ۴۱۸

(2) صابر حسین شاہ بخاری، سید، امام احمد رضا اور تحریک پاکستان، صفحہ ۷۰

Marfat.com

بیعت وخلافت

Marfat.com

باب 6

بیعت وخلافت

حضرت فقیہ زمان مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی کا رجحان طبعی اوائل عمری سے ہی مذہبی تھا۔ بچپن ہی سے نماز، روزہ، تلاوت، ذکر واذکار، درود وسلام سے قلبی لگاؤ تھا۔ تصوف وطریقت سے دلچسپی آپ کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ راہ سلوک میں سفر کے لیے کسی کامل مرشد کی بیعت ضروری ہے۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ زمانہ طالب علمی میں تین مرتبہ معروف ولی کامل حضرت علامہ خواجہ سلطان محمود قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اعوان شریف حاضر ہوئے۔ لیکن ہر دفعہ حضرت خواجہ صاحب نے آپ کو پہلے ظاہری تعلیم مکمل کرنے کا حکم دیا جبکہ تیسری مرتبہ ہندوستان جانے اور وہیں بیعت ہونے کا حکم دیا۔ دراصل حضرت خواجہ صاحب نگاہ ولایت سے یہ دیکھ چکے تھے کہ مفتی صاحب کا روحانی حصہ بریلی شریف میں ہے۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب والدینؒ سے اجازت لے کر عازم ہندوستان ہوئے۔

امام احمد رضا بریلوی سے بیعت وخلافت

ہندوستان کے مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے جب آپ بریلی شریف پہنچے تو امام احمد رضا بریلوی کی زیارت کرتے ہی آپ ان کے فدائی وشیدائی بن گئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اعلیٰ حضرت بریلویؒ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ سلسلہ کے تمام اوراد و وظائف، اذکار و اشغال کی پابندی اپنے لیے لازمی سمجھی۔

امام احمد رضا بریلوی نے بھی حضرت مفتی صاحب کی سچی تڑپ، سلسلہ سے محبت اور کامل عقیدت کو دیکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کی ایک خصوصی سند دی جس میں حضرت مفتی صاحب کو تمام کتب تفسیر وحدیث، جوامع، سنن، مسانید، معاجیم بشمول مؤطا امام مالک ومؤطا امام محمد، کتاب آلا ثار وشرح معانی الآثار اور تقریباً ۳۰ علوم کی اجازت عطا فرمائی یہ علوم مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

۱۔علم قرآن	۲۔علم حدیث	۳۔اصول حدیث
۴۔اصول عقائد	۵۔اسماء الرجال	۶۔فقہ حنفی
۷۔کتب فقہ جملہ مذاہب	۸۔اصول فقہ	۹۔جدل مھذب
۱۰۔علم نحو	۱۱۔علم صرف	۱۲۔علم معانی
۱۳۔علم بیان	۱۴۔علم بدیع	۱۵۔علم منطق
۱۶۔علم مناظرہ	۱۷۔علم فلسفہ مدلسہ	۱۸۔علم ہیئت
۱۹۔علم حساب	۲۰۔علم توقیت	۲۱۔علم الھندسہ
۲۲۔علم قرأت	۲۳۔علم تجوید	۲۴۔علم تصوت
۲۵۔علم سلوک	۲۶۔علم اخلاق	۲۷۔علم سیر
۲۸۔علم تواریخ	۲۹۔علم لغت	۳۰۔علم ادب مع جملہ فنون [1]

دیگر اولیائے کرام سے اکتساب فیض

حضرت مفتی صاحب چونکہ اللہ کے ولیوں سے محبت کو حرز جان اور ذریعۂ حفاظتِ ایمان سمجھتے تھے اس لیے زمانہ طالب علمی سے ہی آپ کا معمول رہا کہ جہاں کسی ولی اللہ کا ذکر سنا، نہایت عقیدت و احترام سے حاضری دی اور اکتساب فیض کیا۔ تاہم بعض اولیائے کرام سے آپ کو خاص طور پر عقیدت و محبت تھی اور ان کی خدمت میں حاضری آپ کا وظیفۂ حیات رہا۔ ذیل میں ان اولیائے کرام کے اسمائے گرامی اور ان سے مفتی صاحب کی محبت کا حال مختصراً تحریر کیا جاتا ہے:

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری سے عقیدت و محبت

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین، سند الواصلین سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ العزیز کی مساعی جمیلہ سے برصغیر بالعموم اور خطہ پنجاب بالخصوص نور اسلام سے معمور ہوئے۔ اقبال نے اس جانب اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

سید ہجویر مخدوم امم   مرقد او پیر سنجر را حرم

---

۱. سند التکمیل لمن اکمل التحصیل

Marfat.com

خاکِ پنجاب از دم او زندہ گشت صبح ما از مہر او تابندہ گشت

حضرت مفتی صاحب مزار داتا گنج بخش پر بڑی باقاعدگی سے ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور حاضری دیتے تھے۔ یہ حاضری بالعموم جمعرات یا جمعہ کو دن کے وقت ہوتی تھی۔ جبکہ بعض اوقات رات کو بھی خصوصی حاضری دیتے۔ چنانچہ صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی بیان کرتے ہیں کہ مفتی صاحب کبھی کبھی رات ڈیڑھ دو بجے ہمیں بیدار کر کے حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر لے جاتے تھے اور فاتحہ خوانی کے بعد حلوہ جو پکوا کر ساتھ لے گئے ہوتے تھے، خود تقسیم فرماتے تھے۔ حضرت داتا صاحب کے سالانہ عرس مبارک میں آپ کی تقریر لازماً ہوتی تھی۔ مجاورینِ داتا صاحب کو آپ علم و عمل کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ مجاورین میں سے جناب غلام رسول صاحب کے صاحبزادے محمد عمر کو آپ خود پڑھایا کرتے تھے۔

یونہی لاہور میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے معروف بزرگان دین حضرت شاہ ابولمعالی حضرت سیدنا میاں میر اور حضرت سیدنا شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات اقدس پر بھی وقتاً فوقتاً حاضری دیتے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سالانہ عرس مبارک میں تقریباً ہر سال آپ حاضری دیتے تھے۔ واپسی پر اجمیر شریف حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی، کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری اور سرہند شریف میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہم الرحمۃ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہوئے گھر واپس آتے تھے۔ واپسی پر ایک صندوق آپ کے ہمراہ ہوتا تھا جس میں سے مزارات سے لائے ہوئے تبرکات، عقیدت مندوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کی خدمت میں حاضری

حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کی پابندیٔ شریعت وسنت اور ولایت کا شہرہ تو مفتی صاحب نے بہت سن رکھا تھا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب ان کی ملاقات کے لیے گئے تھے۔ واپسی پر ان سے بھی میاں صاحب کی تعریف سنی تو زیارت کا شوق لیے شرقپور شریف پہنچ گئے۔ مشتاقان زیارت پہلے سے موجود تھے۔ یہ بھی بیٹھے گئے۔ اس سے پہلے میاں صاحب کی زیارت نہیں کی تھی چنانچہ جب میاں صاحب

Marfat.com

تشریف لائے (تو ان کی انتہائی سادگی کی وجہ سے) مفتی صاحب نے سمجھا کہ یہ شاید کوئی درویش ہوں گے۔ میاں صاحب نے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں اور شغل کیا ہے؟ مفتی صاحب نے بتایا لاہور سے آیا ہوں اور جامعہ نعمانیہ میں پڑھاتا ہوں۔ میاں صاحب نے فرمایا کیسے آئے؟ عرض کی قبلہ میاں صاحب کی قدمبوسی کو آیا ہوں۔ فرمایا میاں صاحب کو مل کر کیا کرو گے تم خود عالم ہو، تمہیں فقیروں سے ملنے کی کیا ضرورت ہے؟ مفتی صاحب نے غصے میں پوچھا کیا فقیروں کو ملنا گناہ ہے؟ تم فقیروں کے پاس رہ کر ایسے گمراہ ہو کہ فقیروں سے ملنا گناہ سمجھتے ہو۔ میاں صاحب نے فرمایا: مولوی احمد علی (شیرانوالہ دروازہ لاہور) اور مولوی غلام مرشد کیسے ہیں؟ مفتی صاحب نے کہا وہ بھی تمہاری طرح گمراہ ہیں جو فقراء کے قائل نہیں۔ فرمایا تم تو غصے میں آ گئے ہو۔ مفتی صاحب نے کہا تم خود غصے کی باتیں کر رہے ہو، میاں صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ نے ایسے گمراہ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

میاں صاحب آگے بڑھ گئے اور ایک داڑھی منڈے سے فرمایا تم نے داڑھی کیوں منڈوائی ہے، اگر تیری بیوی کا سر مونڈ دیا جائے تو اچھی معلوم ہو گی۔ اس نے کہا نہیں اور شرمسار ہو کر داڑھی نہ منڈوانے کا عہد کیا۔ اسی طرح میاں صاحب ایک ایک آدمی کو ہدایت کرتے گئے۔ اتنے میں کسی نے مفتی صاحب کو اشارۃً بتا دیا کہ یہی میاں صاحب ہیں۔ مفتی صاحب کو بڑی ندامت ہوئی اور رقت طاری ہو گئی۔ کچھ دیر بعد میاں صاحب تشریف لائے اور کشف المحجوب لا کر دی۔ جس میں تین جگہ نشانی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت میاں صاحب گھر تشریف لے گئے اور واپسی پر مفتی صاحب کے لیے قریباً آدھ سیر کھجوریں لے آئے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں جن تین عقدوں کے حل کے لیے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، کشف المحجوب کے مطالعہ سے تینوں حل ہو گئے۔ میاں صاحب نے فرمایا ان باتوں کو یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔ پھر فرمایا مولوی احمد علی (شیرانوالہ دروازہ لاہور) گزشتہ جمعہ یہاں آیا تھا۔ وہ یہاں جمعہ پڑھانا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کی بدعقیدگی کی بناء پر پڑھانے نہیں دیا۔ واپسی پر جب مفتی صاحب بس پر سوار ہوئے تو دیکھا رومال کے ایک کونے میں ایک روپیہ بندھا ہوا تھا جو آمد و رفت کا کرایہ تھا۔ (1)

(1) محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا، تذکرہ اکابر اہل سنت، صفحہ 181

Marfat.com

ایک صاحبِ کشف درویش کی زیارت

ایک دفعہ ہزارہ کے موضع بائی میں مفتی صاحب اپنے برادر اکبر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے ملاقات کرنے گئے۔ مولانا موصوف وہاں قاضی کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دے رہے تھے۔ واپسی پر مفتی صاحب کو معلوم ہوا کہ موضع دیگراں کے قریب ایک درویش رہتے ہیں آپ زیارت کے ارادے سے تلاش کرتے کرتے درویش فقیر کے پاس جا پہنچے۔ فقیر صاحب اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے تھے۔ مفتی صاحب نے قریب جا کر ادب سے سلام کیا۔ فقیر صاحب نے وعلیکم السلام فرما کر کہا: مولوی صاحب، اوگرہ کے ہو؟ مفتی صاحب نے حیران ہوتے ہوئے اثبات میں جواب دیا اور سوچنے لگے کہ ان کو کس نے بتایا؟ تھوڑی دیر بعد فقیر صاحب نے کہا: مولوی صاحب آپ تو عالم ہیں، آپ کو کسی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مفتی صاحب نے کہا جناب یہ تو بالکل بجا مگر اہل اللہ کی قدم بوسی موجب کفارۂ گناہ ہے۔ پھر مفتی صاحب نے فقیر صاحب کو شہر میں رہنے پر زور دیا۔ کچھ گفتگو کے بعد فقیر صاحب کہنے لگے: ارے میاں میں ان لوگوں کے رتبے کو کیسے پہنچ سکتا ہوں جو شہر میں رہ کر ''ہتھ کار ول دل یار ول'' (دست بہ کار دل بہ یار) کے مصداق ہوں چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک اس لیے خلقِ خدا سے علیحدہ رہ کر زندگی بسر کر رہا ہوں پھر انہوں نے مفتی صاحب کے لیے دلی دعا کی۔ مفتی صاحب اس وقت تو کچھ نذرانہ پیش کر کے واپس چلے آئے لیکن پھر ایسی انسیت پیدا ہوگئی کہ گاہے گاہے ملاقات کے لیے جاتے رہے۔[1]

سلسلہ بیعت و ارشاد

حضرت مفتی صاحب کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے باوجودیکہ آپ نے عام پیروں کی طرح کبھی خود کو پیر نہیں کہلوایا۔ تصنع اور ریاکاری سے ہمیشہ گریز فرمایا۔ اگر کوئی مرید ہونے آیا تو فوراً مرید نہ فرمایا، اگر کسی نے بہت اصرار کیا تو طلبِ صادق دیکھ کر سلسلے میں داخل فرمایا۔ اتنے گریز و پرہیز کے باوجود ایک بڑی تعداد آپ سے بیعت ہوئی۔ بلکہ دیارِ مرشد بریلی کے بیسیوں افراد آپ کے ذریعے سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، صفحہ 375

Marfat.com

مرید کرنے سے پہلے اچھی طرح چھان پھٹک کا مقصد فقط یہ تھا کہ لوگ رسمی بیعت نہیں بلکہ حقیقی بیعت کریں۔ آپ اپنے مریدین کی صورت وسیرت میں تبدیلی اور گفتار و کردار میں انقلاب کے خواہاں تھے۔ بوقت بیعت مریدین کو بدمذہبوں سے اجتناب نماز، روزے کی پابندی، رزقِ حلال اور طہارتِ کردار کی تلقین فرماتے تھے۔

ضروری ہدایات

زبانی تلقین کے علاوہ مریدین کو آپ جو مطبوعہ شجرہ عنایت فرماتے تھے، اس میں ضروری ہدایات کے عنوان سے مندرجہ ذیل نصائح ہوتے تھے۔

۱۔ مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین ہیں۔ سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، رافضی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم ہیں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن ومخالف جانیں۔ ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے۔ دین وایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں، ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دنیا کی عزت وزندگی دنیا تک ہی ہے۔ دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے، ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

۲۔ نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد و جماعت کا التزام بھی واجب ہے۔ بے نماز مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں۔ بے نماز وہی نہیں جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھوئے بے نماز ہے۔ کسی کی نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینا سخت ناشکری پرلے درجے کی نادانی ہے، کوئی آقا یہاں تک کافر بھی اپنے نوکر کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۳۔ جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں

Marfat.com

زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں، کاہلی نہ کریں، موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمے پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہوں مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب سے پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یونہی کہیں کہ سب سے پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے، اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں، قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن رات کی بیس رکعت ادا کی جاتی ہیں۔

(۴) جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے قضا کر لیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کر لی جائے اگلے قبول نہیں ہوتے۔

(۵) جو صاحب مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں، جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کریں، ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں۔ سال تمام ہونے پر حساب کریں اگر پوری ادا ہوگئی بہتر ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں اور اگر زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کرلیں اللہ عزوجل کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

(۶) صاحب استطاعت پر حج بھی فرضِ اعظم ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کی فرضیت بیان کر کے فرمایا وَمَنْ کَفَرَ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تارکِ حج کو فرمایا کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (والعیاذ باللہ تعالیٰ)۔

قرنطینہ وغیرہ کے مہمل اندیشوں کے باعث باز نہ رہے کہ دس بارہ دن کا روکا جانا، عذابِ عظیم جہنم کے برابر نہیں ہو سکتا جو حج نہ کرنے والے کے لیے ہے۔

(۷) کذب، فحش گوئی، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت، ریا، تکبر، داڑھی کتروانا، فاسقوں کی وضع قطع اختیار کرنا، ہر بری خصلت سے بچیں۔

(۸) اذان سنتے ہی نماز کو حاضر ہو جائیں۔

(۹) نماز اطمینان سے بروقت، باجماعت، باترتیب ادا کریں۔

(۱۰) مسجد میں باتیں مت کریں۔

Marfat.com

(۱۱) سنتوں کے بعد کچھ پڑھیں ورنہ چپ رہیں۔

(۱۲) نماز میں جب تک لوگ آپ کو خود امام نہ بنائیں، امام نہ بنیں۔

(۱۳) ہر بات میں امانت اور تقویٰ کو پیش نظر رکھیں۔

(۱۴) خدا کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھیں جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔

(۱۵) ہر مہینہ میں دو چار دن روزہ کے لیے مقرر کرلیں۔

(۱۶) نماز کے بعد کسی قدر وظیفہ پڑھا کریں۔

(۱۷) قرآن شریف کی تلاوت قضا نہ ہونے پائے۔

(۱۸) قبرستان کی زیارت اکثر کیا کریں۔

(۱۹) لھو ولعب سے پرہیز رکھیں۔

(۲۰) ہمسایہ کی کوئی برائی دیکھیں تو پردہ پوشی کریں۔

(۲۱) اہل بدعت سے بچتے رہیں۔

(۲۲) جو لوگ آپ سے ملنے آئیں، ان کے سامنے علمی تذکرہ کریں۔ اگر وہ اہلِ علم ہوئے تو فائدہ اٹھائیں گے ورنہ کم از کم ان کو آپ سے محبت پیدا ہوگی۔

(۲۳) تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد جائز ذرائع سے دولت حاصل کرنی چاہیے، پھر نکاح کرنا چاہیے لیکن اس وقت جب یقین ہو جائے کہ اہل وعیال کی تمام ذمہ داریاں اٹھالیں گے۔

(۲۴) عام آدمیوں سے خصوصاً دولت مندوں سے کم میل جول رکھیں ورنہ ان کو گمان ہوگا کہ آپ ان سے کچھ توقع رکھتے ہیں۔

(۲۵) بازار میں جا کر بے کار دکانوں پر نہ بیٹھیں۔

(۲۶) راستہ یا مسجد میں کوئی چیز نہ کھائیں۔

(۲۷) کوئی شخص جب تک سامنے نہ پکارے، مت جواب دیں۔

(۲۸) راستہ چلیں تو دائیں بائیں نہ دیکھیں۔

(۲۹) غسل خانہ میں باتیں مت کریں۔

(۳۰) عام آدمیوں میں بیٹھ کر وعظ نہ کہیں کیونکہ ایسے موقع پر واعظ اکثر جھوٹ بولنے پر مجبور

Marfat.com

ہو جاتا ہے۔

(۳۱) رشتہ داروں سے صلح رکھیں۔

جو ان سب باتوں کا عامل رہے گا اللہ و رسول کے وعدے سے اس کے لیے جنت ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین۔ (1)

مفتی صاحب کے مریدین کی حمیت دینی

رسمی بیعت کی بجائے حقیقی بیعت لینے، طریقت کو تجارت کی بجائے ہدایت کا ذریعہ بنانے کی نمایاں برکت یہ ظاہر ہوئی کہ مفتی صاحب کے مریدین علم و عمل اور تقوی و طہارت کی ایک مثال بن گئے۔ بالخصوص حمیت دینی و غیرت مذہبی کے حوالے سے سب سے بازی لے گئے۔ ان مریدان باصفا نے ناموس مصطفی ﷺ اور عظمت اسلام پر تن، من، دھن قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی غازی تاج دین بھی ہیں۔ آپ گلاب سنگھ پرنٹنگ پریس میں ملازم تھے۔ آپ کی ڈیوٹی رات کی ہوا کرتی تھی۔ غازی صاحب اپنے احباب کے ہمراہ رات کے پچھلے پہر سرکار دو عالم ﷺ کی نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک سکھ ملازم نعت خوانی کو تنقید کا نشانہ بناتا۔ غازی صاحب کے روکنے کے باوجود باز نہ آتا۔ ایک رات سکھ ملازم نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ اب معاملہ برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ غازی تاج دین نے اس گستاخ رسول کو جہنم رسید کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔ اگلی رات غازی صاحب نے خنجر خریدا اور ڈیوٹی پر چلے گئے۔ جب آدھی رات کے وقت حسب معمول ایک گھنٹے کا وقفہ ہوا تو غازی صاحب گستاخ سکھ کے سر پر پہنچ کر للکارے۔ پھر خنجر نکال کر اس پر پے در پے وار کیے۔ خون کا ایک فوارہ ابلا جو غازی صاحب کے کپڑے خون آلود کر گیا۔ واپسی پر چونکہ گیٹ بند تھا لہٰذا گیٹ کے قریب لگے ہوئے پیپل کے درخت پر چڑھ کر دیوار پھلانگی اور سیدھا اپنے شیخ طریقت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضری کے لیے جامع مسجد حنفیہ رضویہ پہنچ گئے۔

رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی لیکن حضرت مفتی صاحب کی ترنم کے ساتھ قصیدہ غوثیہ پڑھتی ہوئی آواز باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ غازی صاحب نے دستک دی تو اندر سے مفتی

Marfat.com

صاحب کی آواز آئی۔ ''تاج دین آگئے ہو'' ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مفتی صاحب پہلے سے ہی ناموس رسالت کے اس عظیم مجاہد کے انتظار میں تھے۔

مفتی صاحب نے تاج دین کو اپنے کپڑے پہنائے۔ اور ان کے خون آلود کپڑے خود دھوئے اور پھر آگ جلا کر سکھائے۔ پھر ان سے فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن کر گھر واپس تشریف لے جائیں۔

ادھر سکھ نے اپنے نزاعی بیان میں یہ کہہ دیا تھا کہ ''مجھے تاج دین سوڈیوال والے نے مارا ہے''۔ اس لیے پورے شہر میں پولیس جگہ جگہ ناکہ بندی کر کے غازی صاحب کو تلاش کر رہی تھی۔ غازی صاحب کا بیان ہے کہ ''میں ایک بیل گاڑی پر سوار ہرنا کے سے گزرتا گیا لیکن کسی نے مجھے نہ روکا''۔

ہفتہ عشرہ گزرنے کے بعد غازی تاج دین نے اپنے پیرومرشد کے حکم پر از خود گرفتاری دے دی۔ انگریز جج کی عدالت میں مقدمہ چلا۔ فیصلے کے دن صوفی صاحب نے اپنے شیخ طریقت کو پیغام بھیجا کہ وہ کورٹ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ مقررہ وقت پر مفتی صاحب عدالت تشریف لے گئے۔ عدالتی کارروائی مکمل ہونے کے بعد جب فیصلہ لکھنے کا وقت آیا تو عجیب صورت حال پیدا ہوگئی۔ یعنی انگریز جج فیصلہ لکھنے کے لیے قلم اٹھاتا، مفتی صاحب کی جانب دیکھتا، پھر رکھ دیتا۔ کافی دیر یہی سلسلہ چلتا رہا۔

بالآخر جج نے غازی صاحب سے پوچھا کہ آج جو یہ بزرگ عدالت میں تشریف لائے ہیں ان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ غازی صاحب نے بتایا کہ یہ میرے پیرومرشد ہیں۔ جج نے غازی صاحب کو باعزت بری کر دیا اور بری کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ جس وقت سزا کا فیصلہ لکھنے کے لیے قلم پکڑتا تھا تو ان بزرگوں کی آنکھوں سے ایسی آگ نکلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی جو مجھے بھسم کر دیتی۔ اس لیے مجھے رہائی کا فیصلہ لکھنا پڑا۔[1]

(1) یہ ایمان افروز واقعہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی نے راقم الحروف کو سنایا۔ باوجود کوشش کے احقر کو تاریخ دن معلوم نہ ہوسکا البتہ اتنا طے ہے کہ یہ واقعہ قیام پاکستان سے پہلے کا ہے۔

Marfat.com

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علمِ ھدیٰ کے واسطے
صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنیدِ باصفا کے واسطے
بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بو سعیدِ سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
احسن اللہ لھم رزقاً سے دے رزقِ حسن
بندہ رزّاق تاج الاصفیاء کے واسطے
نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ

Marfat.com

دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
طورِ (1) عرفان و علو و حمد وحسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے
دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے (2) عشقی عشقِ انتما کے واسطے
حب اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرالعلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے

(1) یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ خمسہ کے واسطے۔ اس میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سیدنا علی ہے اور طور عرفان بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنی بمناسبت نام پاک سید حسن اور حمد بمناسبت نام پاک سیدی احمد اور بہاء بمناسبت نام پاک حضرت سیدی بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم۔

(2) عشقی حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت رکھنے والے۔

Marfat.com

میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
یا الٰہی کر غلام جان کو اپنا غلام
کر غلام اپنا غلام مصطفیٰ کے واسطے
صدقہ ان اعیان کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں، عافیت اس بے نوا کے واسطے (1)

(1) محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، شجرہ طیبہ، ص 7

Marfat.com

اساتذہ ومشائخ

Marfat.com

باب 7

اساتذہ ومشائخ

اساتذہ کرام

الماس و یاقوت بے شک قیمتی ہوتے ہیں مگر الماس تراش کی تراش خراش انہیں کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہے۔ یونہی جلیل القدر علمائے کرام کی علمیت وقابلیت بھی ان کے اساتذہ کی مرہون منت ہے۔ کسی جید عالم کے علم وفضل کو اس کے اساتذہ کرام کے تذکرے سے علیحدہ رکھ کر کما حقہ سمجھا نہیں جا سکتا۔ حضرت فقیہ زماں مفتی محمد غلام جان ہزاروی کی علمیت وقابلیت کو بھی اسی پس منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا احمد جی سے حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیس سے زائد مقامات کا سفر کیا اور بیسیوں اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ اساتذہ کی یہ کثرت آپ کی علمی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی اساتذہ کی تعداد چار ہزار بیان کی گئی ہے اور یہ سعادت آپ کے نمایاں اوصاف میں شمار کی گئی ہے۔[1]

آپ نے اکثر علوم حضرت مولانا ظہور الحسین فاروقی اور حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی سے حاصل کیے۔ طریقت وسلوک کی تعلیم امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی سے حاصل کی اور انہیں سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت پائی۔

یاد رہے حضرت مفتی صاحب نے کسی بدمذہب[2] سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ ایک مرتبہ موضع کھیوال میں مولوی خان ملک کی علم صرف میں مہارت کا شہرہ سن کر اسے ''صرف کھیوالی'' سنانے کے ارادے سے گئے۔ مولوی خان ملک نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے بارے میں آپ کا عقیدہ دریافت کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے بلا جھجک فرمایا کہ میں تو اسے کافر مطلق سمجھتا

---

(1) ابوالحسن زید فاروقی، مولانا، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، صفحہ 88

(2) بعض تذکرہ نگاروں نے بدمذہبوں سے پڑھنے کا ذکر کیا ہے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔

Marfat.com

ہوں اور سنا ہے کہ وہ شخص مسیلمہ کذاب سے کم نہیں ہے، یہ سننا تھا کہ مولوی خان ملک بہت ناراض ہوا اور مرزا کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے اوصاف بیان کرنے لگا۔ مفتی صاحب جھٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور طلبہ سے کہنے لگے ایسی صرف سے سلام اور ایسے بدمذہب پر اللہ کی لعنت جو خدا اور پیغمبروں پر حملہ آور ہو۔ (1)

نوعمری اور طالب علمی کے دور میں ایسی راسخ الاعتقادی اللہ کی خاص نعمت ہے۔ بدمذہبوں سے شدید نفرت اور اہل اللہ سے سچی محبت کی یہ برکت ہے کہ آپ امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی جیسے مجدد ملت اور غوث الوقت کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت فقیہ زماں کے اساتذہ کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

آپ کی ولادت باسعادت 10 شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف میں ہوئی۔ اسم گرامی ''محمد'' رکھا گیا۔ تاریخی نام المختار (۱۲۷۲) اور پکارنے کے لیے آپ کے جدامجد مولانا رضا علی خان علیہ الرحمۃ نے ''احمد رضا'' تجویز کیا۔ (2)

خاندان

آپ کے اجداد میں سے حضرت سعید اللہ خان قندھار سے لاہور تشریف لائے۔ مغلیہ حکومت نے آپ کو شش ہزاری عہدہ پر فائز کیا بعد ازاں صوبہ دار مقرر کیا۔ آپ کی اولاد بھی نسل در نسل دربار شاہی میں نمایاں مناصب پر متمکن رہی۔ یہاں تک کہ حضرت مولانا رضا علی خان کے دور میں اس خاندان کا رجحان دنیاوی مناصب سے ہٹ کر دین کی خدمت کی جانب ہو گیا۔ حضرت مولانا رضا علی خان جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ولی کامل بھی تھے۔ آپکے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت کے والد محترم حضرت مولانا نقی علی خان اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، بے مثل

(1) محمد غلام جان ہزاروی، تذکرہ غلامیہ، صفحہ 36

(2) محمد صابر القادری نسیم بستوی، علامہ، مجدد اسلام بریلوی، صفحہ 37

Marfat.com

مناظر اور بے نظیر مصنف تھے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ [1] جن میں تفسیر الم نشرح، سرور القلوب اور جواہر البیان فی اسرار الارکان معروف ومقبول ہیں، الغرض اعلیٰ حضرت کا خاندان علم وعمل اور شریعت وطریقت میں نمایاں مقام کا حامل ہے۔

تعلیم وتربیت

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ابتدائی چند کتب حضرت مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں۔ شرح چغمینی کا کچھ حصہ مولانا عبدالعلی رام پوری سے پڑھا۔ بقیہ تمام تعلیم اپنے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خاں بریلوی سے حاصل کی اور تیرہ برس، دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو گئے۔ اسی دن مسئلہ رضاعت کے متعلق بالکل درست فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ [2]

فتویٰ نویسی

رضاعت سے متعلق آپ کے ارشاد فرمودہ درست فتویٰ سے آپ کے والد ماجد نے آپ کی ذہانت وفراست کا اندازہ لگا لیا اور اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت نے والد ماجد کی سپرد کردہ اس ذمہ داری کو نہایت خوبی سے نبھایا۔ ملک وبیرون ملک یہاں تک کہ حرمین شریفین سے آئے ہوئے سوالات کا جواب بھجوایا۔ نیز سوال جس زبان میں تھا جواب بھی اسی زبان میں عطا فرمایا۔ فتاویٰ رضویہ میں عربی، فارسی اور اردو فتاویٰ کے ساتھ انگلش میں بھی ایک فتویٰ موجود ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اگر سوال نظم میں ہے تو جواب بھی نظم میں اور اگر سوال نثر میں تو جواب بھی نثر میں دیا گیا ہے۔ فتویٰ نویسی کے فرائض آپ نے متواتر چون برس انجام دیئے جو کہ ایک ریکارڈ سے کم نہیں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد ہزار سے زائد ہے۔ جن میں ترجمہ قرآن کنز الایمان، مجموعہ نعت حدائق بخشش اور فتاویٰ رضویہ سرفہرست ہیں، عربی اور فارسی عبارات کے ترجمے اور حوالہ جات کی تخریج کے بعد فتاویٰ رضویہ 33 جلدوں میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے شائع کیا ہے۔

---

(1) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا نقی علی خان بریلوی، صفحہ 39

(2) بدر الدین احمد قادری رضوی، مولانا، سوانح امام احمد رضا، صفحہ 99

Marfat.com

بیعت وخلافت

جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ میں آپ حضرت سیدنا شاہ آل رسول علیہ الرحمۃ کے دست اقدس پر بعمر ۲۲ سال بیعت ہوئے۔ حضرت نے بے حد کرم کیا اور بیعت کرتے ساتھ ہی خلافت بھی عطا فرمادی۔ دیگر مریدین وحاضرین کو رشک ہوا اور عرض کیا حضور اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم احمد رضا کو کیا جانو، یہ فرما کر رونے لگے پھر فرمایا قیامت کے دن رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا۔[1]

علوم جدیدہ وقدیمہ میں مہارت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جن علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی ان کی تعداد ان کی اپنی تحریر کے مطابق 55 تک پہنچتی ہے۔[2] قابل غور بات یہ ہے کہ یہ مہارت فقط دینی ومذہبی علوم تک ہی محدود نہیں بلکہ جدید علوم میں بھی ہے۔ ریاضی کے مضمون میں آپکی قابلیت کا عالم یہ تھا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جن سوالات کے حل کے لئے جرمنی جانے کا تہیہ کر چکے تھے وہ آپ نے حل فرمائے۔ اس بات سے متاثر ہو کر ڈاکٹر ضیاء الدین نے کہا ''صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے۔''[3]

امام احمد رضا نے دنیا کے ہیئت دانوں کے نظریات کو چیلنج کیا۔ مثلاً آئزک نیوٹن، البرٹ آئین شٹائین، البرٹ ایف پورٹا۔۔۔ مؤخر الذکر کے نظریہ کو تو اس کے عہد میں باطل کر دکھایا اور ایک بڑا کارنامہ انجام دیا۔ آنے والوں کو مغرب کی اندھی تقلید سے محفوظ کر دیا۔[4]

عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء

عشق مصطفیٰ ﷺ تو آپ کے رگ وپے میں بسا ہوا تھا۔ آپ کے ہر ہر عمل سے اور تحریر

---

(1) نسیم بستوی، علامہ، مجدد اسلام بریلوی، صفحہ 48

(2) احمد رضا خان، امام، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ صفحہ 58

(3) محمود حسین بریلوی، دنیائے علم وفن اور امام احمد رضا مشمولہ سالنامہ معارف رضا، صفحہ 60

(4) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر، آئینہ رضویات، صفحہ 155

Marfat.com

کے ہر ہر لفظ سے اسی جذبے کا اظہار ہوتا تھا۔ یہی وہ جذبہ تھا جس کی بناء پر تمام مذاہب باطلہ کا رد کیا۔ بارگاہ رسالت میں کسی کی ادنیٰ سی گستاخی دیکھی تو فوراً ٹوکا اور سختی سے رد کیا۔ ایک مرتبہ مشورہ پیش ہوا کہ رد کرتے ہوئے زبان ذرا نرم رکھی جائے تو فرمایا "میری خواہش یہ ہے کہ سختی سے رد کرنے کی بناء پر مخالفین میرے دشمن بن جائیں اور مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیں اور یوں کم از کم اتنی دیر تو میرے پیارے آقا و مولیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے رکے رہیں۔"

دیگر معمولات

آپ کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لیے تھے، نہ کسی کی تعریف سے مطلب، نہ کسی کی ملامت کا خوف حدیث شریف "مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَان" کے مطابق آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لیے، مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لیے، کسی کو دیتے تو اللہ ہی کے لیے اور نہ دیتے تو بھی اللہ ہی کے لیے۔

ہفتہ میں دو بار جمعہ اور منگل کو لباس تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ ہاں اگر عید یا بقر عید یا عید میلاد النبی ﷺ یعنی بارہویں ربیع الاول کا دن جمعرات یا سنیچر کو پڑتا تو دونوں دن لباس تبدیل فرماتے۔

کتب احادیث پر دوسری کتاب نہ رکھتے۔ اگر کسی حدیث شریف کی ترجمانی فرما رہے ہیں اور درمیان میں کوئی شخص بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے۔ مجلس میلاد شریف میں ذکر ولادت شریف کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے۔ باقی شروع سے آخر تک ادباً دوزانو بیٹھے رہتے۔

ہنسنے میں کبھی ٹھٹھا نہ لگاتے، جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا لیتے، جس کی وجہ سے کوئی آواز پیدا نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے، نہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلاتے۔ خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال فرماتے۔

تصنیف و تالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے خیال سے خلوت میں تشریف رکھتے۔ پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ نماز با جماعت ادا فرمایا کرتے۔ باوجود یہ کہ بے حد حار مزاج تھے مگر کیسی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ عمامہ اور انگرکھے کے

Marfat.com

ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا نہ کیے۔ اکثر مکان سے ہی وضو کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔ وضو اور غسل میں بہت احتیاط فرماتے، آپ کے وضو کے لیے عموماً دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔ نماز سے فارغ ہو کر مکان تشریف لے جایا کرتے لیکن عصر کی نماز پڑھ کر حویلی میں چارپائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں بچھادی جاتیں۔ زیارت کا اشتیاق رکھنے والے حضرات کرسیوں پر بیٹھتے اور اپنی حاجتیں پیش کرتے، ان کی حاجتیں پوری کرتے، اگر کسی شخص کو کوئی چیز دیتے اور وہ بایاں ہاتھ بڑھاتا تو فوراً دست مبارک روک لیتے اور فرماتے داہنے ہاتھ میں لو، بائیں ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ (1)

وصال باکمال

دنیائے اسلام کا یہ عظیم انسان جس نے ملت اسلامیہ کو قعرِ مذلت سے نکال کر اوجِ ثریا تک پہنچایا۔ جس نے اپنی ناموس کو ناموس اسلام و ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر قربان کر دیا، جس کی عظمت کا عرب و عجم نے اعتراف کیا جس نے نصف صدی تک گلشن اسلام کو اپنے خون جگر سے سینچا۔ ہاں یہ عظیم انسان فریضہ تجدید و احیائے دین متین کی تکمیل کے بعد ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔ (2)

عیدگاہ میں ہزاروں افراد نے جنازہ کی نماز ادا کی اور عصر کی نماز کے بعد علم و عمل کے اس آفتاب جس کا مثل روئے زمین پر آفتابِ دنیا نے اس کے عہد میں نہ دیکھا تھا۔ اسی آفتاب کو زمین کے اندر روپوش کر دیا گیا۔ مزار اقدس بریلی شریف میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

ذکر رضا

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی کو وصال فرمائے ہوئے اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود دنیا کے گوشے گوشے اور کونے کونے میں آپ کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ کی یاد میں کانفرنسیں سیمینار، جلسے اور محفلیں منعقد کی جا رہی ہیں۔ جامعات میں آپ کے حالات و افکار اور خدمات پر ریسرچ کی جاری ہے۔ تقریباً پچیس فضلاء آپ کی سوانح کے مختلف پہلوؤں پر

(1) بدر الدین احمد قادری رضوی، مولانا، سوانح امام احمد رضا، صفحہ 20-119

(2) محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی، صفحہ 140

Marfat.com

تحقیق کے بعد پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں۔نیز کئی محققین مختلف یونیورسٹیوں میں ایم۔فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ جات لکھ رہے ہیں۔مصر کی عظیم یونیورسٹی جامعۃ الازہر میں بھی ایم فل کے دو مقالہ جات آپ کی فقہی خدمات اور عربی شاعری کے موضوع پر تحریر کیے جا چکے ہیں۔مصر ہی کے ایک فاضل ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے اعلیٰ حضرت کے مشہور زمانہ سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا منظوم عربی ترجمہ بنام ''المنظومة السلامیه فی مدح خیر البریة'' اور حدائق بخشش کا منظوم عربی ترجمہ بعنوان ''صفوة المدیح'' شائع کروادیا ہے۔(1)

اور یوں دنیا کے قریے قریے میں اعلیٰ حضرت کی عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے بقول شاعر

قریہ بہ قریہ کو بہ کو شہر بہ شہر اور جو بہ جو
تیرا ہی ذکر ہے رضا کوچہ بہ کوچہ، سو بہ سو

حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی

حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا محمد امجد علی اعظمی انڈیا کے مردم خیز قصبے گھوسی میں ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے(2) ابتدائی تعلیم قصبہ ہی میں حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء مولانا ہدایت اللہ خان جونپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مولانا جونپوری، مجاہد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی کے خاص شاگرد، علم و فضل میں فقید المثال بالخصوص معقولات و حکمت میں اپنی مثال آپ تھے۔انہوں نے حضرت صدر الشریعہ کو خوب پڑھایا اور خیر آبادی سلسلہ علم و حکمت کا وارث بنا دیا۔علوم عقلیہ سے فراغت کے بعد شیخ المحدثین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی سے صحاح ستہ کا درس اس محنت سے لیا کہ کمال حصول کی داد خود حضرت محدث سورتی نے ان الفاظ میں دی کہ ''مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے''(3) علم الادیان کی تکمیل کے بعد علم الابدان کی جانب متوجہ ہوئے اور دو سال حکیم عبدالولی کے پاس لکھنو رہ کر علم طب کی تحصیل و تکمیل کی۔

(1) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس برطانیہ، لمحہ بہ لمحہ رپورٹ، صفحہ 160

(2) شریف الحق امجدی، مفتی، صدر الشریعہ ایک جامع صفات ہمہ گیر شخصیت، مشمولہ ماہنامہ اشرفیہ، صدر الشریعہ نمبر، صفحہ 24

(3) بدر قادری، مولانا، حضور صدر الشریعہ، حیات و خدمات، صفحہ 47

Marfat.com

تدریس

تدریس کا آغاز ۱۳۲۴ھ میں مدرسہ اہل سنت پٹنہ سے کیا۔ جس کے مہتمم خلیفہ اعلیٰ حضرت قاضی عبدالوحید تھے۔ دو سال تک یہاں جم کر پڑھایا لیکن قاضی صاحب کے انتقال کے بعد منتظمین مدرسہ کے رویہ سے دلبرداشتہ ہو کر استعفیٰ دے دیا اور وطن لوٹ آئے۔ یہاں آپ نے خاندانی پیشہ طبابت شروع کر دیا۔ خدا داد صلاحیت کی بناء پر مطب نہایت کامیابی سے چل پڑا۔ ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں اپنے استاد حضرت محدث سورتی اور شیخ طریقت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی زیارت کے لیے عازم سفر ہوئے۔ جب حضرت محدث سورتی کی خدمت میں پہنچے تو وہ یہ جان کر نہایت غمگین ہوئے کہ ان کے لائق و فائق شاگرد نے تدریس چھوڑ کر مطب کھول لیا ہے۔ جب حضرت صدر الشریعہ رخصت ہو کر بریلی جانے لگے تو ایک خط اعلیٰ حضرت کی خدمت میں تحریر فرما کر دیا جس میں اعلیٰ حضرت سے مولانا امجد علی اعظمی کو خدمتِ علم دین کی جانب متوجہ کرنے کی گزارش کی گئی تھی۔

جب آپ امام احمد رضا محدث بریلوی کی خدمت میں محدث سورتی کا خط لے کر پہنچے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا "طبابت اچھا کام ہے کہ "العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان" لیکن اس میں صبح سویرے قارورہ دیکھنا پڑتا ہے۔" اس ارشاد میں جو روحانی تاثیر تھی، صدر الشریعہ کے دل میں اس کا گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ مطب چھوڑ کر بریلی شریف میں دینی کاموں میں مصروف ہو گئے۔ (1) اور ہمیشہ کے لیے تدریس دین کے لیے وقف ہو گئے۔ آپ نے درج ذیل مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ (۱) دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف (۲) دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف (۳) دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں (۴) مظہر العلوم بنارس۔

بیعت وخلافت

حضرت صدر الشریعہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے خلوص، تقویٰ اور علمی مقام سے متاثر ہو کر پٹنہ میں آپ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ شیخ طریقت کا دست مبارک تھام کر

---

(1) شریف الحق امجدی، مفتی، صدر الشریعہ ایک جامع صفات، ہمہ گیر شخصیت، مشمولہ ماہنامہ اشرفیہ، صدر الشریعہ نمبر، صفحہ 40

Marfat.com

آپ نے مقصودِ حیات پالیا۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں صبح وشام حاضری کی برکت سے علم وفضل کے پیکر پر معرفت وحقیقت کا رنگ چڑھنے لگا اور صدر الشریعہ کی شخصیت دو آتشہ بن گئی۔ بالآخر وہ موقعہ بھی آ ہی گیا کہ ۱۳۳۴ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت صدر الشریعہ کو بغیر کسی مطالبہ کے جملہ سلاسل کی اجازت تامہ وعامہ عطا فرمائی۔ اپنا خلیفہ مطلق کیا اور اپنا عمامہ سراقدس سے اتار کر حضرت صدر الشریعہ کے سر پر باندھا۔ (1) حضرت صدر الشریعہ پر اعلیٰ حضرت کی عنایات کا سلسلہ یہیں پر نہیں رکا بلکہ آپ کو قاضی شرع کے منصب پر فائز فرمایا۔ صدر الشریعہ کا لقب عطا فرمایا۔ دار العلوم منظر اسلام کا صدر المدرسین بنایا۔ اپنے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا تذکرہ یوں محبت سے فرمایا:

میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ پاتے یہ ہیں (2)

مرجع العلماء

حضرت صدر الشریعہ اپنی علمی قابلیت خصوصاً فقاہت کی وجہ سے مرجع العلماء تھے۔ برصغیر میں علماء کرام کو جب کسی دینی مسئلے میں دشواری پیش آتی تو اسے حل کرنے کے لیے آپ سے رجوع کرتے۔ جب ہم آپ سے فتویٰ لینے والوں کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں تو حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی، مولانا حشمت علی لکھنوی، مولانا سراج احمد مکھن پوری، حافظ ملت علامہ عبد العزیز محدث مبارکپوری، مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی اور مولانا غلام یزدانی اعظمی جیسے جید علماء کے نام نظر آتے ہیں۔

تصنیفات

تدریس کی جانگسل مصروفیات کے باوجود آپ نے نہایت مفید کتب کا تحفہ قوم کو عطا فرمایا۔ جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

(1) بہار شریعت: اردو زبان میں سترہ حصوں پر مشتمل اس کتاب کو اگر فقہ حنفی کا

(1) عبد المنان اعظمی، مفتی، حیات صدر الشریعہ، صفحہ 48

(2) احمد رضا خاں، امام، الاستمداد، صفحہ 79

Marfat.com

انسائکلو پیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب صرف پاک و ہند ہی نہیں پوری دنیا میں مقبول و معروف ہے۔ مختلف زبانوں میں ترجمہ کے بعد شائع ہو کر حضرت صدر الشریعہ کے لیے ثواب جاریہ کا سامان بن چکی ہے۔

(۲) فتاویٰ امجدیہ، چار جلدوں میں پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

(۳) التحقیق الکامل فی حکم قنوت النوازل

(۴) قامع الواھیات من جامع الجزئیات

(۵) اتمام حجت تامہ

(۶) اسلامی قاعدہ

(۷) حاشیہ شرح معانی الآثار

پہلی چھ کتب شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی ہیں جبکہ حاشیہ شرح معانی الآثار غیر مطبوعہ ہے۔

اخلاق و عادات

آپ شریعت و سنت کے پابند اور متقی و پرہیز گار عالم تھے۔ باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا فرماتے۔ روزانہ ایک پارہ کی تلاوت کرتے اور ایک حزب دلائل الخیرات شریف پڑھتے۔ بعد نماز جمعہ بلاناغہ سو مرتبہ درود رضویہ پڑھتے۔ نعت شریف نہایت ادب سے سنتے، بسا اوقات چشمانِ اطہر سے آنسو جاری ہو جاتے، ہر خاص و عام سے نہایت خوش اخلاقی سے ملتے خطوط کے جوابات نہایت پابندی سے دیتے، گھر پر آنے والوں کی مہمان نوازی کا اہتمام فرماتے، وقت کا بہت خیال رکھتے عزیز و اقارب سے ہمدردی اور صلہ رحمی فرماتے خاندان میں شکر رنجی ہوتی تو ملا دیا کرتے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن درج ذیل زیادہ نمایاں ہیں:

(۱) محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی

Marfat.com

(۲) حافظ ملت مولانا عبد العزیز محدث مبارک پوری۔

(۳) فقیہ زماں مفتی محمد غلام جان ہزاروی

(۴) مناظر اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی

(۵) امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی

(۶) مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن الہٰ آبادی

(۷) امین شریعت علامہ رفاقت حسین کانپوری

(۸) سید العلماء مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی

(۹) خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان برکاتی

(۱۰) خیر الاذکیا مولانا غلام یزدانی اعظمی

(۱۱) شیخ العلماء مولانا غلام جیلانی اعظمی (2)

(۱۲) شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری

(۱۳) شمس العلماء قاضی شمس الدین جونپوری وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

علاوہ ازیں یہ اعزاز بھی شاید صرف صدر الشریعہ ہی کو حاصل ہے کہ آپ کے تمام فرزندان عالم دین اور عالم گر ہیں۔ نہ صرف فرزندان بلکہ پوتے اور نہ صرف اولاد ذکور بلکہ اولاد اناث یعنی بیٹیاں اور پوتیاں بھی عالمات ہیں۔

وصال

حضرت صدر الشریعہ نے پہلے حج کی سعادت ۱۳۳۷ھ میں حاصل کر لی تھی۔ دوسری مرتبہ حج و زیارت حرمین شریفین کے ارادے سے نکلے تو دوران سفر بخار نے آلیا۔ سفر ملتوی کرنے کا مشورہ دیا گیا لیکن آپ نے یہ کہہ کر سفر جاری رکھا کہ ”اگر عمر کا پیمانہ لبریز ہو ہی چکا ہے تو اس سے بڑھ کر فیروز مند موت اور کونسی ہو سکتی ہے کہ راہ حبیب میں جان دے دوں۔ جب بمبئی پہنچے تو بخار نمونیہ میں تبدیل ہو گیا۔ بالآخر یہیں ۲ ذیقعدہ ۷ ستمبر بروز دوشنبہ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء کو ساڑھے بارہ بجے شب وصال فرمایا۔“

Marfat.com

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں (1)

استاذ العلماء مولانا ظہور الحسین فاروقی رام پوری

آپ حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رامپوری کے بھانجے تھے، ۱۸۵۷ء میں رامپور میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد مولانا نیاز اللہ فاروقی سے فارسی اور مولانا امداد حسین سے عربی نحو پڑھی، حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی سے اول تا آخر کتب معقولات کا درس لیا۔ دینیات حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین سے پڑھی۔ بعض کتب کا مولانا مفتی سعد اللہ سے درس لیا۔ صحاح ستہ کی سند حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن مراد آبادی سے پائی۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں صدر مدرس تھے۔ شمس العلماء مولانا عبدالحق خیر آبادی کو آپ کی درسی قوت وصلاحیت پر پورا اعتماد تھا، اپنے شاگردوں کو آپ کے سپرد کر دیتے تھے۔ تذکرہ کاملان رامپور میں ہے کہ ۱۳۱۹ھ میں شمس العلماء مولانا عبدالحق خیر آبادی نے مدرسہ عالیہ کے مدرسین کو نواب حامد علی خاں والی رام پور کے سامنے بغرض امتحان پیش کیا۔ مولانا کی باری آئی تو شمس العلماء نے ان سے ''قاضی'' سے الکلیۃ و الجزئیۃ قیل صفۃ العلم کے مطالب ومفاہیم بیان کرنے کے لیے فرمایا، آپ نے مالہ وما علیہ کے ساتھ ایسی تحقیق فرمائی کہ شمس العلماء نواب سے کہنے لگے ''قاضی پڑھانا اس کو کہتے ہیں۔''

مولانا حکیم برکات احمد نے حسرۃ العلماء میں آپ کو شمس العلماء کا خاص شاگرد لکھا ہے۔ ۱۳۲۲ھ میں نواب راندیر نے بلایا اور جماعت علماء کے ساتھ شاندار استقبال کیا۔ علماء ذوی الاحترام نے جلسہ عام میں شمس العلماء کا خطاب دیا۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ میں وفات ہوئی۔ تصانیف میں شرح قاضی مبارک، شرح میر زاہد، حاشیہ افق المبین ہیں، مگر ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ (2)

---

(1) محمد عطاء الرحمٰن قادری (راقم السطور) سیرتِ صدر الشریعہ، صفحہ 279

☆ حضرت صدر الشریعہ کے تفصیلی حالات کے لیے سیرتِ صدر الشریعہ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

(2) محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہلسنت صفحہ ۱۰۸ بتصرف

Marfat.com

ارشادنبوی

ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

بے شک عالم کو عبادت گذار پر یوں فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر۔

Marfat.com

سفرِ آخرت

Marfat.com

باب 8

سفرِ آخرت

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ کچھ لوگ زندہ رہ کر بھی مردوں کی طرح ہوتے ہیں اور کچھ مر کر بھی حیات جاوداں سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ بعض کی موت نشانِ عبرت بن جاتی ہے اور بعض کی وفات ایمان کی تازگی کا سبب قرار پاتی ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

نشانِ مردِ مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

حضرت فقیہ زماں مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی نے زندگی کے آخری لمحات تک تبلیغ و تلقین اور وعظ و ارشاد کی خدمات انجام دیں۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل سانس اکھڑنے کی تکلیف لاحق ہو گئی تھی لیکن یہ تکلیف بھی مستقل نہیں بلکہ کبھی کبھار ہوتی تھی۔

وراثت کی تقسیم

اہل اللہ انتقال سے پہلے ہی وقتِ وصال سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ مفتی صاحب کے حالات سے بھی کچھ ایسا ہی اظہار ہوتا ہے۔ آپ نے وصال سے چند دن قبل اپنی وراثت کی تقسیم شریعت کی رو سے فرمادی تھی اور یہ ساری تفصیلات تحریر فرما کر اپنے جانشین صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کے سپرد فرمادیں تھیں۔ قاضی صاحب نے وراثت کی تقسیم کے اس نقشے کو رخصت کی تیاری جانا اور رو دیے۔ جس پر حضرت مفتی صاحب نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا، ''یہ دنیا ناپائیدار ہے، سب نے جانا ہے، دین پر قائم رہنا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مسلک حقہ کو اپنائے رکھنا۔''(1)

(1) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا، قلمی یادداشت

Marfat.com

وصال باکمال

علم وعمل کا وہ آفتاب جس کی ضیاپاشیوں سے اہل لاہور عرصہ دراز سے منور ہو رہے تھے۔ آخر اس کی روپوشی کا وقت آ گیا۔ ۲۵ محرم الحرام، یکم اگست ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو آپ بظاہر بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور خدام سے گفتگو فرما رہے تھے۔ دوران گفتگو ہی اچانک آپ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیا اپنے بڑے صاجزادے سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا۔ کلمہ طیبہ وصلوٰۃ وسلام کا ورد شروع فرما دیا۔ اسی حالت میں عین اس وقت جب مؤذن نے ظہر کی اذان شروع کی تو آپ نے دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ إنا للہ وانا الیہ راجعون۔ مریدین ومعتقدین وفات کی خبر سنتے ہی جمع ہو گئے تھے جو رات بھر قرآن پاک اور درود شریف پڑھتے رہے۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اگلے دن بروز اتوار ہزاروں معتقدین اور علمائے کرام کے جلو میں جنازہ اٹھایا گیا۔ جنازہ کی نماز قبرستان میانی صاحب سے ملحق جنازگاہ میں ہونا قرار پائی۔ جنازے میں شمولیت کے لیے لاہور کے تمام دینی مدارس میں تعطیل کر دی گئی۔ جنازہ جب یونیورسٹی گراؤنڈ کے پاس پہنچا تو بادل چھا گئے اور بوندا باندی شروع ہو گئی۔ سخت گرمی میں یہ ہلکی بارش رحمتِ الٰہی ثابت ہوئی۔ سینکڑوں علمائے کرام جنازے میں شریک تھے جن میں حضرت مفتی عزیز احمد بدایونی، مولانا عبدالعزیز مزنگوی، شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی، شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی، مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مولانا سید انور شاہ، مولانا علامہ مہر دین اور مولانا مفتی محمد حسین نعیمی، سید محمد معصوم شاہ نوری نمایاں تھے۔ نماز جنازہ کی امامت، خلیفہ اعلیٰ حضرت، مفتیٔ اعظم پاکستان، مولانا علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی نے فرمائی۔ پھر حسب وصیت شہید ناموسِ رسالت غازی علم الدین شہید کے مزار کی جنوبی جانب سپرد خاک کیا گیا۔ یہاں آپ کے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن اور آپ کی اہلیہ محترمہ پہلے سے ہی مدفون تھیں۔

محافل ایصال ثواب

اگلے دن مسجد حنفیہ رضویہ اندرون ٹکسالی دروازہ میں میں قل شریف کی محفل ہوئی جس

Marfat.com

میں مریدین و معتقدین اور علماء و مشائخ کی بڑی تعداد نے شرکت فرمائی۔ قرآن خوانی کے بعد حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب نے شجرہ شریف پڑھا اور دعا فرمائی۔ پھر اپنے دست مبارک سے مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کی دستار بندی فرمائی۔

بریلی شریف میں حضرت مفتی صاحب کی رحلت کی خبر نہایت غم واندوہ کے ساتھ سنی گئی۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے مرکزی دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی جہاں حضرت دوران قیام بریلی امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے تھے۔ محفل ایصال ثواب منعقد کی۔ مرحوم کے لیے جنت الفردوس اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائی۔ مولانا ساجد علی خاں صاحب نے تقسیم شیرینی کا انتظام فرمایا۔ ایصال ثواب کی ایک محفل محلہ جسولی بریلی شریف کی جامع مسجد میں بھی منعقد کی گئی جس میں پسماندگان حضرت مولانا مفتی غلام جان صاحب مرحوم سے اظہار ہمدردی اور اُن کے لیے صبر و استقامت کی دعا کی گئی۔ (1)

10 اگست کو دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں ختم دسواں کا انعقاد ہوا۔ قرآن خوانی کے بعد ختم شریف ہوا اور تبرک تقسیم کیا گیا۔ پھر مدرسہ میں تعطیل کردی گئی۔ اسی دن مفتی صاحب کے مریدین مقیم در محلہ جسولی بریلی شریف جناب ولایت حسین صاحب، جناب محمد صدیق علی صاحب اور جناب محمد یوسف صاحب کے زیر اہتمام ایک محفل ایصال ثواب ہوئی جس میں بارہ قرآن پاک پڑھے گئے اور ختم شریف کے بعد تبرک تقسیم ہوا۔ (2)

حضرت مفتی اعظم کا تعزیتی مکتوب

شاہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کے نام تعزیتی مکتوب میں گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

عزیزی محمد یوسف سلمہ سے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا غلام جان صاحب قادری رضوی رحمہ المولیٰ تعالیٰ کی خبر انتقال پر ملال معلوم ہو کر صدمہ ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں

---

(1) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

(2) مکتوب جناب محمد یوسف بریلوی بنام قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

Marfat.com

جگہ دے اور آپ کو اور پسماندگان اعزہ، اقرباء، احباب، اصحاب کو صبر کی توفیق دے اور اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ ہر عزیز کی موت پر صدمہ تو ہوتا ہی ہے مگر ایسے عزیز کی موت کا غم جس کی موت گویا ایک جہان کی موت ہو کتنا عظیم صدمہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اس عرس شریف رضوی میں امسال ان کے تشریف لانے کا خیال انہی عزیز نے بتایا تھا۔ افسوس ہزار افسوس آج انہوں نے یہ خبر وحشت اثر سنائی انا للمولیٰ وانا والیہ راجعون [1]۔ بے شک ہم سب اسی کے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

آپ اگر عرس شریف میں شرکت کرتے تو خوب ہوتا۔ والدعا والسلام فقیر مصطفیٰ رضا ۱۸ صفر ۷۹ھ

حضرت محدث اعظم کا اظہار تعزیت

محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ تعزیت کے لیے مسجد حنفیہ رضویہ تشریف لائے اور فاتحہ خوانی کے بعد فرمایا، مفتی صاحب مرحوم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نشانی تھے، میں جب انہیں دیکھتا تھا تو اعلیٰ حضرت کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ آج یہ نشانی بھی ہم سے رخصت ہوئی۔ [2]

قطعۂ تاریخ وصال و مادہ ہائے تاریخ

حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے معارف آگاہ مفتی اعظم (۱۹۵۹ء) تاریخ عیسوی اور ''فوت شد مفتی جہاں'' (۱۳۷۹ھ) تاریخ ہجری کہی ہے۔ شاعر اہل سنت جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری نے احقر راقم الحروف کی گذارش پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وصال ارشاد فرمایا ہے:

امامِ اہلِ سنت کا خلیفہ
وہ ریحانِ ریاضِ اعلیٰ حضرت

---

(1) چونکہ یہ تحریر پوسٹ کارڈ پر ہے لہٰذا حضور مفتی اعظم نے اسم جلالت بوجہ ادب واحترام لکھنے سے اجتناب فرمایا ہے۔ یہ مکتوب شریف مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کے پاس موجود و محفوظ ہے۔

(2) محمد مظفر اقبال رضوی، مولانا قلمی یادداشت

Marfat.com

بلند اس کا مقامِ علم و دانش
مسلّم اس کی تدریسی مہارت
اسے حق نے محاسن سے نوازا
وہ تھا روزِ ازل سے با سعادت
کمالِ زہد و تقویٰ اس کو حاصل
مہِ اوجِ خلوص و للّٰھیت
شریعت کے حقائق سے وہ آگاہ
وہ تھا دانائے اسرارِ طریقت
اولوالعزمی کا، پیکر راستی کا
وہ تصویرِ جہاد و استقامت
تھا نصب العین اس کی زندگی کا
عروجِ دین و استحکامِ ملت
مطاع و مرجعِ اصحابِ تحقیق
وہ تکیہ گاہِ اربابِ بصیرت
خدائے پاک نے اس کو عطا کی
سخن گوئی، سخن فہمی کی دولت
وہ تھا اسلاف کی عظمت کا پرتو
وہ عکسِ حشمتِ پاکانِ امت
زبانِ گل فشاں نقارۂ حق
قلم اس کا تھا کشافِ حقیقت
ہماری محفلِ علم و ھدیٰ کی
ہوئی رونق فزوں اس کی بدولت
وہ اپنی ذات میں تھا اک ادارہ
بہت کی دینِ حق کی اس نے خدمت

Marfat.com

لحد ہو مہبطِ انوار اس کی
الٰہی ہو چمن زار اس کی تربت

فرید المرتبت باجاہ اس کی

۱۳۷۹ھ

رقم طارق نے کی تاریخ رحلت
دگر تاریخ طیب باغ دانش

۱۳۷۹ھ

عیاں ہے جس سے اس کا سال رحلت
نمود نور و علم و عشق و عرفاں

۱۳۷۹ھ

سنِ وصلِ غلامِ جانِ رحمت
وصال عبدِ حق آگاہ کا سال
کہا طارق نے نقش فوز و عظمت

۱۹۵۹ء (۱)

کون کہتا ہے کہ اولیاء مر گئے؟

کافی عرصہ بعد جب مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کی زیر نگرانی پختہ قبر شریف کی تعمیر شروع کی گئی تو غربی جانب سے مٹی کا تودہ گرا اور آپ کی بعد از وصال عظیم کرامت کا ظہور ہوا۔ آپ کا جسد اقدس تدفین کے اتنا عرصہ بعد بھی بالکل صحیح و سالم تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے بے تکلف مرید احمد دین نے دانتوں کو ہلا کر دیکھا تو وہ بھی اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم تھے اور کفن پر گلاب کے پھول بدستور تر و تازہ تھے مریدین و معتقدین بڑی تعداد میں زیارت کے لیے حاضر ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد گلاب و عطر کے چھڑکاؤ کے بعد قبر کو بند کر دیا گیا۔

---

(1) مکتوب جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری بنام مؤلف

Marfat.com

کون کہتا ہے کہ اولیاء مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اصلی گھر گئے

سالانہ عرس مبارک

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال ۲۵ محرم الحرام کو آپ کے صاحبزادے قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کے زیر اہتمام قبرستان میانی صاحب میں منعقد ہوتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے مرید صادق جناب محمد یوسف بریلی شریف میں آپ کا سالانہ عرس مبارک نہایت تزک واحتشام سے منعقد کرتے تھے۔ ایک عرس سراپا قدس کی روداد قاضی صاحب کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

۲۵ محرم کو حضرت مفتی محمد غلام جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوا جس میں حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت جیلانی میاں (مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں) تشریف لائے تھے۔ صبح قرآن خوانی ہوئی۔ بعد مغرب فاتحہ اور نعت وغیرہ بعد عشاء حضرت جیلانی میاں صاحب کی تقریر ہوئی۔ تقریر کے بعد میلاد شریف، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں غزل پڑھی۔ پھر فاتحہ ہوئی اور سارے محلہ میں تبرک تقسیم کیا۔ عرس بہت کامیاب رہا حضرت مفتی اعظم ہند کے رونق افروز ہونے سے عرس میں نورانی روشنی پیدا ہوگئی۔ (1)

(1) مکتوب جناب محمد یوسف بنام قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، محرم ۱۳۸۰ھ

Marfat.com

مناقب

پیا ہے جب سے پیمانہ غلامِ جان رضوی کا

(صوفی الہ دین نقشبندی)

پیا ہے جب سے پیمانہ غلامِ جان رضوی کا
مجھے کہتے ہیں دیوانہ غلامِ جان رضوی کا

کھلا ہے بابِ میخانہ غلامِ جان رضوی کا
پیو بھر بھر کے پیمانہ غلامِ جان رضوی کا

چلو اے تشنگان بادۂ وحدت پیو چل کر
رواں ہے فیضِ میخانہ غلامِ جان رضوی کا

نزولِ رحمتِ باری ہمیشہ جس پہ ہے جاری
مبارک ہے وہ کاشانہ غلامِ جان رضوی کا

غریب و بے کس و مضطر اگر آیا کوئی در پر
بڑھا دستِ کریمانہ غلامِ جان رضوی کا

یہی ہے حسرتِ ارماں کہ یہ میرا دلِ ویراں
بنے یا رب جلو خانہ غلامِ جان رضوی کا

محبت جن کو اہل اللہ سے ہوگی وہی دل سے
سنا کرتے ہیں افسانہ غلامِ جان رضوی کا

الہ دین اہل قیامت سب کہیں گے دیکھ کر مجھ کو
وہ دیکھو آیا دیوانہ غلامِ جان رضوی کا

---

(1) صوفی الہ دین نقشبندی نومسلم تھے، نہایت پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار تھے۔ مولانا ارشاد حسین رامپوری کے صاحبزادے مولانا ریحان حسین رامپوری سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔

Marfat.com

آباد رہے تیرا میخانہ......

(صوفی اللہ دین نقشبندی)

پیمانہ پہ دو بھر کر پیمانہ غلامِ جان
آباد رہے تیرا میخانہ غلامِ جان

تو گل ہے تو میں بلبل تو سرو تو میں قمری
تو شمع ہے میں تیرا پروانہ غلامِ جان

جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا
ہے خلد بریں تیرا کاشانہ غلامِ جان

آپ ہی نہیں سنتے تو پھر کون سنے میری
کس سے کہوں میں اپنا افسانہ غلامِ جان

پھر ہوش میں آنے کا میں نام نہ لوں اے دیں
کہہ دیں جو مجھے اپنا دیوانہ غلامِ جان

Marfat.com

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا

عزیزو کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نامِ والا غوثِ اعظم کا

جمیلِ قادری سو جان سے قربان ہوں مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوثِ اعظم کا

Marfat.com

باقیات صالحات

Marfat.com

باب9

باقیات صالحات

اولاد امجاد

سرکار دو عالم، نور مجسم، شفیع معظم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا فرمان عالی شان ہے کہ ''انسان جب مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں اور فائدہ پہنچاتی ہیں)''۔

(۱) صدقہ جاریہ

(۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو

(۳) اولاد صالحہ جو اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہو (مسلم)

حضرت فقیہ زمان مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اعزاز یہ ہے کہ ان کی زندگی سرکارِ دو عالم ﷺ کے بیان کردہ ان تینوں اعمال پر پورا اترتی ہے، یعنی صدقہ جاریہ اور علم نافع تو آپ کی کتب وتلامذہ کے ذریعے جاری وساری ہیں اور اولاد صالح کے ذریعے انہیں دعائیں بھی مسلسل پہنچ رہی ہیں۔

مفتی صاحب کی پہلی شادی محترمہ زینت رحمان صاحبہ سے ہوئی جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے، مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، اور مولانا قاری محمد اشرف فاروقی پیدا ہوئے۔ قاضی صاحب کی عمر ابھی چار سال ہی تھی کہ والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد بی بی رحیماں جان سے نکاح فرمایا جن سے چار صاحبزادے غلام صابر، محمد عثمان، محمد غفران اور غلام مصطفیٰ پیدا ہوئے۔ ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادوں محمد عثمان اور محمد غفران کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ جبکہ بقیہ چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی مفتی صاحب کے وصال تک بقید حیات تھے۔ سطورِ ذیل میں آپ کے صاحبزادگان کا اجمالی تعارف پیشِ خدمت ہے:

Marfat.com

مولانا صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

حضرت مفتی صاحب کے سجادہ نشین مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی ۹ جمادی الاولیٰ، ۸ اگست، ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء بروز جمعۃ المبارک بارہ بج کر پچیس منٹ پر لاہور میں پیدا ہوئے۔[1] تاریخی نام مظفر اقبال (۱۳۵۴) رکھا گیا۔

تعلیم و تربیت

۸ شوال المکرم ۱۳۵۸ھ/۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء بروز پیر شریف والد گرامی نے خود بسم اللہ شریف پڑھائی۔ قرآن مجید، فارسی نظم و نثر، صرف و نحو، فقہ منطق کی ابتدائی کتب بھی انہیں پڑھیں۔ بعدازاں مندرجہ ذیل مدارس میں تعلیم حاصل کی:

(۱) دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

(۲) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(۳) جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

(۴) جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد۔

اساتذہ کرام

مندرجہ ذیل جلیل القدر اساتذہ سے آپ نے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(۱) استاذ الاساتذہ مولانا علامہ عطا محمد بندیالوی

(۲) استاذ المحققین مفتی مہردین لاہوری

(۳) شارح بخاری مولانا علامہ غلام رسول رضوی

(۴) استاذ العلماء مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی

(۵) مولانا سید منور شاہ الوری

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری اشرفی شیخ الحدیث و امیر دارالعلوم حزب الاحناف سے درس حدیث لے کر سند تکمیل حاصل کی۔ فیصل آباد میں شیخ المحدثین،

(۱) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، تعارفی خاکہ حضرت مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، ص ا

Marfat.com

سید العرفاء، زبدۃ الاولیاء حضرت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی سے شرف تلمذ تو حاصل نہ ہو سکا لیکن زیارت کا شرف ضرور ملتا رہا۔ آپ قاضی صاحب پر خصوصی شفقت فرماتے اور تعلیم و تربیت اور قیام و طعام کا خصوصی خیال رکھتے۔

میٹرک و دیگر علوم

فراغت کے بعد لاہور بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ فارسی فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ پھر ''العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان'' کے تحت علم طب کا امتحان پاس کیا اور سند حاصل کی۔

تدریس

لاہور کی تاریخی دینی درس گاہ جامعہ نعمانیہ اندرون ٹکسالی گیٹ میں حضرت علامہ مفتی محمد اعجاز ولی خاں کی زیر سرپرستی ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۴ء پانچ سال تدریس کے فرائض انجام دیے۔ ۱۳۹۲ھ میں مفتی اعجاز ولی خاں صاحب نے آپ کے تلامذہ کا امتحان لے کر مندرجہ ذیل تاثرات تحریر فرمائے۔

''فقیر نے طلبہ درجہ کتب متعلقہ حضرت مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کا امتحان لیا۔ ماشاءاللہ پوری محنت و جانفشانی سے طلبہ کو تیاری کرائی گئی۔ تعلیمی حالت تسلی بخش ہے۔''

۱۹۷۷ تا ۱۹۸۱ء پانچ سال تک جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پاپڑ منڈی لاہور میں تدریس فرمائی۔ بعدازاں اپنی تبلیغی و سیاسی مصروفیات کی وجہ سے باقاعدہ طور پر تدریسی سلسلہ جاری تو نہ رکھ سکے تاہم اپنے والد گرامی کی تعمیر کردہ جامع مسجد حنفیہ رضویہ میں طالبان علم کی علمی تشنگی مٹاتے رہے۔ یہ سلسلہ تدریس و وعظ و ارشاد آج بھی جاری و ساری ہے۔

خطابت

قلب لاہور کے عظیم تاریخی اور مشہور تحریکی مرکز جامع مسجد حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ المعروف اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ میں عرصہ دراز سے قاضی صاحب خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ کا خطبہ جمعہ حق گوئی و بے باکی کی اعلیٰ مثال ہے۔ جب

Marfat.com

آپ بدعقیدہ لوگوں کی گستاخیوں پر شیر کی طرح گرجتے اور برق کی طرح برستے ہیں تو بدمذہبوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ حکمرانوں کے غیر شرعی کاموں پر اعلانیہ تنبیہ کرتے ہیں۔ کئی دفعہ ڈرانے دھمکانے اور ترغیب و تحریص کے ذریعے آپ کو اعلانِ حق سے روکنے کی کوشش کی گئی، قاتلانہ حملوں کے پروگرام بھی بنتے اور ناکام ہوتے رہے۔ لیکن آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کہنے کی عادت ترک نہ کی۔ آپ کی انہی خصوصیات کی بنیاد پر حکیم محمد موسیٰ امرتسری آپ کو "مردِ قلندر" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ آپ کا یہ طرزِ عمل اقبال کے اس شعر کا آئینہ دار ہے:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اونچی مسجد کے قریبی علاقہ میں منکرین شانِ صحابہ محرم الحرام میں اپنی مجالس منعقد کرتے ہیں۔ جناب قاضی صاحب نے عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اظہار کے لیے سالانہ دس روزہ نورانی محافل کا آغاز فرمایا۔ جس میں ہر دس روز جید علمائے اہل سنت اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں۔ پہلے اجلاس میں اہل سنت کو تنظیمی و تحریکی شعور بخشنے والے معروف عالم دین، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے شرکت فرمائی تھی۔ تادم تحریر ۲۴ سالانہ نورانی محافل منعقد ہو چکی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ دو محافل میں احقر راقم الحروف کو بھی خطاب کرنے کی سعادت مل چکی ہے۔ اسی مسجد میں قاضی صاحب نے تاریخی حقوقِ اہل سنت کانفرنس اور فکرِ رضا کانفرنس کا انعقاد کیا۔ علاوہ ازیں مسجد حنفیہ رضویہ میں یوم سیدنا صدیق اکبر، عرسِ امامِ اعظم، اور یومِ رضا کے اجلاس بھی آپ کے زیرِ اہتمام نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔

بیعت و خلافت

قاضی صاحب نے ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء کو شاہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں سے بذریعہ خط بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں حضرت مفتی اعظم نے حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی اجازت و خلافت سے نوازا۔ اسی سال آپ نے حج بیت اللہ و زیارت

Marfat.com

روضہ مصطفیٰ ﷺ کا شرف حاصل کیا۔ مدینہ منورہ حاضری کے دوران حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ کی زیارت و اکتسابِ فیض کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے وظائف و معمولات پر کاربند ہیں لیکن کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے مرید کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

ملی و سیاسی خدمات

قاضی صاحب کی ملی، سیاسی، سماجی خدمات اہل سنت کے لیے سرمایہ افتخار ہیں۔ یہ مختصر تحریر ان کے تفصیلی بیان کی متحمل نہیں۔ مشتے نمونہ ازخروارے کے طور پر چیدہ چیدہ چند نمایاں خدمات درج ذیل ہیں:

آپ اوائل عمری میں ہی اہل سنت کی ممتاز مذہبی و سیاسی جماعت، جمعیت علمائے پاکستان میں شامل ہوگئے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں آپ کو مجلس عمل جمعیت علمائے پاکستان کا ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا جبکہ کنوینر مفتی محمد حسین نعیمی تھے۔[1] ۱۹۷۰ء میں شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کی قیادت میں تمام سنی متحد ہوگئے۔ آپ کو ضلع لاہور کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے دور نظامت میں تنظیمی امور پر خصوصی توجہ دی اور پورے لاہور میں تنظیم سازی کے ذریعے ہزاروں افراد کو جمعیت کا رکن بنایا۔[2]

تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک ختم نبوت میں دور طالب علمی کے باوجود آپ نے حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کی قیادت میں مردانہ وار حصہ لیا۔ پھر تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں آپ نے قائم مقام سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کی حیثیت سے نمایاں کردار ادا کیا۔ تقریباً ہر جلوس میں آپ پیش پیش رہے۔ گرفتار اور زخمی ہونے والوں کی نگہداشت کا فریضہ انجام دیا۔ عاشقان مصطفیٰ کی یہ کوششیں رنگ لائیں بالآخر حکومت نے قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

---

(1)Mujeeb Ahmad, Jamiyyat Ulama-i-Pakistan (1948-1979) P. 28

(2) ہفت روزہ قندیل، لاہور، ص ۲۴

Marfat.com

اردو میں نماز کے خلاف احتجاج

مسعود کھدر پوش ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب نے اردو میں نماز پڑھنے کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ اس کے خلاف آپ نے علماء کی منظم تحریک میں حصہ لیا جس کی قیادت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری نے فرمائی۔ حزب الاحناف میں احتجاجی جلسے کے بعد رات ایک بجے احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ جو مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا نماز فجر کے وقت قلعہ گوجر سنگھ پہنچا۔ دوپہر ایک بجے گورنر پنجاب نے علامہ سید محمود احمد رضوی کی قیادت میں مولانا غلام علی اوکاڑوی اور مولانا سلیم اللہ اور میاں غلام قادر پر مشتمل وفد کا مطالبہ تسلیم کیا اور ایک ہفتہ بعد مسعود کھدر پوش کو سبکدوش کر دیا گیا۔ (1)

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ

نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا نعرہ لے کر اٹھنے والی تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ضلع لاہور کے صدر اور قائم مقام سیکرٹری جنرل صوبہ پنجاب کی حیثیت سے آپ نے تحریک میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ مسلم مسجد لاہور کے جس جلسہ میں پولیس نے جوتوں سمیت گھس کر شرکائے جلسہ پر لاٹھی چارج کیا تھا اس میں آپ موجود تھے۔ ناموس رسالت کے ایک ستر سالہ مجاہد کو بچاتے ہوئے آپ بھی پولیس کی لاٹھیوں کا نشانہ بنے۔ یونہی پنجاب اسمبلی کے گھیراؤ اور اسلام آباد کی جانب لانگ مارچ میں بھی آپ پیش پیش رہے۔

سنی کانفرنس

آپ نے سنی کانفرنس دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ، ۱۹۷۰) اور سنی کانفرنس ملتان (۱۹۷۸) کے انتظام و انصرام میں بمع رفقاء پرجوش حصہ لیا۔ میلاد مصطفیٰ کانفرنس مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ، ۱۹۷۹ء) میں آپ نے لاہور کی ضلعی تنظیم کی جانب سے پچاس ہزار روپے کانفرنس کے انتظامات کے لیے عطیہ کیے۔ آپ کانفرنس کی مجلس منتظمہ کے ممبر تھے۔ آپ کی تنظیمی صلاحیتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے نشر و اشاعت کمیٹی کا چیئرمین بھی نامزد کر دیا گیا۔ قلیل وقت کے باوجود آپ نے بیس ہزار پوسٹر، ڈیڑھ لاکھ ہینڈ بل، ایک لاکھ پٹیاں اور ڈیڑھ لاکھ بیجز شائع کروائے۔ (2)

---

(1) ہفت روزہ ترجمان سواد اعظم، ص ۲۸

(2) ماہنامہ فیضان لاہور، ص ۴۱، اپریل، مئی ۱۹۷۹ء

Marfat.com

یارسول اللہ کانفرنس

۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو عالمگیری بادشاہی مسجد لاہور میں مصر کے معروف قاری عبدالباسط کی آمد کے موقع پر کسی عاشق رسول نے نعرہ رسالت بلند کیا۔ جواب میں کسی بد بخت نے مردہ باد کا نعرہ لگایا۔ (استغفر اللہ، معاذ اللہ) قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مسجد میں موجود تھے۔ آپ نے فوراً اس گستاخ رسول کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ لیکن افسوس شاہی مسجد کے سرکاری خطیب عبدالقادر آزاد کے ایماء پر اس گستاخ کو بھگا دیا گیا۔ اس ایمان سوز واقعہ کے خلاف آپ نے تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ پھر علامہ سید محمود احمد رضوی کی زیر سرپرستی بادشاہی مسجد میں تاریخ ساز عظیم الشان یارسول اللہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جہاں معاذ اللہ مردہ باد کا نعرہ لگایا گیا تھا اسی بادشاہی مسجد کے درودیوار نعرہ رسالت سے گونج اٹھے۔

گستاخ رسول کی گرفتاری کے لیے اعلیٰ عدالتوں میں مقدمات دائر کئے گئے، دلائل و براہین پیش کرنے کے لئے وکلاء کی آپ نے بھرپور معاونت فرمائی۔ (1)

سنی تنظیمات کی سرپرستی

آپ نے جماعت اہل سنت، جمعیت علمائے پاکستان، مرکزی مجلس رضا، تحریک میلاد مصطفیٰ، تحریک تحفظ مقدس صفحات، سنی تحریک، دعوت اسلامی سمیت تمام تنظیموں کو اپنی تنظیم سمجھا۔ لاہور میں امیرِ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری کی قیادت میں ۳۲ افراد پر مشتمل دعوت اسلامی کا جو اولین قافلہ آیا تھا، اس کا قیام اونچی مسجد میں ہی ممکن ہوا اور دو سال تک اجتماع بھی یہیں ہوتا رہا۔ اس کی تشہیر میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ کراچی کے سالانہ اجتماع میں سینکڑوں افراد کے ہمراہ جاتے رہے۔ سنی تحریک کا اولین دفتر اونچی مسجد میں قائم ہوا اور محمد سلیم قادری سمیت تمام قائدین یہیں تشریف لاتے رہے۔ تحریک میلاد مصطفیٰ ٹکسالی گیٹ نے حال ہی میں مفتی غلام جان ہزاروی لائبریری بنائی ہے۔

---

(1) محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، تعارفی خاکہ حضرت مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، ص ۶

Marfat.com

سنی ایکشن کمیٹی

۲۰۰۱ء میں سنی تحریک کے سربراہ جناب محمد سلیم قادری کو شہید کر دیا گیا اس ظلم و بربریت کے خلاف سنی تحریک کا احتجاجی جلوس داتا دربار سے باہر نکل رہا تھا کہ ایک ڈی۔ ایس۔ پی نے آگے بڑھ کر روکنے کی کوشش کی۔ قاضی صاحب نے اسے بہتیرا سمجھایا کہ جلوس پرامن ہے پر وہ نہ مانا اور جلوس روکنے پر مصر رہا۔ قاضی صاحب نے یہ دیکھ کر اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا بس پھر کیا تھا پولیس نے لاٹھی چارج شروع کر دیا اور سنی تحریک کے کارکنان کے تعاقب میں جوتوں سمیت داتا دربار میں داخل ہوگئی۔ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس کی ہزار سالہ تاریخ میں بے حرمتی کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اس بے ادبی کے خلاف سنی ایکشن کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا چیئرمین بالاتفاق حضرت قاضی صاحب کو بنایا گیا۔ اس کمیٹی کی کامیاب احتجاجی جدوجہد کے نتیجے میں ڈی ایس پی کو معطل کر دیا گیا۔

اخلاق وعادات

قاضی محمد مظفر اقبال رضوی نہایت سادہ اور منکسر المزاج شخصیت ہیں۔ مہمان نوازی، ہمدردی، غریب پروری، اخلاص، مروت، متانت اور شجاعت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف ہیں۔ علماء و مشائخ اور عوام اہلِ سنت سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ مطالعہ کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ اخبار بینی باقاعدگی سے کرتے ہیں۔ باخبر رہتے ہیں اور باخبر رکھتے ہیں۔ اہل سنت کے باہمی رابطے پر بہت زور دیتے ہیں۔ احقر راقم الحروف کے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ آپ گفتار کے غازی نہیں بلکہ کردار کے غازی ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے نیشنل گارڈ میں اپنا نام درج کرایا۔

یہ آپ کی وسیع دینی خدمات کا مختصر تذکرہ ہے۔ مولائے کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے طفیل آپ کے علم و عمل صحت و عمر میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور آپ کا سایہ شفقت تادیر سلامت رکھے آمین۔

قاری محمد اشرف فاروقی

۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ صرف ونحو وفقہ کی ابتدائی کتب والد ماجد سے

Marfat.com

پڑھیں۔اس کے بعد ایم۔اے اسلامیات کیا۔ایم۔ایڈ کیا۔گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔تنظیم اساتذہ پاکستان لاہور کے جنرل سیکرٹری رہے۔قاضی محمد مظفر اقبال رضوی کی عدم موجودگی میں جامع مسجد حنفیہ رضویہ میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔سماجی اور فلاحی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔۳ جولائی ۲۰۰۱ کو دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ جنازے میں علمائے کرام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ جنازہ کی نماز قبرستان میانی صاحب میں ہوناتھی۔راستہ بھر جنازے کے جلوس کے ہمراہ قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا رہا۔ جنازے کی امامت کے فرائض حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی نے ادا کیے۔پھر قبرستان میانی صاحب میں مفتی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

غلام صابر

یکم فروری ۱۹۴۸ء/ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔فارسی اور صرف و نحو کی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔شارح بخاری حضرت علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ سے بقیہ نحو کی کتب اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔بعدازاں اسلامیات اور پولیٹیکل سائنس میں ایم۔اے کیا۔محکمہ اوقاف میں ملازمت اختیار کی اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔۲۸ شعبان/ ۲۲ ستمبر ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء بروز جمعہ انتقال فرمایا اور قبرستان میانی صاحب میں مفتی صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

غلام مصطفیٰ

آپ ایم۔اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ تاحال وہیں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

Marfat.com

اسمائے گرامی مشائخ قادریہ رضویہ

اسمائے گرامی	وصال	مزار شریف
سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ	نجف اشرف
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ	کربلا معلیٰ
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ	۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ	بغداد شریف
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۹ صفر المظفر ۲۰۳ھ	مشہد مقدس
شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ	۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ	بغداد شریف
شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ	۱۳ رمضان ۲۵۳ھ	بغداد شریف
شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ	۲۷ رجب ۲۹۸ھ	بغداد شریف
شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ	۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ	بغداد شریف
شیخ عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ	۲۶ جمادی الاخریٰ ۴۲۵ھ	بغداد شریف
شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ	۳ شعبان ۴۴۷ھ	بغداد شریف
شیخ ابوالحسن علی الہکاری رضی اللہ عنہ	یکم محرم ۴۸۶ھ	بغداد شریف
شیخ ابوسعید مخرمی رضی اللہ عنہ	۲۷ شعبان ۵۱۱ھ	بغداد شریف
سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ	بغداد شریف
شیخ تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ	۶ شوال ۶۲۳ھ	بغداد شریف
شیخ ابوصالح نصر رضی اللہ عنہ	۲۷ رجب ۶۳۲ھ	بغداد شریف
شیخ محی الدین ابونصر رضی اللہ عنہ	۲۲ ربیع الاول ۶۵۶ھ	بغداد شریف

Marfat.com

شیخ سید علی رضی اللہ عنہ	۲۳ شوال ۷۳۹ھ	بغداد شریف
شیخ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ	۱۳ رجب ۷۶۳ھ	بغداد شریف
شیخ سید حسن رضی اللہ عنہ	۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ	بغداد شریف
شیخ سید احمد جیلانی رضی اللہ عنہ	۱۹ محرم ۸۵۳ھ	بغداد شریف
شیخ بہاؤالدین رضی اللہ عنہ	۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ	دولت آباد، دکن
شیخ سید ابراہیم رضی اللہ عنہ	۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ	دہلی
شیخ محمد بھکاری رضی اللہ عنہ	۹ ذیقعد ۹۸۱ھ	کاکوری شریف
قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ	۲۲ رجب ۹۸۹ھ	نیوتنی، لکھنؤ
شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ	یکم شوال ۱۰۴۷ھ	جہاں آباد
شیخ سید محمد رضی اللہ عنہ	۶ شعبان ۱۰۷۱ھ	کالپی شریف
شیخ سید احمد رضی اللہ عنہ	۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ	کالپی شریف
شیخ سید فضل اللہ رضی اللہ عنہ	۱۴ ذیقعد ۱۱۱۱ھ	کالپی شریف
شاہ سید برکت اللہ رضی اللہ عنہ	۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ شریف
شاہ سید آل محمد رضی اللہ عنہ	۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ شریف
شاہ سید حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۴ محرم ۱۱۹۸ھ	مارہرہ شریف
شاہ آل احمد اچھے میاں رضی اللہ عنہ	۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ شریف
شاہ سید آل رسول رضی اللہ عنہ	۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ	مارہرہ شریف
حضرت ابوالحسین احمد نوری	۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ	مارہرہ شریف
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ	بریلی شریف
حضرت مفتی غلام جان ہزاروی	۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ	لاہور

Marfat.com

نوادرات

Marfat.com

سند التکمیل لمن اکمل التحصیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار العلوم منظر اسلام سے ملنے والی سند کا عکس جس پر امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مہر واضح ہے۔

Marfat.com

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

تازیانہ بر فرق جہول زمانہ

الحمد للہ یہ رسالہ وہابیوں کو غیظ و غضب میں لانے والا احناف کا چالا چار سو کا قبالہ مسئلہ جواز حیلہ اسقاط و مسئلہ جواز جماعت ثانیہ و مسئلہ جواز شہادتین کا کفنی پر لکھنا و مسئلہ جواز دعا بعد نماز جنازہ۔ ہر چہار مسائل کا ثبوت قرآن پاک و حدیث سرور کائنات و کتب فقہ حنفیہ احناف سے کیا گیا با مصدقہ علمائے کرام اہلسنت و جماعت

لاہور سے باسم

سنہ ۱۳ھ ۱۶ر شعبان | سنہ ۱۹۵۱ء ۲۳ر مئی

القول المحتاط فی جواز الحیلۃ فی الاسقاط

یہ مبارک فتویٰ

حق کا حامی و مددگار وہابیہ کے خلاف ننگی تلوار جس میں انکے عقائد و مکائد کا پورا اظہار مؤلفہ ابو المظفر مولانا مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی ثم اللاہوری خطیب و متولی اونچی مسجد تلا جال اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور و سابق مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور پاکستان۔

باہتمام

قاضی عبد القدوس صاحب مظفر آبادی

امیر پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ۔ لاہور

Marfat.com

من تبعنی نجی امن من عذاب اللہ من دخل

عذاب قبر سے نجات

الحمد للہ کہ تلقین واذان علی القبر کے

جواز میں یہ مبارک فتویٰ جسمیں نصاً

کتب معتبرہ سے ثابت کردیا گیا ہے کہ تلقین و اذان جائز و

درست ہے جسکے ضمن میں موتی کے سماع کا مسئلہ بھی حل ہوگیا - اور یہ بھی ثابت کردیا گیا

کہ مصر میں متعدد جگہ نماز جمعہ کا ادا کرنا جائز و مشروع ہے اور اسکا خلاف اصلاً جائز نہیں

ہے

فتوائے جواز
تلقین واذان علی القبر و تعداد
جمعہ فی مساجد المصر

کو مولانا مولوی **محمد غلام جان** صاحب قادری سنی حنفی ہزاروی

الاوگرہوی نے لکھا - اور مولانا مولوی **کمال الدین** صاحب چشتی

سنی حنفی بلوچستانی متوطن ڈیرہ غازیخان

نے علمائے کرام احناف کے دستخط کراکر

اپنی کوشش وسعی

سے

مطبع مقبول عام پریس لاہور میں باہتمام منشی غلام محمد

چھپواکر شائع کیا

ملنے کا پتہ مولوی محمد غلام جان اندرون کتابیہ دروازہ مسجد بیرنی ال

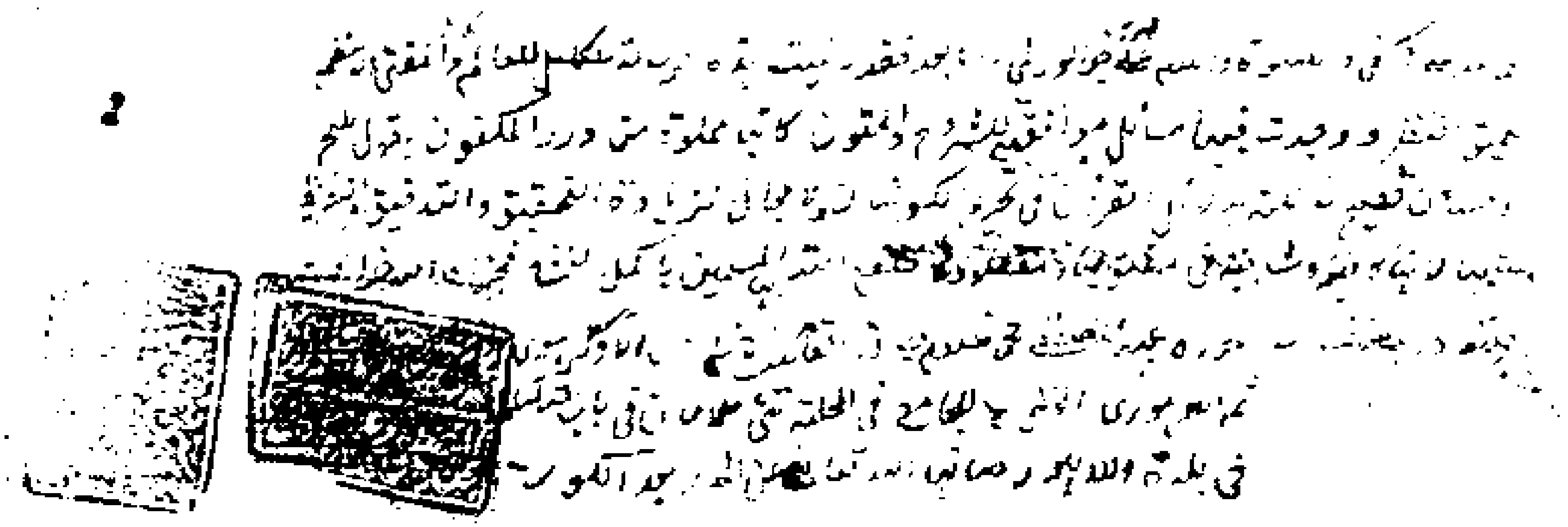

مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے ایک رسالہ پر فقیہِ زماں کی عربی زبان میں تقریظ کا عکس۔

Marfat.com

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته - يا بني اوصيك وصية موجزة لله تعالى - فاستمعه
فاستمعه بسمع القبول - فان قبلت فجزاك الله خير الجزاء فانه
يهديك الى صراط مستقيم - والا فعفاك الله خير العفو -
الاول بتقوى الله واتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم
على حسب الاستطاعة حتى يطابق [illegible] فانه
موجب النجاة من عذاب اليم -
والثاني بتعلم العلم لقوله عليه الصلوة والسلام العلم عزة
الدنيا وشرف الآخرة - وقوله عليه الصلوة والسلام اغد عالما او متعلما
او مستمعا او محبا ولا تكن خامسا فتهلك وقال عليه الصلوة والسلام
الذين يعلمون العلم درجات - وقال عليه الصلوة والسلام يدعوا
للعالم كل شيئ حتى السمك في البحر وغيرها من الاحاديث في هذا
الباب كثيرا لا تعد ولا تحصى - وقال الشيخ [illegible]
[illegible] ومذهب آبائنا الاولين - ووجدته [illegible]
[illegible] في هذا الباب ووجدتك [illegible]
وصرفت [illegible] فهمته صراحته وكنايته
واشارته ودلالته [illegible] - وعجبت عليك وقتا فوقتا
بل مرارا كثيرا لتكون عالما كاملا وفاضلا جيدا لهذا الغرض [illegible]
الى الليل [illegible] وغيرها [illegible] عليك فعليهم [illegible]
وتدبر ولا تكن من الغافلين وعاقبتك هذا [illegible]
وما علينا الا البلاغ - [illegible]
عبده المذنب [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

فقیہ زماں حضرت مفتی صاحب کا عربی زبان میں قاضی مظفر اقبال رضوی کے نام خط جس میں توجہ کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی پرزور تاکید کی گئی ہے۔

Marfat.com

تہنیت عید الفطر

قاضی پونچھ مفتی صدر الاسلام کی منظوم تہنیت عید الفطر

Marfat.com

(۳)

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ رجسٹرڈ ایل ۱۱۶ ۸ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

اہل سنت وجماعت کی مذہبی تبلیغی خبریں

انتقال پُرملال - لاہور ۲۵ محرم الحرام - حضرت مولانا مفتی غلام جان صاحب خطیب امام بیری والی مسجد اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اہل سنت کے ایک بزرگ عالم اور سیدنا اعلیٰحضرت بریلوی کے خلیفہ مجاز و خاص محبین میں سے تھے۔ آپ کے جنازہ کیساتھ بکثرت علماء و احباب اہل سنت تھے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ مولانا مرحوم کے لئے ایصال ثواب کریں اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ (قاضی محمد مظفر اقبال لاہور)

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ـــ ۰ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

لاہور [illegible] اعلیٰحضرت عظیم البرکت [illegible] عرس مبارک [illegible] مولانا الحاج محمد [illegible] صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] کا انعقاد [illegible] اور جمعرات کے روز ہوئے۔ (نامہ نگار)

ایصال ثواب بریلی شریف مولانا الحاج مفتی غلام جان صاحب لاہوری (علیہ الرحمۃ) کے انتقال پرملال کی خبر یہاں پر نہایت غم و اندوہ سے سنی گئی چنانچہ [illegible] اعلیٰحضرت شیخ عالم منار حضرت مولانا علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مرکزی دارالعلوم مدرسہ [illegible] مسجد بی بی جی میں ایصال ثواب کی محفل منعقد کی۔ اور مرحوم کے لئے جنت الفردوس و پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائی مولانا ساجد علی خاں صاحب نے [illegible] میں تقسیم شیرینی کا اہتمام فرمایا۔

● ـــ ایصال ثواب کی ایک محفل مسجد حسینی بریلی شریف کی جامع مسجد میں بھی منعقد کی گئی جس میں پسماندگان حضرت مولانا مفتی غلام جان صاحب مرحوم سے اظہار ہمدردی اور ان کے لئے صبر و استقامت کی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو اپنے حبیب پاک علیہ التحیۃ والتسلیمات کے صدقہ سے اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ یاد رہے کہ مولانا مرحوم اس مسجد میں کافی عرصہ تک درس [illegible] و ہدایت دیتے رہے اور وفات سے قبل مسجد [illegible] ٹکسالی دروازہ میں خطیب تھے۔

[illegible]

مولانا مفتی غلام جان انتقال کر گئے

لاہور [illegible] آج یہاں مولانا مفتی غلام جان صاحب خطیب و امام مسجد بیری والی [illegible] اندرون ٹکسالی گیٹ انتقال کر گئے [illegible] بعد ان کے [illegible]

عرس قادری رضوی

[illegible]

عرس مبارک شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اور آپ کے خلیفہ مجاز مولانا [illegible] مفتی غلام جان صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک [illegible] مطابق ۲۰-۲۱ اگست بروز ہفتہ اتوار [illegible] مسجد [illegible] بیری والی اندرون ٹکسالی دروازہ [illegible]

مفتی صاحب کی خبر وصال پر مشتمل مختلف اخبارات کے تراشے۔

Marfat.com

مآخذ ومراجع

۱۔احمد رضا خان، امام، اعلیٰ حضرت، الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد، نوری کتب خانہ، لاہور۔

۲۔ بدرالدین احمد قادری رضوی، مولانا، سوانح امام احمد رضا، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، طبع ہفتم، ۱۹۸۷ء

۳۔پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور، مکتبہ نبویہ، لاہور

۴۔زید فاروقی، ابوالحسن، مولانا، سوانح امام اعظم ابوحنیفہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳

۵۔صابر حسین شاہ بخاری، سید، امام احمد رضا اور تحریک پاکستان، رضا اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۶ء

۶۔صابر حسین شاہ بخاری، سید، خلفائے امام احمد رضا اور تحریک پاکستان، مکتبہ الاحباب، لاہور

۷۔عبدالمنان اعظمی، مفتی، حیات صدر الشریعہ، رضا اکیڈمی، لاہور ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

۸۔فیضان المصطفیٰ قادری، مولانا، حضور صدر الشریعہ، حیات وخدمات، دائرۃ المعارف الامجدیہ، انڈیا۔

۹۔مبارک حسین مصباحی، مولانا، ماہنامہ اشرفیہ، صدر الشریعہ نمبر، مبارک پور، انڈیا، ۱۹۹۵ء

۱۰۔محمد جلال الدین قادری، مولانا، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، سعید برادران، کھاریاں ۱۹۹۹ء

۱۱۔محمد شہاب الدین رضوی، مولانا نقی علی خاں بریلوی، عالمی دعوت اسلامیہ لاہور طبع سوم ۱۹۹۷ء

۱۲۔محمد صابر القادری نسیم بستوی، مولانا، مجدد اسلام بریلوی، رضا اکیڈمی، لاہور

۱۳۔محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، امام احمد رضا انٹرنیشنل سنی کانفرنس لحہ بہ لحہ رپورٹ، رضا اکیڈمی، لاہور

۱۴۔محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، تذکرہ اکابر اہل سنت، پاکستان، فرید بک سٹال لاہور طبع دوم، ۲۰۰۰ء

۱۵۔محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا، تعارفی خاکہ حضرت مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی، ناشر اصغر نورانی، لاہور

۱۶۔ محمد عطاء الرحمٰن قادری (راقم الحروف) سیرت صدر الشریعہ، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

Marfat.com

۱۷_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، القول المحتاط فی جواز الحیلۃ والاسقاط، امیر پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء

۱۸_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، تذکرہ غلامیہ، غیر مطبوعہ

۱۹_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، جواز تلقین واذان علی القبر وتعدد جمعہ فی مساجد المصر، مقبول عام پریس، لاہور

۲۰_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، شجرہ طیبہ، عالمگیر پریس، لاہور

۲۱_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، فتاویٰ غلامیہ، غیر مطبوعہ

۲۲_محمد غلام جان ہزاروی، مفتی، نور العینین فی سفر الحرمین، غیر مطبوعہ

۲۳_محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر، آئینہ رضویات، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

۲۴_محمد مسعود احمد، پروفیسر، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، طبع چہارم ۱۹۹۹ء

۲۵_محمد مظفر اقبال رضوی، قاضی، مولانا، قلمی یادداشت، غیر مطبوعہ

۲۶_محمود احمد قادری، مولانا، تذکرہ علمائے اہل سنت، رفاقتی کتب خانہ، ۱۳۹۱ھ

عربی

۲۷_ احمد رضا خان، امام، اعلیٰ حضرت، الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ، مؤسسۃ رضا لاہور

انگریزی

۲۸_ Mujeeb Ahmad, Jamiyyat Ulama-i- Pakistan (1948-1979) National Institute of Historical & Cultural Research, Islamabad

Marfat.com

رسائل وجرائد

۲۹۔ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی صد سالہ منظر اسلام بریلی نمبر

۳۰۔ماہنامہ ترجمان سوادِ اعظم لاہور

۳۱۔(ماہنامہ) ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ۱۳۷۹ھ

۳۲۔ماہنامہ فیضان، لاہور

۳۳۔ہفت روزہ قندیل، لاہور

۳۴۔سالنامہ معارف رضا، کراچی، ۱۹۹۵ء

مکتوبات

۳۵۔مکتوب مفتی محمد غلام جان ہزاروی بنام مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

۳۶۔مکتوب جناب محمد یوسف بنام مولانا قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

۳۷۔مکتوب مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاںؒ بنام قاضی محمد مظفر اقبال رضوی

۳۸۔مکتوب جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری بنام مؤلف

Marfat.com

کتاب فیض مآب حیات فقیہِ زماں

نتیجۂ فکر شاعرِ اہلسنت جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری
مُرتب و مولف مکرمی محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی زید علمہ۔ لاہور
سال طباعت ۲۰۰۷ء۔۱۴۲۸ھ

قطعۂ تاریخ (سال طباعت)

یہ کتاب حق مآب، اس میں عطانے کی بیاں
روح پرور داستانِ حشمتِ ''جانِ'' رضا
وہ امام اہل سنت کا خلیفہ باکمال
وردِ باغ علم و حکمت شمع ایوانِ رضا
ورع و تقویٰ میں، تدین میں بلند اس کا مقام
مظہر افضال و اوصافِ دبستانِ رضا
اس کی فطری ارجمندی کا ہے یہ واضح ثبوت
تربیت پائی ہے اس نے زیرِ دامانِ رضا
ایک دریا نوش مے کش ساقی فیاض کا
ایک وسیع الظرف مخمور خمستانِ رضا
وہ سخن فہم و سخن ور بھی عظیم الشان تھا
عالم و عارف تو وہ تھا ہی بہ فیضانِ رضا
پتھروں والی زمین سے ہے خمیر اس کا مگر
وہ میرے نزدیک ہے لعلِ کہستانِ رضا
شہر داتا کی فلک پایہ مقدس خاک میں

Marfat.com

ضوفشاں ہے بے بہا وہ گوہرِ کانِ رضا
اس فدائے جانِ رحمت کی منور ہو لحد
از طفیلِ مصطفیٰ سرکار ذی شانِ رضا

یہ کتاب خوب ہے شہ پارۂ کلکِ عطا
جو خجستہ بخت ہے گل چینِ بستانِ رضا
اس بلند ہمت کا ہے یہ قابلِ تحسین کام
اس کی کاوش کو سراہیں گے محبانِ رضا
اس کی خدمت میں خوشی سے تہنیت کرتا ہے پیش
خیر سے، طارق بھی ہے آسودۂ خوانِ رضا
فکر تھی اس کی مجھے طارق زروئے "اعتراف"

1

چاپ کی تاریخ ہے، "وجدان فیضان رضا"

۱+۲۰۰۶=۲۰۰۷ء

Marfat.com

Marfat.com

حافظ محمد عطاء الرحمن قادری رضوی

کی دیگر کتب

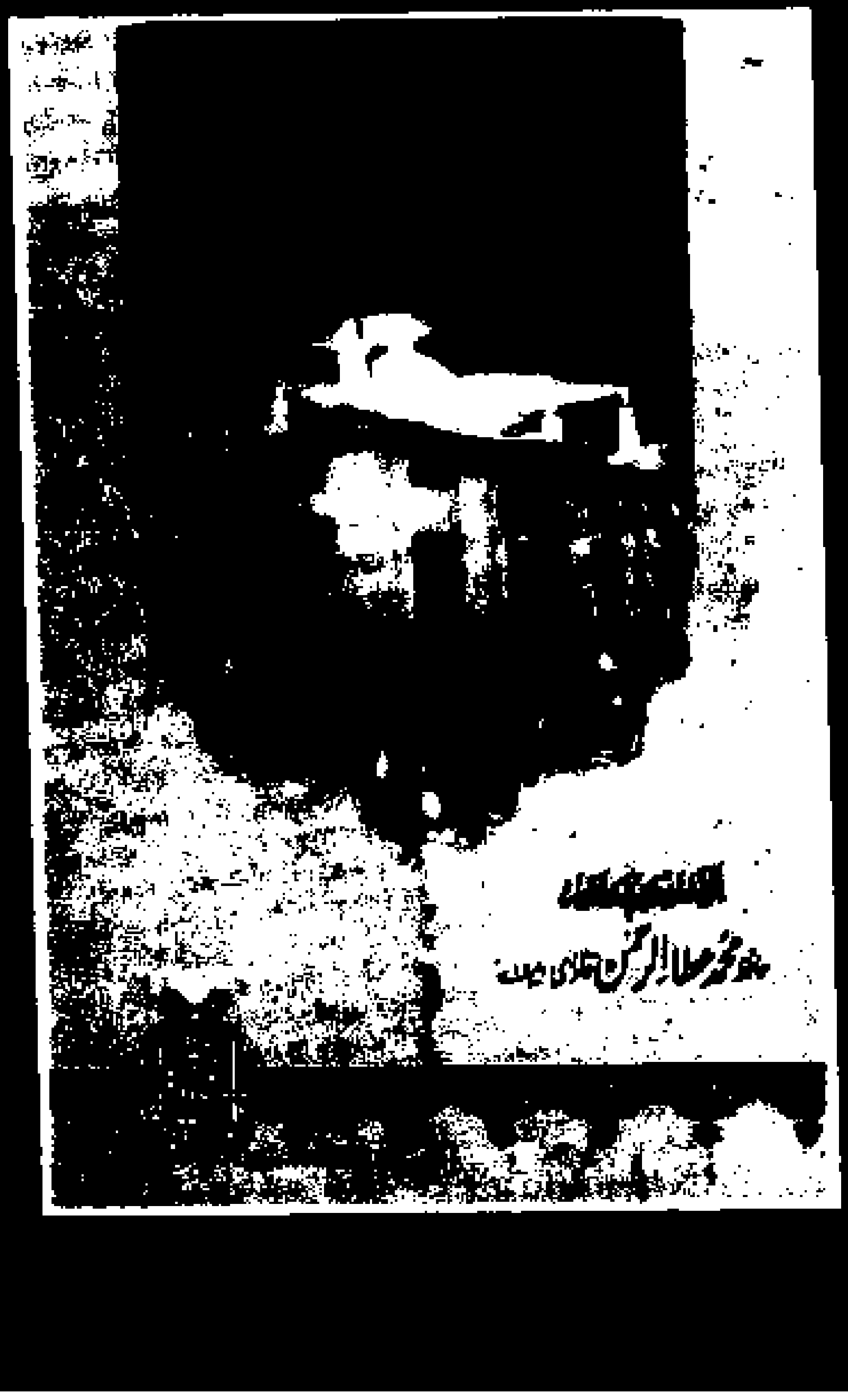

مکتبہ اعلیٰ حضرت

042-7247301-0300-8842540

Marfat.com